وہ اور ہوں گے جو چاک داماں کی دھجیوں سے رہے الجھتے
میں راز ایسا کروں گا افشا جو چاک سارے حجاب کر دے

فاتحہ سے پہلے بسم اللہ
سینہ پر ہاتھ باندھنا
غائبانہ نماز جنازہ

فاتحہ خلف الامام
آمین ایک نئے تناظر میں
آیتوں کا جواب دینا

غیر مقلد اور تقلید
دعائے قنوت کب اور کیسے؟
ننگے سر نماز پڑھنا

غیر مقلد اور حرمین شریفین
غیر مقلد اور صحیح بخاری
غیر مقلد اور غلط حوالے

اہل حدیث
اور
ضعیف حدیثیں

چھپے راز

ابو احمد مفتی محمد عمر (ایم۔اے)

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ
Cell:0346-7357394,0332-6311808

حصہ اول

چُھپے راز

- فاتحہ سے پہلے بسم اللہ
- سینہ پر ہاتھ باندھنا
- غائبانہ نماز جنازہ

فاتحہ سے پہلے بسم اللہ
سینہ پر ہاتھ باندھنا
غائبانہ نماز جنازہ

فاتحہ خلف الامام
آمین ایک نئے تناظر میں
آیتوں کا جواب دینا

غیر مقلد اور تقلید
دعائے قنوت کب اور کیسے؟
ننگے سر نماز پڑھنا

غیر مقلد اور حرمین شریفین
غیر مقلد اور صحیح بخاری
غیر مقلد اور غلط حوالے

اہل حدیث
اور
ضعیف حدیثیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

اہل حدیث حضرات کا یہ ذہن بنایا گیا ہے کہ اُنکے علاوہ دوسروں کی نمازیں حدیث سے ثابت نہیں، اُنکے علماء جانتے بوجھتے ہوئے اور اُنکے عوام نادانی میں لوگوں پر فتویٰ بازی کرتے رہتے ہیں۔ شاید انہیں معلوم نہیں کہ یہ سب کچھ دعووں کی گھن گرج ہے، حقیقت حال اِس سے مختلف ہے۔

☆ اہل حدیث امام سورۃ فاتحہ سے پہلے **بسم اللہ**... اونچی پڑھتے ہیں یہ موقف دلیل کی رو سے کتنا جاندار ہے؟ اِسکا اندازہ آپکو آئندہ تحریر پڑھنے سے ہوگا، بلکہ جدید علماء اہل حدیث نے تو فیصلہ صادر کر دیا کہ فاتحہ سے پہلے اونچی **بسم اللہ الرحمن الرحیم** پڑھنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ لوگوں کی نمازوں پر فتوے لگانے والے اپنی نمازوں کی اصلاح کیوں نہیں کرتے؟

☆ اہلحدیث حضرات سینے پر ہاتھ باندھنے کو اپنا مسلکی شعار بنائے ہوئے ہیں، اور دوسروں پر اعتراض کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں انکے اپنے دامن میں کیا ہے؟ اِسکا اندازہ آئندہ تحریر پڑھنے سے ہو سکے گا۔

☆ اہلحدیث حضرات غائبانہ نماز جنازہ اور شہید کا غائبانہ جنازہ پڑھتے ہیں، اور لوگوں کو یہ تأثر دیتے ہیں کہ یہ سب کچھ حدیث کی روشنی میں کیا جا رہا ہے لیکن حقیقت حال کیا ہے؟ اسکا اندازہ آئندہ تحریر پڑھنے سے ہو سکے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غیر مقلد:السلام علیکم!

سنی: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

غیر مقلد: آپ نے نماز میں رفع یدین نہیں کیا، ہاتھ سینے پر نہیں باندھے، پاؤں کھلے نہیں کیئے۔لہٰذا آپ کی نماز نہیں ہوئی، آپ حدیث کے مطابق نماز پڑھا کریں۔

سنی: آپ نے بغیر کسی تمہید اور تعارف کے اتنا بڑا فتویٰ جاری کر دیا۔

غیر مقلد: یہ نیا فتوی نہیں، ہمارا ہر عالم و جاہل اسی طرز کی دعوت پر کاربند ہے۔

سنی: ہمارے پیارے نبی ﷺ کی دعوت کامل و مکمل اسلام کی طرف تھی، مجھے آپ لوگوں کے عملی تضاد پر تعجب ہے کہ نبی اسلام ﷺ کی کامل دعوت کو نظر انداز کیئے ہوئے ہو، اور جو کوئی نماز پڑھنے لگے اس سے فروعی مسائل میں الجھتے ہو تاکہ وہ تمہارے چودھویں صدی کے نظریئے کے مطابق نماز ادا کرے۔

غیر مقلد: دراصل ہم چاہتے ہیں کہ آپ لوگ حدیث کے مطابق نماز پڑھیں ورنہ کوئی فائدہ نہیں۔

سنی: آپ نے حدیث کے مطابق والا دعویٰ تو بہت بڑا کیا ہے۔اس کی بجائے آپ کہا کریں کہ ہمارے چودھویں صدی والے نظریہ کے مطابق نماز پڑھیں۔

غیر مقلد: حدیث کے مطابق کیوں نہیں؟

سنی: آپ بحث و مباحثہ کے موڈ میں معلوم ہوتے ہیں جبکہ میرا ابھی کسی سے ملنے کا وقت طے شدہ ہے، آئندہ کسی ملاقات میں اس موضوع پر بات ہوگی۔

غیر مقلد: بس میں سمجھ گیا، آپ بھاگنا چاہتے ہیں۔

سنی: یہ تو وقت ہی بتائے گا۔اب اجازت۔

☆............☆............☆

سنی: السلام علیکم

غیر مقلد :وعلیکم السلام ......آ گئے ہو، مجھے تمہارا وہ معنی خیز جملہ مسلسل ستائے جارہاہے جس میں تم نے ہماری نماز کو حدیث کے مطابق ماننے کی بجائے چودھویں صدی کے نظریئے کے مطابق قرار دیا تھا جبکہ ہم تو پکے اہل حدیث ہیں، ہمارا ہر عمل حدیث کے مطابق ہوتا ہے۔

سنی: آپ نے تو پہلے سے بھی بڑا دعویٰ کر دیا، پہلے ذرہ اپنی نماز کو تو حدیث کے مطابق ثابت کرلیں۔

غیر مقلد: جی بالکل ثابت کریں گے، بلکہ ہم تو صرف بخاری ومسلم کی حدیثوں کو بنیاد بناتے ہیں،اوراسی کی روشنی میں نماز پڑھتے ہیں۔

سنی: میں چاہتا ہوں کہ باہمی گفتگو کو بحث ومباحثے والے ماحول سے ہٹ کر بامقصد بنانے کی کوشش کریں،اوراگروہی فضول بحث، چیلنج بازی اوردعوے ہی کرنے ہیں تو میں اجازت چاہوں گا چونکہ میرا وقت بہت قیمتی ہے۔

غیر مقلد:نہیں نہیں۔مدلل گفتگو ہوگی۔

سنی: بہتر ہوگا کہ باہمی گفتگو جن اصولوں کی روشنی میں ہوگی ان کا تعین کرلیا جائے،تاکہ ہم کسی واضح نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

کیا آپ اپنی ساری نماز صرف بخاری ومسلم کی حدیثوں سے ثابت کریں گے؟

غیر مقلد: بالکل جی ہمارا تو بچہ بچہ اوران پڑھ جاہل بھی بخاری ومسلم کی روشنی میں نماز پڑھتا ہےاورثابت کرسکتا ہے۔ورنہ ہم میں اورتم مقلدین میں کیا فرق ہوگا؟

سنی: کیا آپ کوئی ضعیف حدیث تو پیش نہیں کریں گے؟

غیر مقلد :او جی جب ہمارے پاس بخاری مسلم کی حدیثیں ہیں تو پھر ہم ضعیف

حدیثیں کیوں پیش کریں؟

سنی: کیا آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول وفعل اور فہم کو دلیل و حجت مانتے ہیں؟ اور ان کے اقوال وافعال کو بطور دلیل اپنے موقف کے ثبوت کے لئے پیش کریں گے؟

غیر مقلد: ہم اہل حدیث ہیں اور حدیث پر عمل کرتے ہیں، اس لئے ہم صحابہؓ کے کسی قول فعل اور فہم کو دلیل و حجت نہیں مانتے، لہٰذا کسی صحابی یا ان کے بعد کسی امام و عالم کا قول وفعل بطور دلیل پیش کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سنی: آپ کے اس جواب نے مجھے حیران کر دیا، تو کیا سب غیر مقلدین صحابہؓ کے بارے میں یہی رائے رکھتے ہیں؟

غیر مقلد: ہمارے ذمہ دار اور چوٹی کے علماً نے یہ بات بڑی واضح کردی ہے جس میں کسی ابہام یا شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ دیکھئے:

(۱) **قول صحابہؓ:** دیکھئے نواب صدیق حسن خانؒ ہمارے مسلک کے بانیوں میں سے ہیں ان کی کتاب ''الروضة الندية'' ہمارے مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔ اس کے صفحہ ۱۴۱ پر لکھا ہے کہ ''صحابی کا قول دلیل و حجت نہیں'' یہی بات ان کے بیٹے نواب نور الحسنؒ نے اپنی کتاب، ''عرف الجادی'' ص ۳۸، ص ۴۰، ص ۸۰ اور ص ۱۰۱ پر کی ہے۔ نیز ہمارے شیخ الکل حضرت مولانا نذیر حسین دہلویؒ اپنے فتاوی نذیریہ (۳۴۰/۱) میں لکھتے ہیں کہ'' قول صحابی حجت نہیں''۔ واضح رہے کہ مولانا نذیر حسین کی بابت مؤرخ اہل حدیث ابراہیم میر سیالکوٹیؒ لکھتے ہیں: ہمارے بے نزاع و بے نظیر پیشوا شیخنا و شیخ الکل حضرت مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی ہیں۔(تاریخ اہل حدیث ص۱۱۹)

(۶) **فعل صحابہؓ** کی بابت نواب صدیق حسن خانؒ فرماتے ہیں: فعل صحابی دلیل بننے کے قابل نہیں ۔(التاج المکلل ص۲۹۲)اور ہمارے شیخ الکل میاں نذیر حسینؒ نے بھی یہی لکھا ہے، دیکھئے سیرت ثنائی ص۱۹۶۔

(۷) صحابہ کے فہم واستنباط کی بابت شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلویؒ فتاوی نذیریہ ج اص۶۲۲ میں لکھتے ہیں کہ: فہم صحابہؓ حجت شرعی نہیں ۔اور یہی بات نواب صدیق حسن صاحبؒ نے الروضة الندية ص۱۵۴ میں لکھی ہے۔

الغرض ہم صحابہؓ کے قول ان کے عمل اوران کے فہم واستنباط کو دلیل نہیں مانتے۔

سنی: آپ کا مطالعہ بڑا وسیع معلوم ہوتا ہے،تو کیا سب غیر مقلد صحابہؓ کی بابت یہی نظریہ رکھتے ہیں؟

غیر مقلد : میری گفتگو میں آپ کے جواب کی طرف اشارہ موجود ہے کہ ہمارے نزدیک نواب صدیق حسن خاں صاحبؒ کی کتابوں کی بڑی اہمیت ہے ان کی کتاب ''الروضة الندية'' جس کا حوالہ میں نے دیا ہے ہمارے مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔

میاں نذیر حسین صاحبؒ کو ہم سب شیخ الکل سمجھتے ہیں۔اپنے اکابر علماء کی کتابوں کو چھاپ کر، پڑھ کر، پڑھا کر ہم عملی طور پر اعتماد کا ثبوت دیتے ہیں۔ان کے افکار کو اپنی تقریروں میں بیان کرتے ہیں، پاک و ہند اور دوسرے تمام علاقوں میں ہمارے مسلکی لوگوں میں یہ قدر مشترک آپ محسوس کریں گے اور صحابہؓ کے دلیل و حجت ہونے کا جو موضوع اس وقت زیر بحث ہے اس پر ہمارے آج کے مقرر وخطیب بھی کھل کر کہتے ہیں کہ ہم صحابہؓ کو نہیں مانتے۔البتہ ہمارے اس موقف کو بیان کرنے میں بعض خطباء وسامعین کا گستاخانہ انداز مجھے اچھا نہیں لگتا ادھر وہ کہتے ہیں کہ ہم صحابہ کی قولیوں شولیوں کو نہیں مانتے، ادھر سامعین وحاضرین کہتے ہیں نعرۂ تکبیر اللہ اکبر،

مسلک اہل حدیث زندہ باد۔

سنی: جناب آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ واقعی آپ کے جلسوں میں گفتگو کا یہ انداز ہوتا ہے اور سامعین ایسے خطیب کی زبان گُدی سے کھینچ لینے کی بجائے نعرہ لگا کر داد دیتے ہیں؟

ایسے دستور کو صبح بے نور کو میں نہیں مانتا میں نہیں مانتا

غیر مقلد: آپ جذبات میں نہ آئیں، ہمارے خطیبوں کی یہ بات اتنی غلط بھی نہیں کہ آپ ان کی زبان کھینچنے کا فتوی صادر کریں، دراصل یہ تو اپنے مسلکی اصول کیساتھ شدید لگاؤ کا ثبوت ہے البتہ ان کے لہجے میں ذرہ سختی ضرور ہے۔

سنی: مسلکی اصول کا کیا مطلب ہے؟

غیر مقلد: جی ہاں مسلک اہل حدیث کے بانی نواب صدیق حسن خان صاحبؒ کے بیٹے نواب نور الحسن خاں صاحبؒ نے اس نظریہ کو ہمارا اصول قرار دیا ہے وہ اپنی کتاب ''عرف الجادی'' ص ۱۰۱ میں لکھتے ہیں ''چہ دراصول تقرر باشد کہ قول صحابی حجت نیست'' یہ بات اصول میں طے ہے کہ صحابی کا قول دلیل نہیں ہے۔

سنی: آپ کی اس بات نے تو مجھے اور زیادہ حیران کر دیا کہ صحابہؓ کے قول وفعل کو نہ ماننے کا موقف تمہارے اصولوں میں شامل ہے۔

غیر مقلد: دراصل ہم ہر بات میں حدیث اور دلیل کا بہت خیال رکھتے ہیں۔اس لئے بعض مسائل میں ہمارے علماء نے صحابہؓ کے خلاف بھی فیصلے سنائے ہیں اس سلسلے میں مولانا محمد جونا گڑھی صاحب کی درج ذیل عبارت ملاحظہ ہو:

وہ اپنی کتاب طریق محمدی ص ۳۰ پر لکھتے ہیں ''پس آؤ سنو بہت صاف صاف اور موٹے موٹے مسائل ایسے ہیں کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے اس میں غلطی کی'' وہ

اسی کتاب کے صفحہ ۴۰ پر لکھتے ہیں "ان مسائل کے دلائل سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے خبر تھے۔ وہ اسی کتاب میں صفحہ ۴۲ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بابت لکھتے ہیں۔ پھر بھی ان موٹے موٹے مسائل میں جو روزمرہ کے ہیں دلائل شرعیہ آپ سے مخفی رہے۔

سنی: مجھے یقین نہیں آ رہا کہ کوئی شخص اپنے خودساختہ مسلکی اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے خلیفہ راشد، خلیفہ عادل، "**لو کان بعدی نبیا لکان عمر**" کے بارے میں ایسی بات لکھے۔ وہ عمر جن کی تائید میں قرآن کی بعض آیات نازل ہوئیں وہ عمر کہ شیطان جن سے دور بھاگتا تھا۔ بقول شاعر:

انہیں بدگمانی سے فرصت کہاں   کہ اصحابؓ کا وہ کریں احترام
بجز بد زبانی نہ سیکھا ہے کچھ   لگائیں وہ کیونکر زباں کو لگام

غیر مقلد: میں ہوائی باتیں نہیں کر رہا دیکھئے مولانا محمد جوناگڑھی کی کتاب طریق محمدی کے مذکورہ بالا صفحات وفقرات......

سنی: یہ مولانا محمد جوناگڑھی کون صاحب ہیں؟

غیر مقلد: آپ کے سوالات طویل ہوتے جارہے ہیں۔ ہمیں تو نماز کے موضوع پر گفتگو کرنی ہے۔

سنی: مجھے بھی اس کا احساس ہے، دراصل آپ کے وسیع مطالعہ نے مجھے متاثر کیا ہے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ اس موضوع کے اہم پہلو میرے بھی سامنے ہوں۔

غیر مقلد: جوناگڑھ میں مولانا محمد صاحب ہمارے بہت بڑے عالم گزرے ہیں بہت بڑے خطیب وادیب تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں طریق محمدی سراج محمدی، نکاح محمدی ہیں الغرض ان کی اکثر کتب محمدی نسبت سے معروف ہیں۔ وہ سنہ ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۴۱ء میں وفات پائی۔ ان کی وفات پر جامعہ سلفیہ

ہندوستان کے مدیر مختار ندوی نے شاداعظمی کا یہ شعر نقل کیا ہے

لقدمات فی الوطن المبارک وفقه سمی رسول الله شیخ محمد

خطبات محمدی ص ۱۰ (ترجمہ) مبارک وطن میں رسول اللہ ﷺ کے ہم نام شیخ محمد فوت ہو گئے۔

سنی: کیا یہ محمدی نسبت محمد ﷺ کی طرف ہے؟

غیر مقلد: ہمارے مولانا کا اپنا نام محمد تھا تو انہوں نے اپنی کتابوں کی نسبت اپنے نام کی طرف کی جس کی واضح علامت یہ ہے کہ وہ ایک اخبار نکالتے تھے اس کا نام بھی ''اخبار محمدی'' تھا اب ظاہر ہے کہ یہ اخبار پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ ﷺ کا تو نہیں تھا۔اس کی مزید وضاحت یوں سمجھیں کہ ہمارے اکابر کی بہت سی تصانیف انہی کے نام سے منسوب ہیں جیسے تفسیر ثنائی اور فتاویٰ ثنائیہ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی طرف منسوب ہیں۔ فتاوی نذیریہ میاں نذیر حسین صاحبؒ کی طرف منسوب ہے۔ فتاویٰ ستاریہ مولانا عبدلستار کی طرف منسوب ہے۔ الغرض مولانا محمد جونا گڑھی کی خدمات ناقابل فراموش ہیں اور وہ ہماری مرکزی وعلمی شخصیت ہیں، جس کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ ہم سب اس دور سے اپنی نسبت ان کی طرف کر کے محمدی کہلاتے ہیں اور ہمیں اس نسبت پر بجا طور پر فخر ہے۔

سنی: بہت شکریہ آپ نے میری معلومات میں اضافہ کیا کہ آپ کی محمدی نسبت محمد جونا گڑھی صاحب کی وجہ سے ہے۔میں تو آج تک مغیث تھا کہ آپ محمد ﷺ کی طرف نسبت کر کے اپنے آپ کو محمدی کہلاتے ہیں۔

غیر مقلد: جی ہاں! اکثر لوگ اسی غلط فہمی کا شکار ہیں، بلکہ آپ کو تعجب ہوگا کہ خود ہمارے بہت سے جاہل اہل حدیث بھی لکیر کے فقیر بن کر اسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں گویا

ہم اسے غلط العوام ہی کہہ سکتے ہیں۔آپ خود بھی سوچیں کہ آجکل ہمارا تعارف سلفی اور اثری نسبتوں سے بھی ہوتا ہے اب ظاہر ہے کہ یہ دونوں نسبتیں پیغمبر اسلام محمد ﷺ کی طرف تو نہیں ہیں چونکہ آپ ﷺ کا نام اثر اور سلف تو نہیں تھا۔الغرض آپ تاریخ کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں مولانا محمد جونا گڑھی میاں نذیر حسینؒ اور نواب صدیق حسن خان صاحبؒ سے پہلے کوئی ایک فرقہ بلکہ ایک شخص بھی آپ کو ایسا نہیں ملے گا جو ہم جیسے مدلل عقائد وافکار کا حامل ہو اور بیک وقت اپنے آپ کو اہل حدیث، محمدی، اثری اور سلفی بھی کہتا ہو۔

سنی: واقعی محمدی نسبت کی بابت آپ کا موقف بڑا ٹھوس اور وزنی ہے تاریخی نقطۂ سے بھی آپکی تائید ہوتی ہے کہ برّصغیر پاک وہند میں ۱۸۵۷ء سے پہلے احمدی اور محمدی عنوان سے کوئی فرقہ متعارف نہیں تھا۔لیکن سچ پوچھیں تو حضرت عمر رضی للہ عنہ کی بابت آپ کے مولانا محمد جونا گڑھی نے جو کچھ بھی کہا ہے وہ میں نے پہلی دفعہ سنا ہے۔ کیا اس وقت یا ان کے بعد کسی غیر مقلد عالم نے ان کی تردید نہیں کی؟

غیر مقلد: جب صحابہ کی بابت یہی ہمارا نظریہ ہے تو تردید کس بات کی؟ بلکہ ہم تو اپنے اکابر کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں۔دیکھیے ہندوستان میں جامعہ سلفیہ ہمارا مرکزی تعلیمی ادارہ ہے۔ابھی وہاں کے ایک استاذ مولانا رئیس احمد کی کتاب تنویر الآفاق شائع ہوئی جس پر پرنسپل جامعہ سلفیہ نے تقریظ لکھ کر اس کے مشتملات پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔اس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر کھل کر تنقید کی ہے اور لکھا ہے کہ ابن مسعود کا بیان مذکورہ اللہ ورسول کے بیان کردہ اصول شریعت کے خلاف ہے۔

سنی: جناب میرا تو پیمانہ صبر لبریز ہو رہا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی جلیل

القدر ہستیاں اور آپ کے علماء کی یہ گستاخیاں؟ **الامان و الحفیظ** بقول شاعر:

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

غیر مقلد :اوہو آپ ایسے بحث کو طول دے رہے ہیں کہ کسی طرح سے نماز کے موضوع سے فرار کا بہانہ تلاش کریں۔

سنی: نماز کی بابت تو غیر مقلدین سے میری گفتگو ہوتی رہتی ہے، لیکن یہ انکشافات میرے لیے بالکل نئے ہیں۔

غیر مقلد :میں نے تو کہا تھا کہ براہ راست نماز پر بات کریں، لیکن آپ نے خود ہی یہ موضوع چھیڑ کر وقت ضائع کیا۔

سنی: نہیں وقت ضائع نہیں ہوا بلکہ یہ حقیقت کھل کر سامنے آ گئی کہ آپ کے ساتھ ہمارا اختلاف نماز کے چند فروعی مسائل میں ہی نہیں بلکہ صحابہ کرامؓ کی بابت ہمارے اور آپ کے موقف وعقیدے میں بنیادی فرق ہے۔

غیر مقلد :دیکھئے صاحب ہمارے علماء اور ہم اہل حدیث وسلفی لوگ جو کچھ کہتے ہیں اور کرتے ہیں دلیل اور تحقیق کی بنیاد پر کرتے ہیں۔اور اس سلسلہ میں کسی کی بھی رعایت نہیں کرتے۔چاہے وہ صحابی ہی کیوں نہ ہوں۔ دیکھیے علامہ وحید الزمان صاحب نے اپنی مشہور کتاب (کنز الحقائق ص ۲۳۴) میں لکھا ہے کہ:صحابہ کے لئے رضی اللہ عنہ کہنا مستحب ہے مگر ابو سفیان، معاویہ، عمرو بن عاص، مغیرہ بن شعبہ اور سمرۃ بن جندب کو رضی اللہ عنہ کہنا مستحب نہیں یہی علامہ وحید الزمان اپنی کتاب نزل الابرار ۲/۹۴ پر لکھتے ہیں ’’اس سے معلوم ہوا کے کچھ صحابہ فاسق تھے جیسا کہ ولید اور یوں ہی معاویہ، عمرو، مغیرہ، اور سمرہ کے بارہ میں کہا جائے گا‘‘۔

سنی: میری قوت برداشت ختم ہو رہی ہے، کیا واقعی میں کسی اہل حدیث سلفی سے

محو گفتگو ہوں یا کسی شیعہ رافضی سے؟ بقول شاعر:

سناتے ہو اصحابؓ کو بے نقط بأمید اجر و جزاء و ثواب
سفیہوں کو سکھلاؤ نیرنگیاں کہ برپا زمانے میں ہو انقلاب

میرا اللہ قرآن میں اپنے نبیؐ کے صحابہ کے لئے"**رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ**" کا اعلان کرے اور تم چودہ سو سال بعد قرآن کے مقابلہ میں یہ فیصلہ دو کے ان پانچ صحابہ (حضرت ابوسفیان و حضرت معاویہ و حضرت عمرو بن عاص و حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہم) کو رضی اللہ عنہم کہنا مستحب نہیں ہے۔ نبی اسلام ﷺ اپنے صحابہ کے لیے دعائیں کریں اور تم ان کو فاسق قرار دو۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ ارشاد فرمائیں کہ **علیکم بسنّتی و سنّة الخلفاء الراشدین المھدیّین من بعدی تمسّکوا بھا و عضّوا علیھا بالنواجذ** تم پر میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا لازم ہے ان کو داڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے تھامے رکھو۔ اور تم اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاؤ اور اس صحیح حدیث کی پرواہ کیئے بغیر دوسرے خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نصوص شرعیہ کی خلاف ورزی کا مرتکب قرار دو۔ اور یہی الزام آنحضور ﷺ کے خادم خاص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر لگاؤ۔ مجھے تعجب ہے کہ تم اہل حدیث کہلاتے ہو اور حدیث کو ٹھکراتے ہو۔

ایسے دستور کو صبح بے نور کو میں نہیں مانتا میں نہیں مانتا

غیر مقلد : مجھے آپ کے جذبات کی قدر ہے۔ لیکن صحابہؓ کی بابت اپنے موقف میں ہم کسی کے پابند نہیں۔ باقی آپ نے شیعہ سے ہماری مشابہت کا اشارہ کیا ہے تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے جس کے ازالہ کے لیے اتنا بتا دینا کافی ہے کہ ہمارے

اکابر میں سے حکیم فیض احمد صدیقی صاحب نے اپنی کتاب ''سیدنا حسن'' میں لکھا ہے کہ ''سیدنا علی کی نام نہاد خلافت اور سیدنا حسن وحضرت حسین کو زمرہ صحابہ میں شمار کرنا صریحاً سبائیت کی ترجمانی ہے۔''

سنی: آپ نے علامہ وحید الزمان صاحب کے جو دو حوالے دیئے ہیں تو یہ کون صاحب ہیں؟

غیر مقلد: یہ ہمارے فرقہ کے بہت بڑے عالم تھے، انہوں نے سب سے پہلے ہمارے فرقہ کی فقہ کی کتاب مرتب کی جس کا نام ''نزل الابرار'' ہے۔ حدیث کی بہت سی کتابوں کے اردو ترجمہ کئے حدیث کی کتابیں چونکہ عربی میں ہیں، لہٰذا ہم اہلحدیث کی حدیث دانی انہی ترجموں کی مرہون منت ہے۔ حتیٰ کہ ہمارے کیلانی صاحب نے توان ترجموں کے بل بوتے پر بہت ساری کتابیں بھی بنائی ہیں۔ الغرض ان کی ناقابل فراموش خدمات کی پیش نظران کا شمار فرقہ اہل حدیث کے اولین بانیوں میں ہوتا ہے۔

بہرحال آپ کے سوالات طویل ہو رہے ہیں اب آپ اصل موضوع کی طرف آئیے۔

سنی: بات واقعی لمبی ہوگئی معذرت خواہ ہوں۔ پوری گفتگو کا خلاصہ یہی نکلا:

(۱) آپ صحیح بخاری ومسلم کی روشنی میں اپنی پوری نماز ثابت کریں گے۔

(۲) اگر کوئی حدیث صحیح بخاری ومسلم کی حدیث سے ٹکراتی ہو تو آپ صحیح مسلم وبخاری کی حدیث پر عمل کریں گے۔

(۳) کوئی ضعیف حدیث پیش نہیں کریں گے۔

(۴) کسی صحابی کا قول، اس کا فعل اور اس کا فہم آپ کے نزدیک حجت ودلیل نہیں لہٰذا آپ اسے پیش نہیں کریں گے۔

غیر مقلد: بالکل جی انہی اصولوں کے مطابق گفتگو ہوگی۔ بس آپ میدان میں آیئے

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار تم سے یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

سنی: انہی اصولوں پر یہ میرے دستخط ہیں آپ بھی دستخط کردیجیے

دستخط سنی دستخط غیر مقلد

سنی: وقت کافی گزر چکا ہے اگر مناسب سمجھیں تو باقی گفتگو کل ہو جائے گی۔

غیر مقلد : تھکاوٹ تو مجھے بھی محسوس ہورہی ہے، لیکن گزشتہ طویل تمہید سے گویا ہم نے بجلی کی وائرنگ مکمل کرلی۔ اب تو بس ایک ایک مسئلہ کا بٹن دباتے جائیں گے اور میں دلائل کی روشنی کرتا جاؤں گا چونکہ ہمیں تو اپنے دلائل ازبر یاد ہوتے ہیں، بس تھوڑی دیر میں فیصلہ ہوجائے گا۔ ''دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی''۔

سنی: بہتر ہوگا کہ جس اطمینان سے ہم نے سابقہ گفتگو کی ہے اسی طرح ہماری بقیہ گفتگو بھی مکمل ہو اور ہم کسی واضح نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

غیر مقلد : لگتا ہے آپ ابھی سے گھبرا رہے ہیں۔ بہرحال میں آپ کو مجبور نہیں کرسکتا البتہ میری ایک تجویز ہے کہ کل کی نشست میں دو آدمی میری طرف سے اور دو آدمی آپ کی طرف سے بیٹھیں گے اور باہمی اختلاف کی صورت میں ہم ان کا فیصلہ تسلیم کریں گے۔

سنی: میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں لیکن انہیں ہماری گفتگو میں مداخلت کی اجازت نہیں ہوگی۔

سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ......اونچی یا آہستہ؟

سنی: اس سلسلے میں آپ کا موقف کیا ہے؟

غیر مقلد: جہری نماز میں امام کے لئے سورۃ فاتحہ سے پہلے اونچی آواز سے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔دیکھیے ہمارے نواب صدیق حسن خان صاحبؒ ''الروضۃ الندیہ'' میں لکھتے ہیں کہ: **بسم اللہ** جہری نمازوں میں جہراًاور سری نمازوں میں آہستہ پڑھی جائے گی (۱/۱۰۱)۔یہی بات ان کے بیٹے نواب نورالحسن خاںؒ نے ''عرف الجادی'' (ص ۳۶) پر لکھی ہے جبکہ یونس دہلوی ''دستورالمتقی'' میں لکھتے ہیں: جہری نمازوں میں پکار کراور سری نمازوں میں آہستہ سے پڑھنا بہتر ہے(ص:۹۲)

صلاۃ الرسول کا حاشیہ نگار لکھتا ہے کہ: حکیم محمد صادق ودیگر علماءحدیث کا یہ فیصلہ بالکل صحیح ہے کہ **بسم اللہ الرحمن الرحیم** آہستہ اور پکار کر پڑھنا دونوں طرح جائز ہے۔(تسہیل الوصول ص:۱۵۸)

سنی: اب آپ اس کی دلیل پیش کریں صحیح بخاری یا صحیح مسلم سے۔

غیر مقلد: یہ دیکھیے میرے ہاتھ میں حکیم صادق سیالکوٹیؒ کی کتاب ہے اُس میں صحیح بخاری ومسلم کی تو کوئی حدیث موجود نہیں،اگر ہوتی تو وہ ضرور لکھتے: البتہ مولانا ابراہیم میر سیالکوٹیؒ نے اپنی کتاب صلاۃ النبی ﷺ میں بڑی وضاحت سے لکھا ہے کہ ''غرض بسم اللہ اور آمین قرأت کے تابع ہیں،جس طرح قرأت پڑھے ویسے ہی ان کو بھی پڑھے یہ صحیح حدیثوں کا خلاصہ ہے،اس کے خلاف جو کچھ بھی ہے وہ ضعیف ہے'' (ص ۳۰)اس میں ہمارے اس موقف کو صحیح حدیثوں کا خلاصہ اور آپ حضرات

کے موقف کے دلائل کو کمزور لکھا گیا ہے۔

سنی: ذرہ وہ صحیح حدیثیں مجھے بھی دکھادیں۔

غیر مقلد :ضرور جی ضرور، لیکن اس کتاب میں صفحہ ۳۰ پر تو کوئی دلیل درج نہیں ہے۔ البتہ ''صلاۃ الرسولؐ'' کے صفحہ ۱۹۴ کے حاشیہ پر اس کی دلیل موجود ہے، وہ لکھتے ہیں ''نسائی اور ابن خزیمہ کی روایت بلوغ المرام میں ہے کہ نعیم مجمر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے **بسم اللہ الرحمن الرحیم** پڑھی، پھر سورۃ فاتحہ پڑھی (یعنی جہر سے) پس اگر جہری نماز میں کوئی امام **بسم اللہ** پکار کر پڑھے تو انکار نہ کریں۔''

سنی: (۱) جو کچھ آپ نے پیش کیا ہے وہ ایک صحابی حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا عمل ہے۔ اور صحابی کا عمل آپ کے یہاں دلیل اور حجت نہیں پھر یہاں اس سے استدلال کیسا؟

(۲) اس روایت کے ترجمہ میں بریکٹ میں یعنی جہر سے اصل روایت میں نہیں ہے۔ یہ حکیم سیالکوٹی صاحب کے اپنے الفاظ ہیں آپ اس اضافہ کو کیا عنوان دیں گے؟

(۳) آپ کے شیخ الحدیث جانباز صاحب نے لکھا ہے کہ: شیخ البانی نے سعید بن ابی ہلال کی وجہ سے اس حدیث کی سند میں کلام کیا ہے مگر مجھے ان سے اتفاق نہیں بہرحال یہ حدیث تو صحیح ہے لیکن اس میں **بسم اللہ الرحمن الرحیم** کا اضافہ محل نظر ہے۔ (صلاۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۵۹) بعینہ یہی الفاظ صلاۃ الرسولؐ کے حاشیہ نگار عبدالرؤف صاحب نے بھی دہرائے ہیں (القول المقبول ۳۵۵)

یہاں قابل توجہ ہے کہ شیخ البانی نے تو سعید بن ابی ہلال کی وجہ سے اس کی سند میں کلام کیا ہے لیکن سعید بن أبی ہلال کی توثیق نقل کیئے بغیر یہ کہنا کہ ''مجھے ان سے

اتفاق نہیں'' کوئی وزن نہیں رکھتا۔ نیز جب شیخ جانباز صاحب اور عبدالرؤف صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ اس میں **بسم اللہ الرحمن الرحیم** کا اضافہ محل نظر ہے تو پھر بسم اللہ اونچی پڑھنے کے استدلال اور موقف میں کیا جان باقی رہی؟

سرورق پر یہی ہے لکھا — کہ سب احادیث ہیں صیحہ
کتاب کھولی تو میں نے دیکھا — بھری روایات ہیں ضعیفہ

غیر مقلد: ہمارے مایۂ ناز شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ اپنی کتاب ''رسول اکرم ﷺ کی نماز'' کے ص ۴۷ پر لکھتے ہیں ''آنحضرت ﷺ جہری نمازوں میں بسم اللہ عموماً آہستہ پڑھتے تھے قرأت عموماً **الحمد للہ رب العالمین** سے شروع فرماتے۔ اس عموماً والی بات سے معلوم ہوا کے آپؐ کبھی کبھی **بسم اللہ** اونچی بھی پڑھتے تھے، جیسا کہ مولانا مزید لکھتے ہیں: آنحضرت ﷺ کا عام معمول تو وہی تھا کہ **بسم اللہ** آہستہ پڑھتے تھے لیکن کبھی جہر بھی فرماتے اس لیے یہ بھی درست ہے۔ (ص۴۷)

سنی: حضرت شیخ الحدیث لوگوں کو یہی باور کرانا چاہتے ہیں۔ لیکن کیا کوئی ایک صحیح حدیث دکھا سکینگے جس میں عموماً والی بات کا ثبوت ہو؟

غیر مقلد: مندرجہ بالا کتاب میں مصنف موصوف نے اس کا حوالہ تو نہیں دیا، لیکن وہ شیخ الحدیث تھے ان کے پاس اس کا کوئی حوالہ تو ہوگا۔

سنی: محترم ہم یہاں ہوا میں گھوڑے دوڑانے کے لئے نہیں بیٹھے، آپ دلیل کی زبان میں بات کریں، اور زبانی جمع خرچ کرتے ہوئے، آپ میرے سامنے چودھویں صدی کے حکیم سیالکوٹی صاحب کے اضافہ شدہ بریکٹ اور مولانا اسماعیل صاحب کی تحریر میں سے لفظ کبھی سے استدلال کرنے کی بجائے یہ صحیح بخاری وصحیح مسلم لیں اور اس سے اپنا دعویٰ ثابت کریں۔

غیر مقلد: یہ عربی والی صحیح بخاری و مسلم اپنے پاس رکھیں، میرے پاس اردو ترجمہ والے نسخے ہیں ابھی آپ کو دلیل نکال کر دکھاتا ہوں چونکہ ہمارے مسلک کی بنیاد ہی بخاری و مسلم پر ہوتی ہے...... (پھر منہ میں کچھ کہتے ہوئے) صحیح بخاری میں تو کچھ نہیں ملا اب صحیح مسلم میں ڈھونڈتا ہوں۔

سنی: آپ صحیح بخاری و مسلم کی بار بار ورق گردانی کرتے ہوئے جب ایک حدیث پر پہنچتے ہیں تو آپ کا رنگ فق ہو جاتا ہے اور آپ جھٹ سے اس کو ہاتھ سے چھپا لیتے ہیں اور ورقہ پلٹ دیتے ہیں، اس میں کیا راز ہے؟ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

غیر مقلد: آپ کو غلط فہمی ہو رہی ہے ایسی کوئی بات نہیں۔

سنی: محترم یہ صحیح بخاری کے باب **مایقول بعد التکبیر** اور صحیح مسلم میں **حجة من لایجهر بالبسملة** کے ذیل میں کیا لکھا ہے؟ ذرہ اونچی آواز سے پڑھیں۔

غیر مقلد: یہاں تو لکھا ہے کہ:

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ نماز **الحمدلله رب العالمین** سے شروع کرتے تھے۔ (صحیح بخاری حدیث: ۷۴۳)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ وعثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی انمیں کسی ایک سے بھی **بسم الله الرحمن الرحیم** نہیں سنی۔ (صحیح مسلم حدیث: ۸۹۰)

سنی: لیجئے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی واضح ہو گیا کہ پیارے پیغمبر ﷺ سے سورہ فاتحہ سے پہلے اونچی **بسم الله** پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

اب ایک طرف صحیح بخاری و مسلم ہے اور دوسری طرف آپ کا مسلک ہے، صحیح بخاری و مسلم کی طرف آؤ تو تمہارا مسلک جاتا ہے، مسلک پر قائم رہو گے تو صحیح بخاری و

مسلم کے سایہ شفقت سے محروم ہوتے ہو۔اب میں دیکھتا ہوں کہ تم کدھر جاتے ہو؟

عجب الجھن میں ہے درزی جو کف ٹانکا تو چاک ادھڑا

اِدھر ٹانکا اُدھر اُدھڑا اُدھر ٹانکا اِدھر اُدھڑا

غیر مقلد :حکیم صادق صاحب صلاۃ الرسول ص۱۹۴ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ ''**بسم اللہ**'' آہستہ پڑھنے کی بھی کئی صحیح حدیثیں ہیں''اس عبارت میں ''بھی'' کے لفظ سے پتا چلتا ہے کہ اصل دلائل تو اونچی **بسم اللہ** پڑھنے کے ہیں،البتہ آہستہ پڑھنے کے بھی کچھ ہیں اگر صحیح بخاری و مسلم میں نہیں تو دوسری حدیث کی کتابوں میں ہوں گے ان کو دیکھ لیتے ہیں۔

سنی: (۱) صحیح بخاری و مسلم سے آپ اونچی بسم اللہ کا ثبوت نہیں دے سکے اب آ جا کے لفظ کبھی اور لفظ بھی کو بطور دلیل پیش کر رہے ہو۔

(۱) صحیح بخاری و مسلم میں آپ کے اس دعوے کے خلاف احادیث موجود ہیں جو ابھی آپ نے میرے کہنے پر پڑھ کر سنائیں۔

(۲) آپ کے طے شدہ اصول کے مطابق آپ کو صحیح مسلم و بخاری کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا چاہیے تھا۔ چونکہ آپ لوگوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ بخاری مسلم کی روایت ایک طرف ہو اور دوسری کتابوں کی روایت دوسری طرف ہو تو بخاری مسلم والی روایت پر عمل کریں گے، اس لئے کہ وہ زیادہ قوی ہے ،لیکن اب آپ انہیں خود ہی نظر انداز کر کے دوسری حدیث کی کتابوں میں دلیل ڈھونڈنا چاہتے ہیں اب اگر فیصلہ کمیٹی کی منظوری ہو تو میں آپ کو ڈھیل دیتا ہوں کہ چلیں آپ بقیہ کتابوں سے ہی کوئی صحیح حدیث مرفوع پیش کر دیں جس میں بسم اللہ اونچی پڑھنے کی صراحت ہو۔

آقا ﷺ آہستہ پڑھتے تھے بسم اللہ فاتحہ سے پہلے
من گھڑت حدیث اپناتے ہیں ٹھکرا کے بخاری کی باتیں

اس کوشش کے بعد آپ کو صادق صاحبؒ کی صداقت کا اندازہ ہو جائے گا جس کی طرف انہوں نے ''بھی'' کے لفظ سے اشارہ کیا ہے۔ اب فرمائیے حدیث کی کونسی کتاب پیش کروں؟

غیر مقلد: آپ کے پاس تو کتب حدیث کے عربی نسخے ہیں۔ میں اردو نسخوں سے مطالعہ کرنا چاہتا ہوں، نیز اپنے علماء سے بھی استفادہ کر کے آئندہ نشست میں آپ کو جواب دوں گا۔ آپ مجھے ایک دن کی مہلت دیں۔

فیصلہ پینل: آپ نے جن اصولوں پر دستخط کیے ہیں ہم تو ان اصولوں کے مطابق فیصلہ کے پابند ہیں اور اس کے مطابق صورت حال بالکل واضح ہے کہ مدعی اپنے موقف پر صحیح بخاری و مسلم کی کوئی حدیث پیش نہ کر سکا۔ پھر بھی ہم نے مدعی کو ڈھیل دے کر ان کے طے شدہ معیار سے کم درجہ کے دلائل پیش کرنے کا موقع دیا، لیکن وہ کوئی صحیح حدیث پیش نہ کر سکا، اب اگر آپ انہیں مزید ڈھیل دینا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی کوئی اعتراض نہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ ان کے دامن کی کل پونجی کیا کچھ ہے؟

غیر مقلد: آپ کا بہت شکریہ اور اجازت۔

☆☆☆☆☆

دوسری ملاقات

السلام علیکم   وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سنی: کیا نئی معلومات لائے ہیں؟

غیر مقلد: جس روایت میں بھی آنحضور ﷺ کے بسم اللہ اونچی آواز میں پڑھنے کا

تذکرہ ہے تو جب میں نے اس کی سند کی جانچ پھٹک کی تو وہ ضعیف بلکہ بہت ہی ضعیف نکلی

(۱) امام ابن تیمیہؒ پر ہمارے حضرات کافی اعتماد کرتے ہیں ہیں انہوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ: اہل علم کا اتفاق ہے کہ بسم اللہ اونچی پڑھنے کے بارے میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں اور جن میں اونچی پڑھنے کا ذکر ہے وہ موضوع اور من گھڑت ہیں۔ (مختصر فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۴۶، ۴۸)

(۲) پھر ان کے شاگرد علامہ ابن قیم کی تحقیق پر ہمارے لوگ اعتماد کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ صحیح احادیث میں بسم اللہ اونچی پڑھنے کا ذکر نہیں اور جن میں اونچا پڑھنے کا ذکر ہے وہ صحیح نہیں۔ (زادالمعاد ۱/۲۰۷)

(۳) حتی کہ ہمارے فرقے کہ کرتا دھرتا نواب صدیق حسن خان صاحبؒ نے بھی اعتراف کرلیا کہ نماز کو **الحمدللہ** سے شروع کرنا اور **بسم اللہ** کو اونچی نہ پڑھنا ہی آنحضرت ﷺ سے صحیح طور پر ثابت ہے (مسک الختام ۱/۳۷۹)

(۴) نیز ہمارے شیخ الحدیث مولانا جانباز صاحب نے لکھا ہے کہ ''بسم اللہ جہر سے پڑھنے کے بارے میں بعض ضعیف اور متعدد سخت ضعیف اور من گھڑت قسم کی روایات سنن دارقطنی وغیرہ میں موجود ہیں۔ (صلاۃ المصطفیٰ ص ۱۵۹ نیز القول المقبول ۳۵۵)

(۵) ہمارے سندھو صاحب القول المقبول صفحہ ۳۵۳ پر لکھتے ہیں: ''راجح اور قوی مذہب کے مطابق **بسم اللہ الرحمن الرحیم** کو سراً ہی پڑھنا چاہیے''۔

مجھے تعجب اور حیرت ہے کہ ایسی صورتحال میں ہمارے مولانا سیالکوٹی صاحب نے اپنی تحریر میں لفظ ''بھی'' اور شیخ الحدیث مولانا اسماعیل صاحب نے اپنی تحریر میں ''عموما'' کا لفظ لکھ کر اپنے مسلک کے لوگوں کو غلط تاثر کیوں دیا؟ ہاں البتہ

ہمارے مولانا سیالکوٹی صاحب نے اسی بحث میں بڑی خوبصورت بات کی ہے کہ:

''پس اگر جہری نمازوں میں کوئی امام بسم اللہ پکار کر پڑھے تو انکار نہ کریں اور نہ ہی اس چیز کو بحث کا موضوع بنائیں'' (صلاۃ الرسولؐ ص۱۹۴)

نیز شیخ الحدیث مولانا جانباز صاحب لکھتے ہیں: بسم اللہ آہستہ یا بلند دونوں طرح جائز ہے پڑھنے والے کو اختیار ہے خواہ آہستہ پڑھے خواہ جہر سے۔ (صلاۃ المصطفیٰ ص۱۵۵)

ہمارے فتاویٰ اہل حدیث ۲/۱۳۸ پر بھی ہے کہ بسم اللہ دونوں طرح درست ہے خواہ سرّی پڑھے یا جہری۔

مولانا اسماعیل سلفی لکھتے ہیں: آنحضرت ﷺ کا عام معمول تو وہی ہے کہ بسم اللہ آہستہ پڑھتے تھے لیکن کبھی جہر بھی فرماتے۔ (رسول اکرم ﷺ کی نماز ۴۷)

مولانا عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں: نماز میں بسم اللہ پکار کر نہ پڑھے شافعی پکار کر پڑھتے ہیں اہل حدیث کا دونوں پر عمل ہے کیونکہ دونوں طرف احادیث ہیں۔

(امتیازی مسائل ۷۶)

لہٰذا میرے پیارے دوست ہمیں ان فروعی اختلافات میں الجھنا نہیں چاہیے، آپ اپنی جگہ صحیح ہم اپنی جگہ صحیح۔

سنی: بڑے ہوشیار بنتے ہو! جب دیکھا کہ صحیح بخاری و مسلم سے تمہارا دعویٰ ثابت نہ ہو سکا بلکہ تم کوئی بھی صحیح و صریح اور مرفوع حدیث پیش کرنے سے عاجز آ گئے تو تمہارا فرض تھا کہ صحیح بخاری و مسلم کی حدیث کے مطابق نظریہ کو قبول کرو۔

تعصب کو بالائے طاق رکھ کر اپنے گروہی نظریہ سے برأت کا اعلان کرو اور بسم اللہ آہستہ پڑھو اور تسلیم کرلو کہ نماز کی جن اردو کتابوں کو پڑھ کر اور پنجابی

واعظوں کی تقریریں سنکر تم اچھلتے کودتے ہو ان مصنفوں اور واعظوں نے اپنے مسلک کے لوگوں کو حقیقت واقعہ سے اوجھل رکھا ہے، لیکن دلائل سے عاجز آنے کے بعد تم صلح پسند بن گئے ہو اور پھر بھی اصرار کرتے ہو کہ بلا دلیل ہی تمہارا موقف بھی صحیح ہو جائے۔

بقول شاعر:

جو چاہیں حدیثِ صحیح چھوڑ جائیں ضعیف اور موضوع گلے سے لگائیں

اگر تم واقعی صلح پسند ہوتے تو تم اور تمہارے جیسے لوگ اہل سنت کو اختلافی مسائل میں نہ الجھاتے اور خود حکیم سیالکوٹی صاحب اور ان جیسے دوسرے مصنفین اور حاشیہ نگار اپنی کتابیں لکھ کر فروعی اختلافی مسائل کو نہ اچھالتے۔ اور یہ آخر میں تم نے بسم اللہ اونچی اور آہستہ پڑھنے کی بابت اپنے علماءٔ کا موقف ذکر کیا ہے تو اس موقعہ پر مولانا سیالکوٹی کی صلاۃ الرسولؐ کے دو حاشیہ نگاروں کا تبصرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا:

خانہ جنگی: صلاۃ الرسولؐ کا ایک حاشیہ نگار تسہیل الوصول میں لکھتا ہے کہ: حکیم محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ و دیگر علماءٔ حدیث کا یہ فیصلہ بالکل صحیح ہے کہ **بسم اللہ الرحمن الرحیم** آہستہ اور پکار کر پڑھنا دونوں طرح جائز ہے (ص: ۱۵۸) جبکہ صلاۃ الرسولؐ کا دوسرا حاشیہ نگار القول المقبول میں لکھتا ہے:

''علامہ صنعانی کا کہنا کہ آپؐ کبھی جہراً پڑھتے اور کبھی سراً'' مگر ان کے اس دعوے پر کوئی صریح صحیح دلیل نہیں غالباً انہوں نے مختلف روایات کو جمع کرنے کی خاطر یہ کہا، جبکہ بسم اللہ جہراً پڑھنے کے بارے میں کوئی صحیح صریح دلیل نہیں''۔ (ص: ۳۵۶)

ایک ہی کتاب اور ایک ہی مسلک کے دو حاشیہ نگار جو پندرھویں صدی میں بقید حیات ہیں انہوں نے اپنے مقلدین و قارئین کو نماز کی بسم اللہ ہی میں الجھا دیا تو نماز کے

بقیہ مسائل میں وہ ان کی کیا رہنمائی کریں گے؟ دونوں میں سے کون صحیح ہے اور کون غلط؟

رہ حیات میں جو بھٹک رہے ہیں ہنوز
بزعمِ خویش وہ اٹھے ہیں رہبری کیلئے

اور غیر مقلدین کے مقلد عوام تو بے بس و بے کس ہیں ان پر تو ہمیں ترس آتا ہے۔

ع الٰہی یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں؟

میں موقّر فیصلہ کمیٹی سے درخواست کرتا ہوں کہ اس مسئلہ میں اپنا فیصلہ صادر فرمائیں۔

کمیٹی کا فیصلہ

گذشتہ گفتگو کو سن کر ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اہل حدیث مدّعی با جماعت جہری نماز میں امام کے اونچی بسم اللہ پڑھنے پر صحیح بخاری و مسلم سے کوئی دلیل پیش نہیں کر سکا، بلکہ وہاں اس کے موقف کہ خلاف دلیلیں موجود ہیں حتی کہ مدّ مقابل نے اسے سہولت دی کہ حدیث کی کسی بھی کتاب سے صحیح حدیث پیش کر دے لیکن وہ پیش نہ کر سکا۔

(۱) مدّعی نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا عمل پیش کیا، جبکہ اپنے ہی طے شدہ اصول کے مطابق وہ صحابہ کے قول وعمل کو دلیل نہیں مانتا پھر یہ دلیل پیش کرنا کیسا؟

(۲) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی عربی روایت کو دیکھ کر واضح ہو گیا کہ اس کے ترجمہ میں ''یعنی جہر سے'' کے الفاظ اصل روایت میں نہیں۔

مدّعی کو خود بھی اعتراف ہے کہ اونچی بسم اللہ پڑھنے کی تمام روایات ضعیف اور من گھڑت ہیں۔

آخر میں مدّعی نے بسم اللہ اونچی اور آہستہ دونوں طرح پڑھنے کو درست کہہ کر اختلاف میں نہ پڑنے کی تلقین کی ہے تو یہ اس کی شاطرانہ چال ہے۔ اگر یہ واقعی

اتنے ہی رواداد ہوتے تو امت کو فروعی مسائل میں الجھا کر کمزور و پریشان نہ کرتے۔ نیز صلاۃ الرسولؐ کے دو حاشیہ نگاروں کی خانہ جنگی نے اس چال کو بھی کمزور و مشکوک بنا دیا۔ نیز جہاں مدّعی کا موقف کمزور ہو وہاں وہ اتفاق واتحاد کا داؤ استعمال کرتا ہے۔

لہٰذا ہم اتفاق رائے سے فیصلہ کرتے ہیں کہ مدّعی اپنے موقف کو ثابت کرنے میں مکمل طور پر ناکام رہا۔

سنی: شکریہ، میں موقر فیصلہ کمیٹی کی اجازت سے ایک دلچسپ بات پیش کرنا چاہوں گا۔ بسم اللہ اونچی پڑھنے کی بابت مدّعی کے دلائل کی کیا حیثیت ہے؟ وہ گذشتہ صفحات میں سامنے آ گئی۔ اس کے باوجود غیر مقلد مصنف کس جرأت سے اپنے دلائل کی حقیقت چھپا کر عام لوگوں پر جعلی رعب جماتے ہیں اس کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو:

مشہور غیر مقلد مولانا عبداللہ روپڑی اپنی کتاب ''امتیازی مسائل'' کے ص ۳۶ پر مولانا تھانویؒ پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''کم سے کم جو جہر کی حدیث ہے اس کو رد کرنا چاہیئے تھا لیکن مولوی اشرف علی نے ایسا نہیں کیا بلکہ صرف نہ پکار کر پڑھنے کی حدیث ذکر کر کے چلتے بنے۔ باقی اللہ اللہ خیر صلاّ، خیر ہم بھی اس کو یہیں چھوڑ کر ساتواں مسئلہ لکھتے ہیں۔''

غیر مقلد :ابھی تو آغاز ہے آگے چل کر جب ہمارے مشہور زمانہ مسائل شروع ہونگے تو دلائل کا پتہ چلے گا۔

سنی: جو لوگ اپنی نماز کی **بسم اللہ** ہی صحیح دلیل سے ثابت نہ کر سکے وہ آگے چل کر کیا کریں گے؟

فیصلہ کمیٹی: اس گفتگو کو روک کر اگلے مسئلے پر گفتگو شروع کی جائے۔

☆...☆...☆...☆

سینہ پر ہاتھ باندھنا

سنی: تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ کہاں باندھنے چاہئیں؟

غیر مقلد: ہمارے نزدیک سینہ پر ہاتھ باندھنا سنت ہے۔

سنی: اس موقف پر آپ کی دلیل کیا ہے؟

غیر مقلد: ہماری دلیل صحیح بخاری شریف میں ہے۔ جیسا کہ ہمارے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحبؒ نے لکھا ہے کہ: سینہ پر ہاتھ باندھنے اور رفع یدین کرنے کی روایات بخاری و مسلم میں ہیں۔ فتاویٰ ثنائیہ (۱/۴۴۳) الغرض ہمارے دلائل بڑے مضبوط ہوتے ہیں۔ آپ لوگوں کی طرح کمزور نہیں۔

سنی: اچھا تو صحیح بخاری شریف میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کی روایت دکھا دیجئے۔

غیر مقلد: یہ دیکھئے ناجی! فتاوی ثنائیہ میں لکھا ہوا ہے ہمارے مولانا ثناء اللہ صاحبؒ مناظر اسلام اور شیخ الاسلام تھے۔ وہ حوالہ بڑی ذمہ داری سے دیتے تھے، ہمیں تو ان پر بھرپور اعتماد ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ آپ حنفی لوگ صحیح بخاری کی اس روایت پر عمل کیوں نہیں کرتے۔؟

سنی: آپ ہمیں بھی اعتماد میں لیں اور صحیح بخاری میں سے یہ حوالہ نکال کر دکھا دیں۔

غیر مقلد: آپ زیادہ مجبور کرتے ہیں تو نکال کر دکھا دیتا ہوں۔......

سنی: آپ تیسری دفعہ صحیح بخاری کی ورق گردانی کر رہے ہیں اور ہر دفعہ آپ کی پریشانی میں اضافہ محسوس ہو رہا ہے۔ آخر راز کیا ہے؟

غیر مقلد: دراصل میری صحیح بخاری میں تو ایسی کوئی روایت نہیں مل رہی۔

سنی: جناب آپ مولانا امرتسری صاحبؒ کے ذاتی نسخہ صحیح بخاری میں بھی ڈھونڈیں تو قیامت تک آپ کو یہ روایت نہیں ملے گی۔

چلیں دوسری کتاب صحیح مسلم میں سے سینہ پر ہاتھ باندھنے کا مسئلہ نکال دیں۔

غیر مقلد: ضرور جی ضرور۔ دراصل ہمارے قول وعمل میں چونکہ صحیح بخاری ومسلم کا ہی تذکرہ چلتا ہے اس لئے کبھی کبھی زبان وقلم پر صحیح مسلم سے پہلے روانی میں صحیح بخاری کا نام خود ہی آجاتا ہے۔ شیخ الاسلام امرتسری صاحبؒ کی مندرجہ بالا عبارت میں بھی ایسا ہی ہوا ہوگا ابھی میں آپ کو صحیح مسلم میں سے یہ حدیث نکال کر دکھاتا ہوں۔

سنی: محترم آپ نے صحیح مسلم میں **کتاب الصلاۃ** کے تمام صفحات تو پلٹ لیئے ان میں تو آپ کو سینہ پر ہاتھ باندھنے والی حدیث نہیں ملی اب تو آپ "**کتاب فضل المساجد**" کے صفحات پلٹ رہے ہیں۔ یہاں اس حدیث کی کیا مناسبت ہے؟

غیر مقلد: تم جلد بازی نہ کرو۔ آخر "**کتاب فضل المساجد**" صحیح مسلم سے باہر تو نہیں ہے۔ نیز ہم سینہ پر ہاتھ باندھ کر مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ لہٰذا ہوسکتا ہے اس باب میں یہ حدیث مل جائے...... مگر اس میں بھی نہیں ملی۔

سنی: جب موجود ہی نہیں تو ملیگی کیسے؟

غیر مقلد: آخر مولانا ثناءاللہ صاحبؒ نے یہ کیسے اور کیوں لکھ دیا؟

سنی: شاید اپنے اندھے مقلد اعتمادیوں پر اپنے مسلک کی دھاک بٹھانے کچھیا اور ایک آپ بھولے لوگ ہیں کہ ان کی اس طرح کی تحریروں سے متاثر ہوکر لوگوں کو چیلنج کرنے لگ جاتے ہیں اور ان پر فتویٰ لگانے شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ طریقہ واردات کب تک چلے گا؟ آخر ایک دن جھوٹ پکڑا جائے گا۔

ع جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنیگا ناپائیدار ہوگا

غیر مقلد: چلیں یہ دیکھیں ابن خزیمہ میں حضرت وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر رکھا۔ (۲۴۳/۱) امام ابن خزیمہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

سنی: یہ لیجئے صحیح ابن خزیمہ اس میں سے دکھائیں کہ ابن خزیمہؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہو۔

غیر مقلد: یہ دیکھئے میرے پاس بڑے بڑے اہل حدیث علماء کی مل جل کر تصنیف کردہ ۱۹۹۸ء کی کتاب ہے ''نماز نبوی'' اس کے صفحہ ۱۴۴ پر حاشیہ نمبر ۵ میں اس حدیث کی بابت لکھا ہے کہ: امام ابن خزیمہؒ نے صحیح کہا ہے۔

سنی: تو کیا حرج ہے کہ آپ ابن خزیمہ کی اصل کتاب میں ان کا یہ قول دکھا دیں۔

غیر مقلد: یقیناً جلد اص ۲۴۳ اور حدیث نمبر ۴۷۹......؟؟؟

سنی: ص ۲۴۳ پر حدیث نمبر ۴۷۹ آپ کے سامنے ہے۔ پھر تاخیر کیوں ہو رہی ہے؟ اور آپ بار بار اس صفحہ کے حاشیہ میں کیا دیکھتے ہیں؟

غیر مقلد: یہاں تو ابن خزیمہ کا یہ قول نہیں ملا کہ یہ حدیث صحیح ہے بلکہ اس حدیث کے حاشیہ میں تو ہمارے مقتدر عالم شیخ البانی کا قول اس کے الٹ لکھا ہوا ہے۔ ''اسنادہ ضعیف'' اس کی سند ضعیف ہے۔

سنی: جناب یہ کیا ماجرا ہے؟ پہلے آپ نے دعوی کیا کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایت صحیح بخاری و مسلم میں ہے جو کہ اس میں نہیں ہے پھر دیگر صحاح ستہ میں سے آپ کو کوئی حدیث نہ ملی تو ابن خزیمہ کی روایت نقل کی اور دعوی کر دیا کہ ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے لیکن ان کا یہ قول اس میں نہیں دکھا سکے۔ بلکہ الٹا لینے کے دینے پڑ گئے کہ تمہارے اپنے ہی عالم البانی نے اس کی سند کو ضعیف قرار دیدیا۔ یوں لگتا ہے کہ تمہارے جدید مصنف بھی اپنے قدیم مصنفین کی روش پر چل پڑے ہیں اور ماڈرن طریقہ سے غلط حوالہ جات پیش کرتے ہیں کہ کچھ سال اور نکل جائیں۔

غیر مقلد: (اپنے ہونٹ بھینچتے ہوئے دھیمی آواز میں) پتہ نہیں ہمارے علماء غلط بیانی کیوں کرتے ہیں؟ مجھے یاد آیا کہ ایک محفل میں اس موضوع پر بات چلی تھی تو یہ طے پایا کہ

ابن خزیمہ نے اپنی کتاب کا نام صحیح ابن خزیمہ رکھا ہے لہٰذا اس کی ہر حدیث کے بارے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ القول المقبول ص ۴۴ پر بھی یہ وضاحت میری نظر سے گذری ہے۔ غالباً اسی وجہ سے ''نماز نبوی'' میں جگہ جگہ یہ کہا گیا ہے۔

سنی: یقیناً یہ جدید مصنفین کی ماڈرن ڈپلومیسی ہے تا کہ تم جیسے لوگوں کو نئے جال میں پھنسایا جائے، میں بڑی سادہ سی گزارش کروں گا کہ چند منٹ فارغ کر کے صحیح ابن خزیمہ کے صفحات پلٹتے جاؤ اور حاشیہ میں گنتے جاؤ کہ کتاب کہ حاشیہ نگار نے اس کی کتنی حدیثوں پر ضعیف کا حکم لگایا ہے تو یہ تعداد سیکڑوں میں نکلے گی۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ غیر مقلدین کی نجی محفل میں جو دفاعی ہارٹ لائین قائم کی گئی تھی وہ کتنی کمزور ہے؟

غیـر مقلد :(صحیح ابن خزیمہ کے چند صفحات پلٹ کر) آپ کی بات صحیح ہے، یہ چند صفحات میں دسیوں حدیثیں ضعیف قرار دی گئی ہیں۔

سنی: آپ اپنے بدلتے ہوئے پیمارنے دیکھیں اور داد دیں، نماز نبوی کا یہ حاشیہ نگار جس نے پوری کتاب کا اکثر حاشیہ یہ لکھ کر سیاہ کیا ہے کہ ابن خزیمہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے ابن حبان نے صحیح کہا ہے اسی کا ساتھی غ م تسہیل الوصول ص ۱۷۸ پر ابن خزیمہ اور ابن حبان کی اس روایت کو ضعیف قرار دیتا ہے۔ جس میں ارشاد نبوی ہے کہ جس نے امام کو رکوع میں اٹھنے سے پہلے رکوع میں پا لیا اُس نے وہ رکعت پالی۔ ایمانداری سے بتاؤ یہاں ابن خزیمہ کی تصحیح والا پیمانہ کیوں بدل گیا؟ اسی ابن خزیمہ کی روایت کو ضعیف کیوں کہہ دیا؟ صرف اس لیے کہ اس کی وجہ سے تمہارے فاتحہ خلف الامام والے مسلک پر زد پڑتی ہے کہ اس نمازی نے فاتحہ نہیں پڑھی پھر بھی اس کی وہ رکعت ہو گئی۔ اس تسہیل الوصول کے صفحہ ۴۵، ۲۱۲ پر بھی ابن خزیمہ کا ذکر کر کے ان روایات کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور صفحہ ۱۰۵، ۱۸۱، ۳۶۶ پر ابن حبان کا ذکر کر کے اِن روایات کو ضعیف کہا ہے۔

غیر مقلد : میں تو کتاب نماز نبوی سے بڑا متاثر تھا کہ اس میں ابن خزیمہ وابن حبان کی تصحیح پر اکثر اعتماد کیا گیا ہے، لیکن مندرجہ بالا حوالہ جات سے تو نماز نبوی کے حاشیہ کی ساری عمارت دھڑام گر گئی۔ چونکہ خود ہمارے ہی لوگ ابن خزیمہ و ابن حبان کی روایات کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔

چلیں مولانا سیالکوٹی نے ایک اور حدیث نقل کی ہے۔ہلب صحابی فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سینے پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا۔(مسند احمد)

سنی: کیا حکیم سیالکوٹی صاحب دوا سازی کے ساتھ ساتھ حدیث سازی بھی کرتے تھے؟

غیر مقلد: اس کا کیا مطلب؟

سنی: وہ حدیث کے عربی الفاظ میں اپنی طرف سے کمی بیشی کیا کرتے تھے؟

غیر مقلد: یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

سنی: حضرت ہلبؓ کی طرف منسوب حدیث میں یہی کچھ ہوا ہے۔

غیر مقلد : قطعاً ایسا نہیں ہوسکتا چونکہ مولانا سیالکوٹیؒ نے تو مسند احمد کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

سنی: یہ مسند احمد لیں اور اس میں سے وہ عربی الفاظ دکھائیں جو انہوں نے اپنی کتاب میں ذکر کیئے ہیں۔

غیر مقلد : دراصل یہ مسند احمد تو چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور حکیم صاحبؒ نے جلد نمبر اور صفحہ نمبر بھی نہیں لکھا۔لہٰذا میرے لیے تلاش کرنا بہت مشکل ہے۔لیکن مجھے یقین ہے کہ مولانا نے یہ حدیث بڑی تحقیق و جستجو کے بعد لکھی ہوگی۔

سنی: بس یونہی ان کے اندھے مقلد بنے پھرتے ہو اور بلا تحقیق ان کی ہر بات کی تقلید کیئے جارہے ہو۔چلو میں تمہیں متعلقہ حوالہ نکال دیتا ہوں یہ جلد نمبر ۵ کا صفحہ ۲۲۶

ہے، بس تم مجھے یہ الفاظ دکھادو۔

غیر مقلد: یہاں تو لکھا ہے: عن قبیصة بن هلب عن أبيه قال رأيت النبی ﷺ ینصرف عن یمینه وعن یساره ورأیته قال یضع هذه علی صدره.

سنی: اب آپ حکیم صاحبؒ کی بیان کردہ حدیث کے الفاظ دیکھیں اور مسند احمد کے الفاظ میں واضح فرق ملاحظہ کریں: عن هلب قال رأيت النبی ﷺ یضع هذه علی صدره ۔آپ بتائیں کہ چودھویں صدی میں حکیم صاحب کو حدیث نبوی کے الفاظ میں ردو بدل کا اختیار کس نے دیا ہے؟

ع خود بدلتے نہیں الفاظ بدل دیتے ہو

اچھا اب آپ علی صدره کے بعد والے الفاظ پڑھو۔

غیر مقلد: وصف یحییٰ الیمنی علی الیسری فوق المفصل ۔

سنی: تمہارے مصنف اور واعظ روایت کے اس حصے کو بیان نہیں کرتے ۔آخر کیوں؟! چونکہ تم لوگ دایاں ہاتھ بائیں کلائی پر رکھتے ہو جبکہ یہاں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے جوڑ پر رکھنے کا ذکر ہے ۔اب تم بتاؤ کہ ایک ہی روایت کا آدھا حصہ قابل استدلال اور دوسرا حصہ نا قابل عمل! آخر کیوں؟

غیر مقلد: یہ صورتحال تو میرے لئے بالکل نیا انکشاف ہے۔

سنی: اب آپ اس کی سند پر غور کریں: تفرد به سماک بن حرب ولینه غیر واحد وقال النسائی: إذا تفرد بأصل لم یکن حجة اس روایت میں سماک بن حرب نے تفرد اختیار کیا ہے جس کو بہت سے محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے اور امام نسائی فرماتے ہیں: جب سماک تفرد اختیار کرے تو اس کی روایت دلیل نہیں بن سکتی۔

غیر مقلد: ہمارے علماء چونکہ حدیث فہمی میں ایک خاص مزاج رکھتے ہیں لہٰذا دیکھئے

انہوں نے سینہ پر ہاتھ باندھنے کے لئے کتنا زبردست استدلال کیا ہے: حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت اور کلائی پر رکھا۔ شیخ البانی فرماتے ہیں کہ اس کیفیت پر عمل کرنے سے لازماً ہاتھ سینہ پر آئینگے۔ تجربہ کیجیئے۔ (القول المقبول ۳۴۱ نیز صلوٰۃ الرسولؐ حاشیہ لقمان سلفی ۱۱۶)

سنی: آپ نے کبھی لاہور سے بھائی پھیرو تک بس کا سفر کیا ہے؟

غیر مقلد: یہ کیا موضوع سے ہٹ کر غیر متعلق بات کی ہے؟ بہرحال جاتا رہتا ہوں۔

سنی: پھر آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ اپنی کمپنی کی مشہوری کے لئے دوائیں بیچنے والے آتے ہیں اور ایک زوردار تقریر کے بعد آخر میں کہتے ہیں کہ تجربہ کیجیئے۔ بعض بھولے لوگ ان کی اس گفتگو سے متاثر ہو کر دوا خرید لیتے ہیں اور دوا فروش اگلے سٹاپ پر اتر جاتا ہے۔

بعینہ اسی طرح آپ نے مندرجہ بالا عبارت سے سینہ پر ہاتھ باندھنے کا استدلال کر کے اس میں قوت ڈالنے کے لئے کہا ہے کہ تجربہ کیجیئے، بھولے لوگوں اور خصوصاً غیر مقلدوں میں اتنا شعور کہاں؟ وہ تو تجربہ والے چیلنج سے ہی متاثر ہو جائیں گے۔

اطلاعاً عرض ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت اور کلائی پر رکھ کر ہی تو احناف اپنے ہاتھ ناف کے نیچے باندھتے ہیں۔ پھر بھی یہ دعویٰ کرنا کہ اس کیفیت پر عمل کرنے سے لازماً ہاتھ سینہ پر آئینگے، سینہ زوری نہیں تو اور کیا ہے؟

نیز یہ کہ آپ آج غیر مقلدوں کو مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے نوٹ کریں کہ وہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت اور کلائی پر رکھتے ہیں یا کہ دائیں ہاتھ کو بائیں کلائی پر رکھتے ہیں۔ بس آپ کو خود ہی اندازہ ہو جائے گا کہ تجربہ کیجیئے والے چیلنج

میں کتنی جان ہے؟ اور اس حدیث و دلیل پر کتنے لوگوں کا عمل ہے؟

غیر مقلد: یار واقعی بھائی پھیرو تک سفر کا سوال بڑا معنی خیز تھا۔

بہر حال ایک اور دلیل پیش کرتا ہوں کہ مولانا سیالکوٹی صاحب نے حضرت ابن عباسؓ کی جو روایت نقل کی ہے وہ تو بڑی واضح اور فیصلہ کن ہے: کہ دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھ۔

سنی: (۱) صحابی کا قول تو آپ کے نزدیک دلیل نہیں پھر یہاں استدلال کیسا؟

(۲) اس روایت پر تمہارا عمل بھی نہیں۔ چونکہ نحر سے مراد سینے کا وہ بالائی حصہ ہے جو گلے سے متصل ہے اور تم لوگ تو اس سے تقریباً ایک بالشت نیچے اپنے سینے پر ہاتھ باندھتے ہو۔

(۳) اس کی سند پر نظر ڈالیں تو اس میں: ☆ (ا) یحییٰ بن أبی طالب ہے جس کی بابت موسیٰ بن ہارون فرماتے ہیں کہ اسے جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔ نیز امام ابوداؤد نے اس سے نقل کردہ احادیث پر قلم پھیر دیا تھا۔ میزان الاعتدال (۲۶۳/۳)۔

☆ (ب) اس کی سند میں عمرو ہے جس کے بابت علامہ ابن عدی کہتے ہیں اس کی بیان کردہ روایت منکر ہوتی ہے۔ جوہر النقی (۳۰/۲)

☆ (ج) اس کی سند میں ایک راوی روح ہے، جس کی بابت ابن حبان کہتے ہیں: وہ من گھڑت روایتیں نقل کرتا ہے اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے۔

☆ (د) صلاۃ الرسولؐ کے حاشیہ نگار لقمان سلفی نے بھی اس کے ضعیف ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ باقی دو حاشیہ نگاروں نے بھی اسے ضعیف قرار دیکر اس کے ضعیف ہونے پر اجماع منعقد کر دیا ملاحظہ ہو۔ (تسہیل الوصول ۱۵۴۔ القول المقبول ۳۴۲)

تم تو صحیح بخاری و مسلم سے اپنا مسلک ثابت کرنے کے دعویدار تھے اور اب اس طرح کی ضعیف روایت کا سہارا لے رہے ہو؟

دعویٰ ہے بخاری مسلم کا دیتے ہیں حوالے اوروں کے
ہے قول و عمل میں ٹکراؤ یہ کام ہیں اہل حدیثوں کے

آپ مزید کچھ پیش کرنا چاہیں گے یا ہم کمیٹی کو فیصلے کی دعوت دیں۔

غیر مقلد: ذرہ ٹھہریں مولانا سیالکوٹی نے طاؤس کی روایت نقل کی ہے۔لیکن میں وہ پیش نہیں کرنا چاہتا چونکہ مولانا نے خود ہی لکھا ہے کہ ''یہ مرسل ہے لیکن دوسری مستند احادیث سے ملکر قوی ہوگئی ہے''۔اب آپ نے جو حقائق پیش کیئے ہیں اس سے یہ واضح ہوگیا کہ دوسری احادیث بھی مستند نہیں ۔لہٰذا یہ کمزور کی کمزور ہی رہی ، نیز ہم خود بھی مرسل کو حجت نہیں مانتے ۔البتہ میں موقر کمیٹی کی توجہ ایک اہم تحریر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ مولانا اسمعیل سلفیؒ نے قبیصہ بن ہلب اور ابن خزیمہ والی روایت ذکر کرنے کے بعد بڑا معتدل اور صلح صفائی والا موقف اختیار کیا ہے کہ:

ان احادیث سے ظاہر ہے کہ صحیح راجح اور سنت یہی ہے کہ نماز میں ہاتھ سینہ پر باندھے جائیں تاہم نماز ہر طرح ہو جاتی ہے صحابہؓ کا عمل دونوں طرح ہے۔(رسول اکرم ﷺ کی نماز ص:٦٧)

الغرض جب نماز ہر طرح ہو جاتی ہے اور صحابہؓ کا عمل بھی دونوں طرح ہے تو پھر ہمیں بلا وجہ جھگڑوں میں نہیں پڑنا چاہیئے اور دوسرے پر اعتراض نہیں کرنا چاہیئے ۔

سنی: مولانا اسماعیل سلفی صاحبؒ کا یہ جملہ غیر مقلد حلقہ کے عمومی مزاج کے اعتبار سے واقعی وسعت ظرفی کا حامل ہے کہ جب فروعی مسائل میں اختلاف ہو اور دونوں طرف دلائل موجود ہوں تو مدّ مقابل کی نفی نہ کی جائے۔اگر غیر مقلد حضرات اس نہج پر

اپنی اصلاح کرلیں تو باہمی احترام کی بناء پر ماحول خوشگوار ہو جائے گا۔ البتہ مولانا اسماعیل سلفی صاحبؒ کے اس پیراگراف کی بابت میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا۔

(۱) جن احادیث کی بناء پر انہوں نے سینہ پر ہاتھ باندھنے کو صحیح راجح اور سنت قرار دیا ہے وہ تو قبیصہ بن ہلب اور ابن خزیمہ والی روایت ہے، جس کی محدّثانہ حیثیت گزشتہ سطور میں بیان ہوچکی۔

(۲) ان کا یہ کہنا کہ صحابہؓ کا عمل بھی دونوں طرح ہے، تو واضح رہے کہ امام ترمذیؒ نے سنن ترمذی میں دو چیزوں پر صحابہؓ کا عمل نقل کیا ہے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا اور ناف کے اوپر ہاتھ باندھنا۔ جبکہ تیسرے موقف سینہ پر ہاتھ باندھنے کا سرے سے ذکر ہی نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو۔ **رأى بعضهم أن يضعها فوق السرة ورأى بعضهم أن يضعها تحت السرة وكل ذلك واسع عندهم** (جامع ترمذی۔ باب وضع الیمین علی الشمال)۔

کہ بعض حضرات ناف پر اور بعض حضرات ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں، اور ان کے نزدیک دونوں طرح کرنے کی گنجائش ہے۔

غیر مقلد: یہ جو آپ نے ابن خزیمہ میں حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث پر جرح کی ہے تو واقعی اس کی سند ضعیف ہے لیکن دیگر احادیث ضعیفہ اس کی شاہد ہیں۔ لہٰذا ان کی تائید کی وجہ سے یہ حدیث بھی صحیح ہو جائے گی۔

سنی: ایک دفعہ ریل گاڑی میں چند نوجوان بغیر ٹکٹ سوار ہو گئے، کچھ دیر بعد ٹکٹ چیک کرنے والا آفیسر آ گیا اور چیکنگ کرتے ہوئے ان میں سے ایک نوجوان کے پاس پہنچا تو اس نے اشارہ کیا کہ ٹکٹیں وہ پچھلے ساتھیوں کے پاس ہیں۔ جب چیکر پچھلے نوجوان تک پہنچا تو اس نے اپنے سے پیچھے والے نوجوان کی طرف اشارہ کیا۔

یوں ہر نو جوان بڑی سنجیدگی اور متانت سے اپنے سے پچھلے والے ساتھی کا اشارہ کرتا رہا۔ جب چیکر ڈبہ کے آخر میں پہنچا تو ان نو جوانوں کا اسٹاپ آچکا تھا وہ سب اتر گئے اور چیکر بیچارا ان کا منہ تکتا رہ گیا۔

غیر مقلد: یہ علمی گفتگو کی مجلس ہے یا لطیفوں کی؟

سنی: محترم! حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث کو صحیح قرار دینے کچھیا یہی کچھ ہوا ہے۔ اس کی سند کو تو تم بھی ضعیف مانتے ہو۔ رہا دیگر شواہد کی وجہ سے اس کو صحیح قرار دینا تو اس کی تفصیل ملاحظہ ہو:

مولانا صادق سیالکوٹی صاحب، نے سینہ پر ہاتھ باندھنے کچھیا پانچ دلیلیں پیش کی ہیں۔

(۱) حضرت وائل بن حجرؓ کی ابن خزیمہ والی روایت۔

اس کی بابت صلاۃ الرسول ؐ کا حاشیہ نگار لکھتا ہے: یہ سند ضعیف ہے لیکن بعد میں آنے والی احادیث اس کی مؤید ہیں جن کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے۔ (القول المقبول ۳۴۰)

(۲) اس کے بعد سیالکوٹی صاحب نے طاؤس کی مرسل روایت ذکر کی۔ اور خود اہل حدیث مرسل کو ضعیف کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو: (نماز نبوی ص ۲۷۳)

(۳) پھر حضرت ہلبؓ کی روایت سیالکوٹی صاحبؒ نے ذکر کی اس کی بابت اسی کتاب صلاۃ الرسول ؐ کا حاشیہ نگار لقمان سلفی لکھتا ہے: اس حدیث کی سند اگر چہ ضعیف ہے مگر شواہد میں یہ قابل ذکر ہے (ص: ۱۱۵) اسی کتاب صلاۃ الرسول ؐ کا دوسرا حاشیہ نگار بھی یہی لکھتا ہے کہ: اس حدیث کی سند اگر چہ ضعیف ہے مگر شواہد میں یہ قابل ذکر ہے۔ (القول المقبول ص: ۳۴۱)

(۴) پھر سیالکوٹی صاحب نے حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت بحوالہ طبرانی نقل کی

ہے جس کی بابت صلاۃ الرسولؐ کا حاشیہ نگار لکھتا ہے: یہ سند بھی ضعیف ہے لیکن اس کے بعد میں آنے والی احادیث اس کی مؤید ہیں جن کی بناء پر یہ حدیث صحیح ہے۔(القول المقبول ص:۳۴۰)

(۵) پھر سیالکوٹی صاحبؒ نے حضرت ابن عباسؓ کی عند النحر والی روایت ذکر کی جو کہ نوجوان حاشیہ نگاروں کے مسلسل اشاروں کی آخری کڑی تھی۔یوں اچانک وہ اسٹاپ پر اتر کر اپنے بھولے قارئین و مقلدین و معتمدین کی سادگی پر مسکراتے ہوئے چل دیئے۔جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے۔چونکہ اس روایت کی بابت تو صلاۃ الرسولؐ کے یہ تینوں حاشیہ نگار بالاجماع لکھ چکے تھے کہ یہ ضعیف ہے۔ملاحظہ ہو:

صلاۃ الرسولؐ حاشیہ لقمان سلفی: ضعیف (ص:۱۱۶)

صلاۃ الرسولؐ حاشیہ تسہیل الوصول میں ہے: ضعیف (ص:۱۵۴)

صلاۃ الرسولؐ حاشیہ القول المقبول میں ہے: ضعیف (ص:۳۴۲)

ان پانچوں دلائل کی علمی حیثیت واضح ہو جانے کے بعد ایک غیر مقلد مصنف کا یہ خطیبانہ جملہ ذکر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ''الغرض ازروئے دلائل ساطعہ و براہین قاطعہ یہ بات مسلّم ہے کہ سینہ پر ہاتھ باندھنا موثق اور صحیح ہے۔ (صلاۃ المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ص:۱۴۵) نعرہ تکبیر......مسلک اہل حدیث

غیر مقلد: میرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔جی چاہتا ہے کہ ان نوجوانوں کے غیر ملکی دولت سے بنے ہوئے ایوانوں کو جلا کر خاکستر کر دوں جنہوں نے اپنے علم کی دھاک بٹھانے کے لیے صلاۃ الرسولؐ پر یہ حاشیے لکھ کر چوراہے میں مسلکی دلائل کا بھانڈا پھوڑ دیا۔یہ صلاۃ الرسولؐ جو ہمارے مسلک کی مرکزی کتاب تھی اس کی تقریباً ایک سو پچپن

حدیثوں کو ضعیف مان لیا۔ پھر باقی ہمارے پلے رہ ہی کیا گیا؟ کل تک ہم جس کتاب کو بڑے فخر سے پیش کرتے تھے آج اس کتاب کے ان حاشیوں کی وجہ سے ہمارا سر ندامت سے جھکا ہوا ہے۔

جو پھول کل تک سکون دل تھے انہی سے شعلے بھڑک رہے ہیں
کہ جو مناظر تھے روح پروروہ ناگ بن بن کے ڈس رہے ہیں

سنی: مجھے آپ کے جذبات کی قدر ہے میں بھی ایک شعر سنائے دیتا ہوں پھر فیصلہ کمیٹی کو دعوت فیصلہ دیتے ہیں۔

دل کے بھپولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

آپ نے نواب نور الحسن خان صاحبؒ کی کتاب عرف الجادی میں اس موضوع کو پڑھا ہے؟

غیر مقلد: دراصل عرف الجادی فارسی زبان میں ہے۔ہمیں تو عربی نہیں آتی فارسی سے کیا استفادہ کریں گے؟ کوئی علم دوست اس کا اردو ترجمہ کر دے تو ہم اس سرچشمہ علم سے فیضیاب ہوں۔

سنی: تو لیجئے میں آپ کو ترجمہ کر کے بتاتا ہوں: دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے چاہے ناف کے اوپر باندھے یا ناف کے نیچے، یا دونوں کے درمیان اور اس بارے میں تقریبا بیس حدیثیں وارد ہیں اور کسی اہل علم نے ان پر جرح نہیں کی، اور بے شک ان کا انکار کرنا آخری زمانہ کی علامت ہے اور قیامت کے قریب ہونے کی علامت ہے۔(عرف الجادی ۲۵)

گویا نواب نور الحسن خاں صاحبؒ تک کے اہل حدیث تو تینوں جگہ ہاتھ باندھنے کو ثابت سمجھتے تھے اب ان کے بعد کے غیر مقلدوں نے اس مسئلہ کو تنگ نظری

سے چھیڑ کر نواب صاحبؒ کی پیش گوئی کو ثابت کر دیا کہ قیامت آنے والی ہے۔

فیصلہ کمیٹی: جانبین کی گفتگو سننے کے بعد ہم متفقہ طور پر اس نتیجہ تک پہنچے ہیں کہ:

(۱) اہل حدیث ساتھی نے مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ پر اعتماد کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایات بخاری و مسلم میں ہیں، لیکن صحیح بخاری و مسلم میں سے وہ ایسی کوئی روایت نہیں دکھا سکا۔

(۲) ہم نے خصوصی گنجائش دی کہ چلو کسی اور کتاب سے کوئی صحیح حدیث پیش کر دو تو اس نے ابن خزیمہ کی ایک روایت پیش کی جس کی سند کو اُسی کتاب کے حاشیہ نگار نے ضعیف قرار دیا۔

(۳) حکیم سیالکوٹیؒ نے حضرت ہلب کی روایت کا جو حشر کیا اس پر ہمیں انتہائی دکھ اور افسوس ہوا۔ نیز اس کی سند میں بھی سماک بن حرب کمزور ہے۔

(۴) پھر حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے استدلال کیا گیا ہے جبکہ خود اہل حدیث حضرات قول صحابی کو حجت نہیں سمجھتے، نیز اس میں وارد مفہوم پر ان کا اپنا عمل بھی نہیں نیز اس کی سند میں تین راوی بہت ہی کمزور ہیں۔

الغرض ۔ ''صلاۃ الرسول ﷺ'' میں بیان کردہ پانچ حدیثوں کی سند کی حیثیت دیکھنے کے بعد واضح ہوا کہ سینے پر ہاتھ باندھتے کا مدعی صحیح بخاری و مسلم کی حدیث تو کجا کوئی ایک روایت بھی پیش نہیں کر سکا جس کی سند صحیح ہو۔

(۵) غیر مقلد مدعی نے آخر میں مولانا اسماعیل سلفی صاحبؒ کی جو عبارت پیش کی ہے اگر یہ شروع میں پیش ہو جاتی تو ہمیں اس موضوع پر یہ طویل گفتگو سننے کی ضرورت ہی نہ پڑتی کہ جب دونوں طرح نماز ہو جاتی ہے اور ان کے بقول صحابہؓ کا عمل دونوں طرح ہے تو پھر ایک دوسرے پر اعتراض کی گنجائش ہی نہیں۔

مذاکرہ : غائبانہ جنازہ

گذشتہ عرصہ میں غائبانہ جنازہ کا اعلان ہوتا تو گرد و پیش کے غیر مقلد حضرات جوق در جوق شریک ہوتے تھے، چونکہ ان کے سامنے تصویر کا ایک رُخ تھا۔ اب پندرھویں صدی کی نئی تحقیقات اور کمپیوٹرائزڈ ریسرچ کے بعد صورت حال یکسر مختلف ہے، کچھ غیر مقلد علماء غائبانہ جنازہ کے حق میں ہیں جب کہ بعض اس کے خلاف ہیں۔ اب غائبانہ جنازوں سے قبل موافق مخالف گروپوں میں جو گفتگو متوقع ہے وہ پیش خدمت ہے۔

حضرات :مسجد اہل حدیث چیچو کی مَلیاں وِچ منظور پلوان دِی غائبانہ نماز جنازہ دو پہر دو وَجے ادا کِیتی جائے گی۔ اہل حدیث بھراواں نُوں خصوصاً تے سارے پِنڈ والیاں نُوں عموماً شرکت دی درخواست وے۔

دوسرا اعلان: حضرات! اسیں منظور پلوان دا غائبانہ جنازہ نئیں ہونڑ دیانگے۔ کیونکہ اے کسے حدیث توں ثابت نئیں۔

تیسرا اعلان :غائبانہ جنازہ تے کسے جگھڑے تو بچن لئی نمبردار صاحب نے فیصلہ کِیتا ئے کہ دووَاں پارٹیاں دے تِن تِن بندے یاراں وَجے مسجد دے سامنے آ جانڑ تے پرَ یا دا جو فیصلہ ہُووے اُودی پابندی کِیتی جاوے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

نمبردار صاحب :آپ حضرات کو یہاں جمع کرنے کا مقصد یہ ہے کہ غائبانہ جنازہ سے متعلق ایک متفقہ لائحہ عمل تیار کرلیں تاکہ عین جنازہ کے موقع پر کشیدگی پیدا نہ ہو، میں فریقین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے موقف پر دلائل پیش کریں تاکہ اہل حدیث برادری کسی حتمی نتیجہ تک پہنچ سکے۔

فریق اول : حاضرین کرام: عرصہ دراز سے غائبانہ جنازہ ہورہا ہے۔گاؤں میں کسی چھوٹے بڑے یا عالم وجاہل نے اس پر اعتراض نہیں کیا، اب یہ چند لوگ اختلاف پیدا کررہے ہیں، تو کیا آج تک ہمارے بڑے غلط کام پر عمل کرتے رہے؟

فریق ثانی: اہل حدیث ہمیشہ دلیل سے بات کرتے ہیں، ہماری گزارش ہے کہ عوامی طرز استدلال سے ہٹ کر مدلّل گفتگو کی جائے۔

فریق اول : یہ ہماری معتمد ترین کتاب صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی ہے اس کے صفحہ ۴۴۱ پر لکھا ہے کہ: جنازہ غائبانہ بھی پڑھ سکتے ہیں (بخاری) اب بخاری کے بعد کسی اور دلیل یا کسی اختلاف کی گنجائش رہ گئی؟

فریق ثانی: یہ صحیح بخاری لیں اور اس میں یہ حوالہ دکھادیں۔

فریق اول : ضرور جی ضرور...... لیکن سیالکوٹی صاحب نے تو کوئی صفحہ نمبر وغیرہ نہیں لکھا۔اب پوری بخاری میں کون ڈھونڈے؟

فریق ثانی : صلاۃ الرسولؐ کے حاشیہ ''تسہیل الوصول'' کے صفحہ ۳۵۷ پر اس کا حوالہ نکال کر لکھ دیا گیا ہے ''**باب الرجل ینعی الی اھل المیت بنفسه**'' حدیث نمبر ۱۲۴۵، لہٰذا اس حدیث میں ہمیں دکھادیا جائے کہ یہ حدیث لکھی ہو ''جنازہ غائبانہ بھی پڑھ سکتے ہیں''۔

فریق اول: بس بس'' حوالہ آپ نے نکال دیا حدیث ہم دکھا دیتے ہیں، آخر سیالکوٹی صاحبؒ نے بخاری کا حوالہ یونہی تو نہیں دے دیا...... لیکن اس باب میں تو دو حدیثیں ہیں ایک میں ''نجاشی'' کا واقعہ ہے دوسری میں ایک جنگ کا ذکر ہے، لیکن یہ بات تو یہاں نہیں لکھی ہے کہ ''جنازہ غائبانہ بھی پڑھ سکتے ہیں''۔ ہاں شاید سیالکوٹی صاحب نے اجتہاد کرکے نجاشی کے غائبانہ جنازہ سے یہ نتیجہ نکالا ہو۔

فریق ثانی : انہوں نے حوالہ تو یوں دیا تھا کہ ہر قاری حتی کہ تم خود یہ سمجھتے تھے کہ بخاری میں

یہی لکھا ہوا ہے کہ ”غائبانہ جنازہ پڑھ سکتے ہیں“ اور اگر اجتہاد کر کے نتیجہ نکال کر لکھا ہے تو انہیں اس کی وضاحت کرنی چاہیے تھی تا کہ قاری غلط فہمی کا شکار نہ ہو۔ دوسری بات یہ کہ اگر سیالکوٹی صاحب نے نجاشی کے واقعہ سے غائبانہ جنازہ کے جواز کا نتیجہ نکالا ہے تو ہمارے دیگر علماء نے اسی نجاشی کے واقعہ کی بابت لکھا ہے کہ اسے غائبانہ جنازہ کی بنیاد نہیں بنایا جا سکتا۔

فریق اول: یہ غلط بیانی ہے ہم نے تو اپنے علماء سے کبھی ایسی بات نہیں سنی۔

فریق ثانی: ہمارے مشہور عالم ڈاکٹر لقمان سلفی جو سعودیہ کے دارالحکومت ریاض میں رہتے ہیں۔ انہوں نے اسی ”صلاۃ الرسولﷺ“ سیالکوٹی کا حاشیہ لکھا ہے جس میں وہ ”صلاۃ الرسولﷺ“ کی اس جگہ پر نجاشی کے جنازہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: غائبانہ جنازہ پڑھنے پر نجاشی کے قصے سے دلیل لی جاتی ہے جو بخاری مسلم اور سنن اربعہ وغیرہ میں مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، مگر اس سے مطلق غائبانہ جنازہ پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔..... (مزید لکھتے ہیں) اسی بناء پر جب کوئی مسلمان کسی ایسے شہر میں فوت ہو جائے جہاں اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی ہو تو دوسرے شہر میں اس کی غائبانہ نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی اور اگر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ کسی عذر یا مانع کی وجہ سے وہاں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی تو ایسے شخص کی نماز غائبانہ ادا کرنا سنت ہے۔ (ص ۲۸۷)

فریق اول: یہ ڈاکٹر لقمان سلفی ہندوستان سے تعلق رکھتے ہیں اور شاید انہیں پاکستان کے عالم سیالکوٹی صاحب سے چڑ ہو گئی ہے انہوں نے صلاۃ الرسولﷺ کی تقریباً ۱۲۷ حدیثوں کو ضعیف قرار دیا، اور یہ غائبانہ جنازہ میں سیالکوٹی صاحب کے اجتہاد کی مخالفت بھی اسی انڈیا پاکستان تعلقات کے تناظر میں ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کی مخالفت کو وزن دینا انڈین فکر و نظر اور تشخص کو قبول کرنا ہے۔ جس کے لئے ہم پاکستانی تیار نہیں ہیں۔

فریق ثانی: جب کوئی شخص دلیل کی دنیا میں لاجواب ہو جائے تو پھر وہ ایسی ہی بہکی

بہکی باتیں کرتا ہے، اگر انہوں نے دینی مسائل کو بھی انڈین پاکستانی تناظر میں دیکھنا ہے تو کیا میں اگر کسی پاکستانی اہل حدیث عالم کی تائید و تحقیق پیش کر دوں تو انہیں قبول ہو گی؟

فریق اول: جی بالکل منظور ہو گی لیکن پاکستانی اہل حدیث عالم ایسی بات کہاں کر سکتا ہے؟

فریق ثانی: جی یہ دیکھیں (۱) نماز نبوی صفحہ ۲۹۶ پر لکھا ہے: غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے پر نجاشی کے قصہ سے دلیل لی جاتی ہے، مگر اس سے غائبانہ نماز جنازہ پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے (یہ کتاب خانیوال کے ڈاکٹر شفیق صاحب کی ہے)

(۲) قصور کے باسی پاکستانی عالم عبدالرؤف سندھو صاحب نے بھی سیالکوٹی صاحبؒ کی صلاۃ الرسولؐ کا جو حاشیہ لکھا ہے اس میں وہ اسی مقام پر لکھتے ہیں:

حاصل کلام یہ ہے کہ یہی وہ دو واقعات ہیں جن سے اس مسئلہ کے لئے استدلال کیا جاتا ہے جن میں سے معاویہ بن معاویہ والا قصہ تو ویسے ہی ثابت نہیں، اگر یہ صحیح ثابت بھی ہو تب بھی اس سے دلیل لینا صحیح نہیں جیسا کہ اوپر تفصیل سے ذکر ہوا۔

رہا نجاشی والا قصہ تو اس کے بارے میں امام خطابی نے جو تفصیل ذکر کی ہے وہی قوی ہے، کیونکہ اگر یہ غائب میت کی نماز غائبانہ مشروع ہوتی تو نبی علیہ الصلاۃ والسلام نجاشی کے علاوہ کم از کم کسی ایک کی تو غائبانہ نماز جنازہ ادا کرتے جب کہ آپؐ سے ایسا قطعاً ثابت نہیں۔ حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ اگر میّت غائب پر نماز جنازہ جائز ہوتی تو نبی علیہ الصلاۃ والسلام اپنے صحابہؓ کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کرتے۔ شرق و غرب میں مسلمان، خلفاء اربعہ اور دیگر لوگوں کی بھی یہ نماز پڑھتے، لیکن ایسا کرنا کسی سے بھی منقول نہیں۔ (القول المقبول ص ۱۷۷)

آخر میں اشارہ کرتا چلوں کہ ڈاکٹر لقمان سلفی صاحب کی مندرجہ بالا جس تحریر کو آپ نے ہندوستانی تحریر کہہ کر مسترد کر دیا انہوں نے یہ دونوں جملے انہی پاکستانی عالم عبدالرؤف سندھو صاحب کی کتاب القول المقبول کے صفحہ نمبر ۱۴۷ اور صفحہ نمبر ۱۵۷ سے ہو بہو نقل کیے ہیں، لہٰذا آپ کا وہ جذباتی جملہ بھی مسترد ہو گیا جسے تم نے

نمبر دار صاحب کے سامنے سیاسی طور پر استعمال کرنے کی کوشش کی۔ الغرض ڈاکٹر شفیق صاحب پاکستان کے سلفی عالم ہیں اور عبدالرؤف سندھو صاحب بھی پاکستان کے عالم ہیں اور عرب امارات میں مقیم اور فاضل مدینہ یونیورسٹی ہیں۔ جبکہ ڈاکٹر لقمان صاحب ہندستان کے سلفی عالم ہیں، فاضل مدینہ یونیورسٹی ہیں اور سعودی عرب میں رہتے ہیں۔ گویا عرب وعجم اور پاک و ہند کے نمائندہ علماء نے غائبانہ نماز جنازہ کے خلاف فیصلہ دیدیا ہے۔

فریق اول : یہ اکابر علماء اہل حدیث پر بے اعتمادی کا انداز ہے، آخر مولانا سیالکوٹیؒ کوئی چھوٹے موٹے عالم تو نہیں، نیز ہمارے شیخ الحدیث مولانا اسمعیل سلفی صاحبؒ اپنی کتاب ''رسول اکرم ﷺ کی نماز'' صفحہ ۱۲۹ پر لکھتے ہیں: غائبانہ جنازہ درست ہے'' تو کیا یہ عبدالرؤف سندھو صاحب اور ڈاکٹر شفیق الرحمٰن صاحب ان دونوں سے زیادہ علم رکھتے ہیں؟

فریق ثانی :(۱) آپ نے ابھی کہا تھا کہ پاکستانی عالم اہل حدیث کی بات قبول کریں گے لیکن جب ان کی تحقیق پیش کی گئی تو آپ پھر مکر گئے۔

(۲) مولانا سیالکوٹی صاحبؒ کی بیان کردہ بخاری کی دلیل پر بات ہو چکی اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں رہی بات مولانا اسماعیل سلفی صاحبؒ کی تو یہ لیں ان کی کتاب جس کا آپ نے حوالہ دیا۔ دیکھیں کہ اس کے صفحہ ۱۲۹ پر اس دعوے کی کوئی دلیل بیان کی گئی ہے؟

فریق اول :ضرور دلیل بیان کی ہوگی آخر وہ شیخ الحدیث ہیں......لیکن ان کی کتاب میں تو صرف دعویٰ ہے، اور اس کی کوئی دلیل نہیں لکھی، لیکن کیا آپ اتنے بڑے عالم کی بات نہیں مانتے؟! اگر انہوں نے بھی کوئی دلیل نہیں دی تو اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ غائبانہ جنازہ پر کوئی واضح اور ٹھوس دلیل ان کے پاس بھی نہیں، لہٰذا ہم نمبر دار صاحب سے گزارش کرتے ہیں

کہ وہ گذشتہ گفتگو کی روشنی میں فیصلہ صادر کریں کہ آج غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟

فریق ثانی: وہ بڑے عالم ہمارے سر آنکھوں پر، لیکن اِس وقت بات دلیل کی ہو رہی ہے۔

فریق اول: ذرہ ٹھہریں، نماز نبوی کا حاشیہ نگار نجاشی کے واقعے کی بابت لکھتا ہے ''اس سے معلوم ہوا کہ میت پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے'' (ص ۲۹۶ حاشیہ)

فریق ثانی: یہ نماز نبوی کے مصنف اور حاشیہ نگار کی عجیب خانہ جنگی ہے، مصنف لکھتا ہے کہ اس سے غائبانہ نماز جنازہ پر استدلال کرنا صحیح نہیں (ص ۲۹۶) اور حاشیہ نگار اسی سے غلط استدلال کر رہا ہے، لیکن جس طرح آج تم غائبانہ جنازہ پر کوئی دلیل پیش نہیں کر سکے اسی طرح یہ حاشیہ نگار بھی تمہاری طرح فرضی جمع خرچ کے علاوہ اپنے موقف پر کوئی دلیل پیش نہیں کر سکا۔ نیز ۲۰۰۵ء نماز نبوی بیت السلام ایڈیشن صفحہ ۲۵۴ پر اِس حاشیہ کو حذف کر دیا گیا ہے اور کتاب میں غائبانہ جنازہ کے عدم ثبوت پر اضافی عبارت درج کر دی گئی ہے۔ جس سے واضح ہوا کہ اِس حاشیہ کا کوئی علمی وزن نہیں تھا۔

فریق اول: ذرہ ٹھہریں۔ نماز نبوی کی حاشیہ پر غائبانہ جنازہ کی بابت بڑی ٹھوس دلیل دی گئی ہے کہ ''کسی صحابیؓ سے اس کی ممانعت مروی نہیں'' (ص ۲۹۶) لہٰذا تم کون ہو منع کرنے والے؟

فریق ثانی: (ا) یہ چال ہمارے ساتھ نہ چلو تمہیں معلوم ہے کہ اہلحدیث مولوی صاحبان ہمیں بحث و مباحثہ کی ٹریننگ کے دوران کہتے ہیں کہ جب کسی مسئلہ کی دلیل پیش کرنے میں لاجواب ہو جاؤ تو یہ کہہ دیا کرو کہ ''اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں'' تم ہوش کے ناخن لو تیجا چالیسواں اور گیارھویں منانے والے بھی تو یہی کہتے ہیں کہ اس کی ممانعت مروی نہیں'' الغرض نماز نبوی کے حاشیہ نگار کا یہ انداز استدلال بتاتا ہے کہ اس کے پاس بھی اپنے موقف پر کوئی دلیل نہیں سوائے زبانی جمع خرچ کے۔

نمبر دار صاحب: گذشتہ گفتگو میں فریق اول غائبانہ جنازہ کے ثبوت میں کوئی واضح دلیل پیش نہیں کر سکا لہٰذا آج غائبانہ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔

شہید کی غائبانہ نماز جنازہ

فریق ثانی: حق پسندی کا شکریہ، آج سب حضرات جمع ہیں، بہتر ہوگا کہ آج ہی ''شہید کی غائبانہ نماز جنازہ'' پر بھی گفتگو ہو جائے تا کہ آئندہ اس مسئلہ پر بھی کوئی اختلاف نہ ہو جائے۔

نمبر دار صاحب: آپ نے بروقت توجہ دلائی، فریق اول چونکہ شہید کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کا مدّعی ہے لہٰذا ہم اسے موقع دیتے ہیں کہ وہ اس کی دلیل پیش کرے۔

فریق اول: ایک مجلس میں اکابر علماء اہل حدیث جمع تھے اور ان کا موقف تھا کہ حدیث کی رو سے شہید کی نماز جنازہ ہی نہیں پڑھی جاتی کجا یہ کہ غائبانہ پڑھی جائے؟ لہٰذا اس سلسلہ کو بند ہو جانا چاہیئے۔ اس کے جواب میں جماعۃ الدعوۃ کے اہل حدیث اکابرین کا موقف تھا کہ دلائل کی اتباع میں اس شدت پسندی نے ہمیں بہت پیچھے رکھا، سیاسی عوامل اور نفسیاتی رجحانات کو سامنے رکھ کر اگر کوئی کام حدیث کے خلاف بھی ہو لیکن اس سے مسلک اہل حدیث کی اشاعت میں مدد ملتی ہو تو وہ کر لینا چاہیئے، ایک تو اس موقع پر لوگوں کے جذبات نرم ہوتے ہیں نیز ہر طبقہ کے لوگ شہید کے جنازہ میں شرکت کرتے ہیں، اس اجتماع کے حوالہ سے ہمیں اشتہار بازی، ایڈورٹائزنگ اور عوام سے رابطہ کے حوالہ سے مسلک اہل حدیث کی اشاعت میں بہت مدد ملی ہے، اسی صورت حال کی افادیت واہمیت کے پیش نظر ہم دوسری جہادی جماعتوں کے شہیدوں کو بھی اپنا شہید کہہ کر غائبانہ جنازہ کا اہتمام کر لیتے ہیں۔ جماعۃ الدعوۃ والوں کی یہ باتیں سن کر کچھ علماء اہل حدیث نے تو ان کی تائید کر دی اور کچھ لوگ خاموش رہے۔ الغرض جب ہمارے علماء ''شہید کا غائبانہ جنازہ'' پڑھتے ہیں، تو جائز وثابت سمجھ کر ہی پڑھتے ہیں پھر کسی کو اعتراض کی کیا ضرورت ہے؟

فریق ثانی: (۱) یہی بات گیارھویں منانے والے اور تیجا چالیسواں کرانے والے کہتے ہیں پھر اس فلسفہ کی بناء پر ان کو بھی صحیح کہو اور اگر وہ غلط ہیں تو تم صحیح کہاں سے؟

(۲) حدیث و دلیل کی مخالفت کے نتیجہ میں ہونے والی مسلکی اشاعت تمہیں مبارک ہو، ہم ہرگز اس کے حق میں نہیں۔ یہ دیکھو ہمارے شیخ الحدیث جانباز صاحب نے صحیح بخاری کے حوالہ سے لکھا ہے: جو شخص میدان میں کفار سے لڑتا ہوا شہید ہو جائے اس کو بغیر غسل اور نماز جنازہ کے دفن کیا جائے (بخاری ۱۷۹/۱) (صلاۃ المصطفیٰ ص ۳۲۴)

(۳) رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں کتنے صحابۂ کرام جنگوں میں شہید ہوئے اگر آپؐ نے کسی ایک کا غائبانہ جنازہ پڑھا ہوتا تو ہم ضرور پڑھتے اور جب نہیں پڑھا تو پھر اہل حدیث کہلانے والوں کو یہ کہاں زیب دیتا ہے کہ وہ حدیث کے مقابلہ میں اپنی رائے کو وزن دیں؟ نماز نبوی ص ۲۹۷ (حاشیہ) میں لکھا ہے: ''باقی رہے شہداء تو بالعموم اُنکی نماز جنازہ ہی نہیں پڑھی جاتی تھی۔'' جماعۃ الدعوۃ کے یہ سارے فلسفے ان کی رائے ہے جس کا حدیث کے مقابلہ میں کوئی وزن نہیں۔ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاعر نے کہا:

شہید غائب کی ہر شہر میں نماز پڑھتے ہیں غائبانہ
حدیث میں یہ کہیں نہیں ہے بھلا ہے یہ طرز عاشقانہ؟

الغرض اب اہل حدیثوں میں کچھ باشعور لوگ موجود ہیں، جن کا علمی استحصال آسان نہیں اور انہیں زبانی جمع خرچ اور خطیبانہ ٹوٹکوں سے قائل نہیں کیا جا سکتا۔

اگر فریق اول مزید کچھ کہنا چاہے تو ہم سننے کو تیار ہیں اور اگر نہیں تو نمبر دار صاحب فیصلہ کر دیں۔

نمبر دار صاحب: جی! فریق اول مزید کوئی دلیل یا فریق ثانی کی دلیل کا جواب

دینا چاہیں گے؟

فریق اول: مزید کوئی نئی بات تو ہمارے ذہن میں نہیں، ہمارے اکابر علماء جدھر ہیں ہم بھی ادھر ہیں، انہیں ہم سے زیادہ حدیث کا علم ہے، حدیث پر ان کی نظر ہم سے اور اوران لوگوں سے زیادہ گہری ہے۔

فریق ثانی: ایک طرف حدیث ہو اور دوسری طرف رائے پر عمل ہو، فلسفہ کو ترجیح ہو اور اکابر پرستی ہو۔ یہ جرم کوئی اور کرے تو اس پر اندھی تقلید کے فتوے لگیں، اسے فرقہ پرستی کے طعنے ملیں، اسے تعصّب اور جمود کے نشتر لگیں، ان کے خلاف پمفلٹ چھپیں اور جلسے منعقد ہوں، اور یہی جرم تم خود کرو تو پکّے اہل حدیث رہو، اسے اتباع حدیث کا عنوان دو اور تمہارے کانوں پر جوں بھی نہ رینگے، تمہارے خطیبوں کی زبان گنگ رہے تمہارے مصنفوں کے قلم حرکت میں نہ آئیں، بلکہ اس طرح چپ کھڑے ہو تم جیسے کہ کچھ ہوا نہیں، جب تم حدیث کی مخالفت کو مسلکی اشاعت کے فلسفے سے قبول کرلو، یوں جب لینے اور دینے کے پیمانے بدل جائیں تو ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ قیامت قریب آ چکی لیکن یاد رکھو کہ آنکھ بند ہونے کے بعد نہ تو یہ اکابر تمہارے کام آئیں گے نہ یہ فلسفے کوئی فائدہ دیں گے۔ میں نمبر دار صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ فیصلہ کریں۔

نمبر دار صاحب: فریقین کی گفتگو سننے کے بعد اندازہ ہوا کہ فریق اول مدعی شہید کی غائبانہ نماز جنازہ والے اپنے موقف پر کوئی ٹھوس دلیل پیش نہ کرسکا، اور فریق ثانی نے اپنے موقف پر دلیل بھی پیش کی، اور فریق اول کے زبانی جمع خرچ کا پول بھی کھولا، لہٰذا میں فیصلہ کرتا ہوں کہ آئندہ یہاں اہل حدیث برادری شہید کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھے گی۔ نعرۂ تکبیر...... اللہ اکبر...... دانشوران اہل حدیث...... زندہ باد۔

☆...☆ ☆ ☆...☆

حصہ دوم

چھپے راز

- فاتحہ خلف الامام
- آمین ایک نئے تناظر میں
- آیتوں کا جواب دینا

فاتحہ سے پہلے بسم اللہ
سینہ پر ہاتھ باندھنا
غائبانہ نماز جنازہ

فاتحہ خلف الامام
آمین ایک نئے تناظر میں
آیتوں کا جواب دینا

غیر مقلد اور تقلید
دعائے قنوت کب اور کیسے؟
ننگے سر نماز پڑھنا

غیر مقلد اور حرمین شریفین
غیر مقلد اور صحیح بخاری
غیر مقلد اور غلط حوالے

اہل حدیث
اور
ضعیف حدیثیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

☆ اہل حدیث حضرات امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کی بابت اپنے سخت موقف کا اظہار بڑی جرأت سے کرتے ہیں، لیکن جب اُن سے انکے موقف کے مطابق دلیل کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو نقشہ بدلنے لگتا ہے، اور سائے سمٹنے لگتے ہیں۔ نیز جب اُن سے سوال کیا جاتا ہے کہ مقتدی فاتحہ کب پڑھے؟ امام سے پہلے، امام کیساتھ، امام کے بعد یا فاتحہ کے وقفوں میں تو کوئی تسلّی بخش حتمی جواب نہیں ملتا۔

بہرحال آئندہ صفحات میں اِس مسئلہ کے بعض اہم پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ واضح ہو سکے کہ اِن حضرات کے اپنے دامن میں کیا کچھ ہے؟

☆ اہل حدیث حضرات کے ہاں اونچی آمین کا جو تصوّر رہے اسکی تصدیق دلائل سے ہوتی ہے یا نہیں؟ نیز آمین کے کچھ اہم پہلو جو اہل حدیث عوام کی نظروں سے اوجھل رکھے گئے ہیں انہیں واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

☆ اہل حدیث حضرات کے ہاں مقتدی بعض آیات کا جواب دیتے ہیں اسکی دلیل دل کو اپیل کرتی ہے یا نہیں؟ نیز خود علماء اہل حدیث نے اِس موقف کی کمزوری اور بے ثبوتی پر جو آخری تحقیق پیش کی ہے اسکی ایک جھلک آئندہ تحریر میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر اُنکی تمام مساجد میں اس کے مطابق عمل شروع ہو گیا تو ٹھیک ہے ورنہ واضح ہو جائے گا کہ وہ دلائل کی دنیا سے بے نیاز ایسے موقف سے چمٹے ہوئے ہیں جو حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

☆ اور یہ سب کچھ اُنکی اپنی ہی کتابوں اور تحریروں کی روشنی میں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاتحہ خلف الامام

غیر مقلد :یہ ہے نماز کا معرکۃ الآراء مسئلہ، اب آپ کو پتہ چلے گا کہ ایک طرف دلائل و احادیث کے انبار ہیں اور دوسری طرف تمہارے امام کا قول ہے۔ایک طرف بخاری ومسلم ہے اور دوسری طرف ضعیف حدیثیں ہیں۔

سنی: محترم جب آپ اپنی نماز کی بسم اللہ ہی دلائل سے ثابت نہیں کر سکے تو آگے کیا کریں گے؟ تو فرمایئے سورۃ فاتحہ کی بابت آپ کا کیا موقف ہے؟

غیر مقلد :ہمارا دعویٰ ہے کہ سرّی اور جہری ہر نماز میں امام کے پیچھے مقتدی کے لیے سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض اور رکن ہے۔اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ہم اس مسئلہ کو قرأت فاتحہ خلف الامام کا عنوان دیتے ہیں۔دیکھئے:(فتاویٰ ستاریہ ۱۲۶/۴)۔(صلاۃ المصطفیٰ ص ۱۶۱)۔(رسول اکرم ﷺ کی نماز ص ۶۷)۔(خاتمہ اختلاف ص ۳۴)

سنی: آپ اپنے اس دعوے کے مطابق کوئی دلیل پیش کریں گے۔؟

غیر مقلد :جی ہاں دلائل کا انبار لگا دوں گا۔دیکھیئے صحیح بخاری میں ہے **لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب**،جس شخص نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اسکی نماز نہیں۔

سنی: جناب آپ دلائل کے انبار نہ لگایئے بس اپنے دعوے کے ثبوت میں صرف ایک حدیث صحیح بخاری ومسلم سے پیش کر دیجئے۔چونکہ آپ کے دعوے میں خلف الامام اور باجماعت نماز کا تذکرہ ہے جبکہ مندرجہ بالا دلیل میں باجماعت کا تذکرہ نہیں۔آپ کے دعوے میں ہے کہ باجماعت نماز میں مقتدی بھی سورۃ فاتحہ پڑھے جبکہ اس حدیث میں باجماعت نماز اور مقتدی کی صراحت نہیں۔

آیئے میں آپ کو دلیل پیش کرنے کا ڈھنگ سکھاؤں۔ہمارا موقف ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی چپ رہے۔اس کی دلیل ملاحظہ ہو:حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی روایت بطریق

حضرت قتادہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تم نماز پڑھنے لگو تو صفوں کو سیدھا کرلیا کرو پھر تم میں سے کوئی ایک شخص امامت کرائے، جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، جب وہ قرآن پڑھنے لگے تو تم خاموش ہو جاؤ اور جب وہ **غیر المغضوب علیہم ولاالضالین** کہہ لے تو تم آمین کہو۔ (صحیح مسلم، التشہد فی الصلاۃ، حدیث:۴۰۴)۔

آپ نے ملاحظہ کیا: ☆(۱) اس میں نماز با جماعت کا ذکر ہے۔ ☆(۲) امام اور مقتدی کی ذمہ داریاں متعین کر دی گئیں۔ جس چیز میں امام اور مقتدی شریک ہیں اس کی وضاحت کر دیگئی کہ امام تکبیر کہے تو تم مقتدی بھی تکبیر کہو۔ ☆(۳) جس کام میں امام اور مقتدی شریک نہیں بلکہ ہر ایک کی علیحدہ ڈیوٹی ہے اس کا بھی تعین کر دیا گیا۔ ☆(۴) کہ جب امام پڑھے تو تم مقتدی چپ رہو، اور جب امام **ولاالضّالین** کہے تو تم مقتدی آمین کہو، اور جب امام تکبیر کہہ کر رکوع کرے تو تم مقتدی بھی تکبیر کہہ کر رکوع کرو۔ ☆(۵) آگے پھر ڈیوٹی مختلف ہے کہ جب امام **سمع اللہ لمن حمدہ** کہے تو تم مقتدی **ربّنا لک الحمد** کہو۔ ☆(۶) آگے پھر امام اور مقتدی شریک ہیں، تو حکم ہوا کہ جب امام تکبیر کہہ کر سجدہ کرے تو تم مقتدی بھی تکبیر کہہ کر سجدہ کرو۔

الغرض آپ نے دیکھا کہ ہم اپنے دعوے کے مطابق دلیل پیش کرتے ہیں جس میں باجماعت نماز اور امام و مقتدی کا واضح ذکر ہے۔ جس میں ہمارے پیارے نبی ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ہمارے سر آنکھوں پر ہے کہ جب امام قراءت کرے تو تم چپ رہو۔ جبکہ تم کہتے ہو کہ امام پڑھے تو مقتدی بھی پڑھے۔ اب میں اپنے پیارے نبی ﷺ کی بات مانوں یا تمہاری؟ بہرحال اب تم بھی صحیح بخاری و مسلم سے ایسی واضح دلیل پیش کرو جس میں ارشاد نبوی ہو کہ امام فاتحہ پڑھے تو تم مقتدی بھی پڑھو۔

غیر مقلد: خوشی سے پھولے نہیں سماتے ہو جیسے بہت بڑا تیر مارا ہے۔ پہلے یہ بھی معلوم کر لیتے کہ یہ حدیث صحیح بھی ہے کہ نہیں۔ دیکھئے یہ ہماری نمائندہ تفسیر ''احسن البیان'' میں

سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں اسی روایت وَاِذَاقَرأَ فَانْصِتُوْا کے بعد بریکٹ میں لکھا ہے: ''بشرط صحت'' (ص:۲) اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو ہمارے صحافی مفسر کو بشرط صحت کہنے کی کیا ضرورت تھی؟ نیز نواب نورالحسن صاحبؒ نے بھی اس کی سند میں کمزوری کی وجہ سے اس حدیث کو نا قابل استدلال قرار دیا ہے (عرف الجادی ۳۸) ہماری کتاب امتیازی مسائل میں بھی اس کو ضعیف قرار دیا گیا ہے(۳۹) پھر ہمارے مشہور عالم مولانا جئے پوری نے ''حقیقۃ الفقہ'' میں اسی حدیث کی طرف متعین اشارہ کر کے لکھا ہے کہ اِذَا کَبَّرَ الاِمَامُ فَکَبِّرُوْا والی حدیث ضعیف ہے(حقیقت الفقہ ص۲۵۱) بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کی احادیث ضعیف ہیں۔(ص۲۵۱)۔

سنی: ویسے آپ دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیے کہ یہ حدیث، مقتدی کے خاموش رہنے اور فاتحہ نہ پڑھنے پر بالکل واضح ہے کہ نہیں؟

غیر مقلد: ہے تو بالکل واضح ،لیکن اصل مسئلہ تو اس حدیث کے صحیح ہونے کا ہے، آخر ہمارے علماء کا بھی بڑا گہرا مطالعہ ہے، انہوں نے اسی ضعف کی وجہ سے اس حدیث کو نظرانداز کیا ہے۔

سنی: آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ یہ حدیث صحیح مسلم کی ہے۔

غیر مقلد: کیا کہا؟ صحیح مسلم میں؟ یہ تم نیند میں ہو کہ ہم سو رہے ہیں؟

سنی: نہ ہم نیند میں ہیں نہ تم سو رہے ہو۔ یہ لیجئے صحیح مسلم حدیث نمبر ۴۰۴

غیر مقلد: ہاں بھئی حدیث تو صحیح مسلم میں موجود ہے۔ پھر بھی ہمارے علماء نے اسے (بشرط صحت) کیوں لکھا؟ اور ضعیف کیوں قرار دیا؟

سنی: یہ تو آپ اپنے علماء سے پوچھیں کہ وہ اہل حدیث کہلا کر لوگوں کو باور کراتے ہیں کہ ہم حدیث پر عمل کرتے ہیں، لیکن جب اس صحیح حدیث سے ان کے مسلکی موقف پر واضح زد پڑی تو تمہارے علماءً نے ہم مسلک عام لوگوں پر اپنی گرفت قائم رکھنے کے لئے انہیں تاءثر دیا کہ یہ ضعیف ہے۔ صبح شام صحیح بخاری و صحیح مسلم کا راگ الاپنے والوں کا

یہ طرزِ عمل انتہائی افسوسناک وشرمناک ہے۔

غیر مقلد : عجیب معاملہ ہے ہمارے سیالکوٹی صاحب نے اپنی صلوٰۃ الرسولؐ میں اس حدیث کو نہیں لکھا، نہ ہی ہمارے علماءؑ نے کبھی اس حدیث کو اپنی تقریر میں بیان کیا۔

البتہ ہمارے علماءؑ نے اس حدیث کا مفہوم کچھ اور طرح بیان کیا ہے صلاۃ الرسولؐ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ وإذا قرأ فأنصتوا سے مرادسورۃ فاتحہ کے بعدوالی قرأت ہے۔(تسہیل الوصول ۱۷۵)

نیز اقبال کیلانی نے کیا خوب ترجمہ کیا ہے''اور جب امام (سورہ فاتحہ کے بعد) قرآن پڑھے تو تم خاموش رہو''(کتاب الصلاۃ ص:۸۰)

نیز ہماری تفسیر میں اسکا یہ مطلب لکھا ہے:''جہری نمازوں میں مقتدی سورۃ فاتحہ کے علاوہ باقی قراءت خاموشی سے سنیں''۔(احسن البیان ص:۲)

سنی: ذرہ حدیث کے الفاظ دیکھیں کہ کیا وہ اس مفہوم اور کیلانی بریکٹ یا صحافی مطلب کے متحمل ہیں یا نہیں؟ وإذَا قَرأَ فأنصِتُوا کے بعد ہے''وإذَا قالَ ولاَالضَّالِیْن فَقُوْلُوْا آمِین'' جب امام ولاالضالین کہے تو تم آمین کہو گویا جس قرأت کے وقت خاموش رہنے کا حکم ہے وہ ولاالضَّالین سے پہلے شروع ہو چکی ہے۔ الغرض حدیث کے مفہوم میں ولاالضّالین سے پہلے والی قراءت کے وقت بھی خاموشی کا حکم ہے جبکہ تمھارے مندرجہ بالا تینوں مصنفوں کے مفہوم کیمطابق ولاالضّالین کے بعدوالی قراءت کے وقت خاموشی کا حکم ہے۔ اب تم حدیث والا مفہوم مانو گے یا اپنے مصنفوں والا مفہوم؟

غیر مقلد :ہمارے شیخ الحدیث جانباز صاحب اور شیخ الحدیث اسماعیل صاحبؒ نے اس حدیث کا ایک اور جواب لکھا ہے کہ حدیث وإذَا قَرأَ فَأنْصِتُوا کا بھی یہی مطلب ہے کہ جب امام پڑھ رہا ہو تو مقتدی کو بلند آواز سے نہیں پڑھنا چاہیے۔ (صلاۃ المصطفیٰ علیہ وسلم ﷺ ۱۶۲) نیز (رسول اکرمؐ کی نماز صفحہ:۷۰) پر بھی یونہی لکھا ہے۔

سنی: مندرجہ بالا دونوں حضرات چونکہ شیخ الحدیث ہیں لہٰذا اُنہیں اچھی طرح پتہ تھا کہ یہ حدیث سابقہ تین مصنفوں والے مفہوم کی متحمل نہیں لہٰذا انہوں نے اس مفہوم کو نظر انداز کر کے ایک اور مفہوم بیان کیا، لیکن کیا حدیث شریف کا لفظ **وإذا قرأ فأنصِتُوا** اس معنی ومطلب کا متحمل ہے؟ کسی حدیث یا لغت کی کتاب میں مجھے **وإذا قرأ فأنصِتُوا** کا یہ معنی دکھا دو کہ جب امام قرأت شروع کرے تو تم بلند آواز سے نہ پڑھو۔

تم عجیب قوم ہو کبھی تو صحیح مسلم کی حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہو۔ یہ تیر نہ چلے تو اپنے پاس سے اضافہ کرتے ہو کہ اس سے مراد فاتحہ کے بعد والی قرأت ہے اور کبھی ''**فأنصِتُوا**'' کا معنی ہی الٹ دیتے ہو۔ یوں تم تیر تکے چلاتے ہو۔

اس لیے ہم آپ لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ حکیم سیالکوٹی اور ان جیسے دوسرے مصنفین کی تحریریں پڑھ کر اور کم علم ومتعصب واعظوں کی تقریریں سن کر اتنے بڑے بڑے مسلکی فیصلہ نہ کیا کرو۔ اور لوگوں پر فتویٰ جاری نہ کیا کرو۔ یہ قیامت کے دن تمہیں کوئی نفع نہیں پہنچا سکیں گے۔

غیر مقلد: اچھا تو ایک اور حدیث ہے: **لاصلاۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب** مولانا صلاح الدین یوسف مدّ ظلہ لکھتے ہیں: اِس حدیث میں **مَن** کا لفظ عام ہے جو ہر نمازی کو شامل ہے، منفرد ہو یا امام، یا امام کے پیچھے مقتدی، سرّی نماز ہو یا جہری، فرض نماز ہو یا نفل، ہر نمازی کے لیئے سورۃ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ (احسن البیان ص ا)

سنی: آپنے موصوف مدّ ظلہ کا دعویٰ تو نقل کر دیا، انہوں نے اِس دعوے پر کوئی دلیل دی ہے کہ **مَن** کا لفظ عام ہے....؟

غیر مقلد: یقیناً دلیل دی ہوگی چونکہ یہ تو ہماری بڑی معتبر تفسیر ہے...لیکن...لیکن یہاں تو اِس دعوے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ البتہ چونکہ وہ مفسّر ہیں اسلیئے وہ خود بھی تو دلیل ہیں۔

سنی: تم عجیب قوم ہو ایک طرف تو صحابہ ء کرامؓ کو دلیل نہیں مانتے اور دوسری طرف پندرھویں صدی کے موصوف مدّ ظلہ کو اوراُنکے قول کو دلیل مان لیتے ہو؟

غیر مقلد: چلیں آپ دلیل سے بتادیں کہ یہ حدیث کس کے بارے میں ہے؟

سنی: ملاحظہ ہو۔اوّلاً:

محدثانہ مفہوم: مشہور محدّث امام ترمذیؒ نے اپنی سنن ترمذی میں بخاری کے استاذ اور مشہور محدث امام احمد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ **لاصلاۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب** کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہوتو سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر اس کی نماز نہیں ہوگی۔اس کی دلیل میں صحابی رسول حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے کہ **مَن صلّی رکعۃً لم یَقرَأ فِیھابِأمّ القُرآن فلَم یُصلّ الّا أَن یَکونَ وَراءَ الامَامِ** جس نے ایک رکعت میں بھی سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوگی۔الا یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔(امام ترمذیؒ نے حدیث نمبر۳۱۳ میں اِسے حسن صحیح کہا ہے) امام بخاری کے استاذ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کا یہ مفہوم وہ ہے جو ایک جلیل القدر صحابی نے سمجھا ہے کہ **لا صلاۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب** والی حدیث اکیلے نمازی کے بارے میں ہے۔

ثانیاً: حدیث کے بارے میں آپ لوگوں کی معلومات بڑی سطحی ہوتی ہی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ایک آدھ حدیث کا ترجمہ پڑھ کر اس کی صحیح مراد متعین کیے بغیر اپنے فہم وذوق کے مطابق اس پر عمل کرنے لگتے ہو اور پھر اس خوش فہمی کا شکار ہوجاتے ہو کہ ہم حدیث پر عمل پیرا ہیں اور اہل حدیث ہیں۔آپ کے لیے شاید نیا انکشاف ہو کہ صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۸۷۶ میں **لاصلاۃَ لمن لم یقرأبِأمّ القرآن** کے ساتھ **فصاعداً** کا لفظ بھی وارد ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کے ساتھ پورے قرآن میں سے بھی کچھ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔تعجب ہے کہ غیر مقلدین سورۃ فاتحہ پڑھنے کو لازمی سمجھتے ہیں اور

بقیہ قرآن کو لازمی نہیں قرار دیتے آخر صحیح مسلم کی ایک ہی حدیث میں یہ تفریق کیوں ہے؟ آدھی حدیث کا اقرار اور آدھی حدیث کا انکار۔آخر کیوں؟ بلکہ ان کو دوسرے حصہ **فَصَاعِداً** سے ایسی چڑ ہے کہ وہ اسے اپنے عوام سے چھپا کر رکھتے ہیں انہیں **لا صلاۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب** تو یاد کراتے ہیں لیکن **فَصَاعِداً** یاد نہیں کراتے۔ چونکہ اس ایک لفظ سے ان کے مسلک کی عمارت دھڑام سے نیچے آ گرتی ہے۔ جبکہ قرآن کریم کی تمام آیتیں اور سورتیں **فَصَاعِداً** کے مفہوم میں داخل ہیں۔ گویا تم نے صرف سورۃ فاتحہ پڑھ کر حدیث پر عمل کرلیا، اور **فَصَاعِداً** کی رو سے بقیہ پورا قرآن چھوڑ دینے سے کچھ فرق نہیں پڑا۔ واضح رہے کہ دیگر مختلف احادیث میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ **فَصَاعِداً** کے علاوہ بعض روایات میں **فَمَازَادَ** اور **وَمَا تَیَسَّرَ** بھی آیا ہے ملاحظہ ہو: **لاصلاۃ الّا بقِراءۃ فاتِحۃ الکتاب فَمَازَادَ** (ابوداود حدیث: ۸۲۰) اور **اُمِرنا أَن نقرأ بفاتحۃِ الکِتابِ و ماتیسَّرَ** (ابوداود حدیث: ۸۱۸) یعنی سورۃ فاتحہ اور کچھ زیادہ یا جو یاد ہو۔

غیر مقلد: حدیث پر آپ کی نظر بڑی گہری اور وسیع ہے۔ واقعی اس طرف ہماری توجہ نہیں دلائی گئی، اور ہمارے سیالکوٹی صاحب نے تو صحیح مسلم کی اس روایت کا حوالہ تک نہیں دیا جس میں **فَصَاعِداً** کا لفظ بھی ہے۔

سنی: میرے پیارے میرا دل خون کے آنسو روتا ہے جب میں تمہارے علماً کے تعصب کو دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے کمزور مسلک کو عوام کی نظروں سے چھپانے کے لیے حدیث کے مفہوم کو بدل دیتے ہیں، لیکن خود نہیں بدلتے۔ ملاحظہ ہو:

تحریف مفہوم کا نمونہ: آپ کے شیخ الحدیث مولانا اسماعیل سلفی اپنی کتاب (جس کا نام انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی نماز رکھا ہے) میں لکھتے ہیں **عن ابی سعید أمرنا أن نقرأ بفاتحۃ الکتاب و ما تیسر** ابوسعید فرماتے ہیں کہ فاتحہ اور کچھ زیادہ پڑھنے کا ہمیں حکم دیا گیا، یعنی اگر فاتحہ الکتاب سے کچھ زیادہ بھی پڑھا جائے تو کوئی حرج نہیں (ص ٦٨)

محترم دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیئے کہ یعنی کے بعد حدیث کا جو مفہوم بیان کیا گیا ہے کیا الفاظ حدیث اس کی اجازت دیتے ہیں؟ سورۃ فاتحہ اور کچھ زیادہ کا حکم ایک اور مفہوم دو؟!!

تحریف مفہوم کا دوسرا نمونہ: آپ کے مشہور مصنف محمد اقبال کیلانی صاحب اپنی ''کتاب الصلاۃ'' میں لکھتے ہیں **عن ابی هريرة رضی الله عنه ان النبی ﷺ امره أن يخرج فينادی لاصلاة إلا بقراءة فاتحة الكتاب فما زاد** .(ص ۸۰)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے یہ اعلان کرنے کا حکم فرمایا کہ سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بغیر نماز نہیں ہوتی اس سے زیادہ جتنا کوئی چاہے پڑھے۔(ص۸۰)۔

حدیث میں سورۃ فاتحہ اور فمازاد کا ایک ہی حکم بیان کیا گیا ہے جبکہ مترجم نے ترجمہ میں تحریف کر کے فاتحہ اور فمازاد کا حکم علیحدہ علیحدہ کر دیا۔کیا یہ تحریف کی بدترین مثال نہیں ہے؟ پھر بھی تمہیں اصرار ہے کہ تم اہل حدیث ہو۔آج امانت کے گھر میں صف ماتم بچھی ہوئی ہے دیانت کا جنازہ نکل چکا ہے۔ہم رو رہے ہیں چلّا رہے ہیں لیکن ہماری آواز ہے کہ صدا بصحرا۔

میرے بس میں ہو تو غیر مقلدوں کی آنکھوں سے تعصب کی عینک اتار کر انہیں تحریف کا یہ نمونہ دکھادوں۔ان کے دماغوں سے مسلکی جمود کے پردے ہٹا کر انہیں حدیث کا صحیح ترجمہ سکھادوں۔ان کے کانوں سے اندھی تقلید کی ٹھونسی ہوئی انگلیاں نکال کر انہیں آنحضور ﷺ کا اصلی اور سچا پیغام سنادوں۔

دیکھو خود تمہارے ہی مولانا اسماعیل سلفی اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:سورہ فاتحہ و مازاد کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔(رسول اکرمؐ کی نماز ۶۸) دونوں ترجموں میں کتنا واضح فرق ہے؟

چٹکیاں لیتی ہے فطرت چیخ اٹھتا ہے ضمیر
کوئی کتنا ہی حقیقت سے گریزاں کیوں نہ ہو

اس واضح تحریف اور دغا کے باوجود تم اپنی تحریروں میں یہ شعر لکھتے ہو اور تقریروں میں جھوم جھوم کر پڑھتے ہو: ما اہل حدیثیم دغا را نہ شناسیم   با قول نبیؐ قول فقہا را نہ شناسیم

(ترجمہ) ہم اہل حدیث ہیں جو دھوکہ فریب نہیں جانتے نبی ﷺ کے قول کے ساتھ فقہاء کے قول کو نہیں جانتے۔ اب خود ہی بتاؤ تم نے مندرجہ بالا حدیث کے ترجمہ وتشریح میں حدیث پر جو ہاتھ صاف کیے ہیں اسے کیا عنوان دو گے؟ اور آقائے مکی ومدنی علیہ الصلاۃ والسلام کو کیا جواب دو گے؟

غیر مقلد: آپ نے تو مجھے حیران و پریشان کر دیا ہے۔ یہ تو ہماری مرکزی دلیل ہے لیکن اس کے بہت سے پہلو ہم سے مخفی رکھے گئے تھے۔ اور ہم طوطے کی طرح بغیر تفصیلات سمجھے اس کی رٹ لگاتے رہے۔

سنی: میں نے نہیں بلکہ آپ کے طریقہ کار نے آپ کو پریشان کیا ہے۔ جب تم صحابہؓ کے قول وفعل کو چھوڑ کر چودھویں پندرھویں صدی کے لوگوں پر اعتماد کرو گے تو وہ تمہارا علمی وفکری استحصال نہیں کریں گے تو اور کیا؟

جب تم احادیث کو صحابہؓ کے حوالے سے نہیں سمجھو گے اور ان کے فہم کو مسترد کر کے چودھویں صدی کے اپنے ان لوگوں کے فہم پر اعتماد کرو گے تو پھر وہ تمہیں مندرجہ بالا طریقہ سے ہی حدیث سمجھائیں گے۔

غلط بیانی کا نمونہ: آپ کو تعجب ہوگا کہ آپ کے عظیم شیخ الحدیث مولانا اسماعیل سلفی صاحب اپنے فرقہ کے لوگوں کو باور کرانا چاہتے ہیں کہ فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں غیر مقلد حدیثوں پر عمل کرتے ہیں، جبکہ حنفی اس کے مقابلہ میں قول امام کو بنیاد بناتے ہیں۔ جبکہ اصل صورت حال آپ دیکھ چکے ہیں۔ شیخ موصوف لکھتے ہیں: بزرگوں کا احترام اچھی بات ہے لیکن آنحضرت ﷺ کے اقوال گرامی سب سے زیادہ قابل احترام

ہیں، اقوال ائمۃ کی تأویل ہوسکے تو ہو جانی چاہیے احادیث نبویہ کے لیے ائمۃ کے اقوال ومذاہب کو معیار نہیں قرار دینا چاہیے۔ (''رسول اکرم ﷺ کی نماز'' ص ۲۷)

غلط بیانی کا دوسرا نمونہ: حکیم صادق سیالکوٹی صاحب نے (سبیل الرسولؐ ص ۵۰) پر لکھا ہے کہ ''فاتحہ نہ پڑھنے والوں کو پوچھو تو کہتے ہیں: ابوحنیفہ نے روکا ہے'' اس عبارت میں موصوف نے سینہ زوری کرتے ہوئے اپنی ہی لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالنے کی کوشش کی کہ ہم تو حدیث پر عمل کرتے ہیں، جبکہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے والوں کے پاس کوئی حدیث نہیں۔ بلکہ وہ تو حدیث کے مقابلہ میں اپنے امام کے قول کو بنیاد بناتے ہیں۔ نیز تمہارے مولانا عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں کہ: ''حنفیہ کا یہ مسئلہ بڑا خطرناک ہے کیونکہ یہ صریح حدیث کے خلاف ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ تو فرماتے ہیں کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور یہ کہتے ہیں کہ ہوتی ہے''۔ (امتیازی مسائل ص ۵۱)

جبکہ آپ گذشتہ گفتگو میں سن چکے ہیں کہ ہماری دلیل کتنی مضبوط ہے اور آپ کا دامن کس قدر خالی ہے؟ کیا غیر مقلدین اپنے گریبان میں جھانک کر اپنے آپ سے سوال کریں گے کہ ہم کن لوگوں پر اعتماد کر کے ان کی تقلید کیے بیٹھے ہیں؟۔

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا
یہ عذر امتحانِ جذب دل کیسا نکل آیا

غیر مقلد: سمجھ میں نہیں آ رہا کہ ہمارے علماء دوسروں کے بارے میں ایسی بے بنیاد باتیں لکھ کر اپنے ہی طبقہ کو غلط فہمی میں کیوں ڈالتے ہیں؟

اِک معمّہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا:

سنی: آپنے بار بار احسن البیان کا حوالہ دیا ہے تو اس کے صفحہ نمبر ۲ پر لکھا ہے: ''امام ابن تیمیہؒ کے نزدیک سلف کی اکثریت کا قول یہ ہے کہ اگر مقتدی امام کی قراءت سن رہا ہو تو نہ پڑھے اور اگر نہ سن رہا ہو تو پڑھے'' مجموع فتاویٰ ۲۳/۲۶۵ (احسن البیان ص ۲)۔

جب تم سلفی کہلاتے ہو تو تمہیں اکثر سلف کی بات ماننی چاہیئے، ورنہ تو تمہاری سلفیت مشکوک ہو جائے گی، اکثر سلف کی مخالفت کے باوجود پھر بھی تمہیں اپنے موقف پر اصرار ہے تو تم سے بجا طور پر یہ سوال ہے کہ تم غلطی پر ہو یا اکثر سلف غلطی پر تھے؟

غیر مقلد: لیکن امام ابن تیمیہ ؒ کا یہ ارشاد دار السلام تفسیر ایڈیشن میں تو نہیں ہے؟

سنی: یہ تو تم نے عجیب انکشاف کیا ہے، تو کیا سعودی عرب کا نسخہ زیادہ معتمد ہے یا دار السلام کا؟ نیز جب دونوں نسخوں کا مفسّر ایک ہی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ سعودی عرب والے نسخہ میں ابن تیمیہ ؒ کا وہ ارشاد موجود ہے اور دار السلام والے نسخہ میں نہیں؟ یہ کانٹ چھانٹ اور حذف وزیادت والے تمہارے روایتی تحریفی عمل سے تفسیر بھی محفوظ نہیں رہی؟

غیر مقلد: یہ معاملہ بڑا حسّاس نوعیت کا ہے، میں سر دست اسپر کوئی تبصرہ یا پالیسی بیان جاری نہیں کر سکتا۔

سنی: گذشتہ حوالہ جات کی بناء پر تمہاری تحریروں پر اعتماد اٹھ گیا تھا۔ اب تمہاری تفسیروں پر بھی اعتماد نہیں رہا۔ جبکہ تمہاری تقریروں پر پہلے ہی اعتماد نہیں تھا۔

شیخ البانی کی تحقیق:

بہر حال میرے سوال کا جواب تم پر قرضہ ہے، اور بات یہیں ختم نہیں ہوتی، البانی صاحب کی نماز نبوی مترجم ص ۱۰۴ پر لکھا ہے: ”جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے کا حکم“ نیز البانی صاحب نے تو جہری نمازوں میں امام کے پیچھے مقتدی کی قرأت کو منسوخ قرار دیا ہے۔

غیر مقلد: اسی نماز نبوی مترجم (ص ۱۰۵) پر حاشیہ نگار نے اِس موقف کو البانی صاحب کی غلط فہمی قرار دیا ہے، اور نماز نبوی دار السلام کے مقدمۃ التحقیق میں اسے البانی صاحب کا سہو قرار دیا گیا۔

سنی: بہت خوب گویا امام ابن تیمیہ بھی غلط، اکثر سلف بھی غلط، شیخ البانی بھی غلط اور صرف تم صحیح ؟

رکوع میں شامل ہونے والے کی رکعت

سنی: جو شخص امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو اس کی وہ رکعت شمار ہوگی کہ نہیں؟

غیر مقلد: وہ رکعت شمار نہیں ہوگی۔ ہمارے نواب نور الحسن خاںؒ لکھتے ہیں: رکوع میں شامل ہونے سے اس رکعت کو شمار کرنے کا مسئلہ ایک معرکہ ہے، اور حق یہ ہے کہ جس رکعت میں امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھی وہ شمار میں نہیں آئیگی۔ (عرف الجادی ص ۳۷) نیز ہمارے شیخ الحدیث جانباز لکھتے ہیں: رکوع میں ملنے سے رکعت نہیں ہوتی۔ (صلاۃ المصطفیٰ ﷺ ص ۲۴۳) ایک اور مصنف لکھتے ہیں: رکوع میں ملنے والے شخص کی رکعت نہیں ہوگی۔ (مسنون نماز ۳۸) تمہارے اقبال کیلانی لکھتے ہیں کہ: رکوع میں شامل ہونے والے نمازی کو اپنی رکعت دوبارہ ادا کرنی چاہیے۔ (کتاب الصلاۃ ۷۸)

سنی: مجھے امید تھی کہ آپ میرے اس سوال کے جواب میں پیغمبر ﷺ کا ارشاد مبارک پیش کریں گے۔ لیکن آپ نے اپنے علماءَ کا قول پیش کیا، اور اس کی متعین دلیل پیش کرنے کی بجائے ایسی حدیث پیش کی (کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی) جس میں اس مسئلہ کا ذکر ہی نہیں، جبکہ صحیح بخاری میں رکوع میں ملنے والے شخص کی رکعت کے حوالہ سے جو حدیث موجود ہے وہ تو آپ کے اس موقف کے برعکس یہ ثابت کرتی ہے کہ رکوع میں ملنے والے شخص کی رکعت شمار ہوگی۔

دیکھئے صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضور ﷺ نماز پڑھتے ہوئے رکوع کی حالت میں تھے کہ ایک صحابی حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ صف میں داخل ہونے سے پہلے ہی رکوع میں شامل ہو گئے۔ نماز کے بعد آنحضور ﷺ نے فرمایا ''زادک اللہ

حرصا ولاتعد''(صحیح بخاری، الرکوع دون الصف حدیث:۷۸۳)

لیکن انہیں نماز لوٹانے کا حکم نہ دے کر اس بات پر مہر تصدیق ثبت فرمادی کہ رکوع میں شامل ہونے سے وہ رکعت مل جاتی ہے۔اب امام کے پیچھے مقتدی پر سورۃ فاتحہ کو فرض قرار دینے والے بتائیں کہ رکوع میں شامل ہونے والے مقتدی نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی، لیکن اس کی وہ رکعت صحیح ہوگئی۔

غیر مقلد: جناب ہمارے علمأ نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں ان کی نظر بھی اس حدیث پر ہے۔ ہمارے مشہور مصنف محمد اقبال کیلانی اپنی کتاب'' نماز کے مسائل'' (کتاب الصلاۃ) میں لکھتے ہیں و لا تعد کے الفاظ میں ''اور رکوع والی رکعت کو شمار نہ کر'' کے معنوں کی گنجائش بھی ہے۔(ص۸۹)

سنی: کیا آپ لوگوں نے تہیہ کر رکھا ہے کہ جو حدیث بھی آپ کے نظریہ سے ٹکرائے تو اپنے عمل کو اس کے مطابق ڈھالنے کی بجائے اس کے مفہوم ومعنی میں تحریف کر دینی ہے۔ یوں تم نے حدیث مبارک کو بازیچۂ اطفال بنا دیا ہے۔ یہ مصنف جو عربی حدیث کو براہ راست سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتا اور مترجم نسخوں سے اس کا ترجمہ پڑھ کر کتابیں لکھتا نہیں بناتا ہے وہ حدیث کی من مانی تشریح کرتا ہے۔جس کی وضاحت کے لیے میں دور نہیں جاتا یہ تمہارے مسلک کی کتاب نماز نبوی میں لکھا ہے: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو لا تعد کے الفاظ ہیں ان میں تین وجوہ ممکن ہیں: ایک تو وہ جو اکثر محدثین نے بیان کی ہے لَا تَعُدْ یعنی آئندہ ایسا نہ کرنا۔ دوسری لَا تُعِدْ یعنی تو رکعت نہ دہرا (تیری نماز درست ہے) تیسری لَا تَعْدُ یعنی دوڑ کر نہ آیا کر (ص۱۷۶)

اب تم دل پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ کہ تمہارے کیلانی مصنف نے رکوع والی رکعت کو شمار نہ کرنے کی گنجائش والا چوتھا معنی کہاں سے نکالا ہے؟ چونکہ مندرجہ بالا تینوں حالات

یعنی ولاتَعُدُ ولاتُعِدُ،ولاتَعُدُ، سے یہ کیلانی مفہوم نہیں نکلتا۔اس کے لیے عربی لفظ ولاتَعُدَّ ہونا چاہیے۔تو کیا تم بتاؤ گے کہ امت اسلامیہ کے محدثین نے اس لفظ پر یہ اعراب لگایا ہو؟ جب نہیں تو پھر حدیث کا خانہ ساز غلط معنی کرنے کی جرأت؟ پھر بھی تم عوام میں لوگوں کو یہ باور کراتے ہو مااھل حدیثیم دغارا نشناسیم

(۲) نیز آقائے مکی مدنی ﷺ نے رکوع میں شامل ہونے والے صحابی کو نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا۔جبکہ تمہارے کیلانی صاحب وغیرہ حکم صادر کررہے ہیں کہ: رکوع میں شامل ہونے والے نمازی کو وہ رکعت دوبارہ ادا کرنی چاہیے: (نماز کے مسائل ص ۸۸) اب تم کس کی بات مانو گے؟

غیر مقلد: کیلانی صاحب نے اس کا کوئی حوالہ ضرور دیا ہوگا۔

سنی: ہوگا والی بات نہ کرو یہ ان کی کتاب ہے۔اس میں سے ان کی اس بات کا حوالہ اگر ہے تو دکھادو۔

غیر مقلد: یہاں حوالہ نام کی تو کوئی چیز نہیں، پتہ نہیں ہمارے مصنفین بے پر کی کیوں اڑاتے ہیں؟ اور ہوائی فائیر کرتے ہیں۔

سنی: یہ شیخ البانی صاحب کس علمی سطح کے آدمی ہیں؟

غیر مقلد: یہ دور حاضر کے بہت بڑے محدث ہیں۔ اور علم حدیث پر ان کی نظر بڑی گہری ہے۔

سنی: یہ لفظ ولاتعد کے بارہ میں ان کی شہادت وزنی ہوگی یا کیلانی صاحب کی؟

غیر مقلد: یقیناً شیخ البانی صاحب کی، چونکہ کیلانی صاحب تو اردو ترجمہ پڑھ کر کٹنگ پیسٹنگ کرکے تاجرانہ کتب بناتے ہیں۔

سنی: مگر افسوس انہی جیسوں پر تمہارا اندھا اعتماد ہے۔الغرض شیخ البانی لکھتے ہیں: جس رکعت کا رکوع پالیا ہو تو ظاہر بات ہے کہ وہ اس نہی میں شامل نہیں کیونکہ اگر اس

رکعت کو شمار کرنے سے روکا ہوتا تو آپ ﷺ ان کو نماز لوٹانے کا حکم دیتے چونکہ ایک رکعت کی کمی کی وجہ سے وہ نماز ناقص ہے۔ جب آپ ﷺ نے نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا تو ثابت ہوا کہ وہ نماز صحیح ہے اور جس رکعت کا رکوع پا لیا ہو اس کو شمار کرنے سے روکا نہیں گیا۔ (سلسلہ صحیحہ ۱/۴۰۴۔۴۰۵)

مزید لکھتے ہیں: خلاصہ یہ ہے کہ یہ نہی رکعت شمار کرنے کو شامل نہیں۔ (سلسلہ صحیحہ ۱/۴۰۸) جبکہ کیلانی صاحب لکھتے ہیں: اور رکوع والی رکعت کو شمار نہ کر۔

غیر مقلد: کیلانی صاحب آپ پر اعتماد کر کے ہم دنیا میں لاجواب ہو گئے ہیں تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو قیامت کے دن کیا جواب دیں گے؟ (پھر اپنے آپ کو سنبھال کر) بہر حال ہمارے علماء رکوع میں ملنے والی رکعت کو شمار نہیں کرتے کیونکہ اس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی۔

سنی: آخر کیوں شمار نہیں کرتے؟ جبکہ ایک طرف مندرجہ بالا صحیح بخاری کی حدیث بڑی واضح ہے۔ اور دوسری طرف تمھارے مصنفوں کا قول ہے۔ اگر تمہارے پاس اپنے دعوے پر اس معیار کی کوئی حدیث ہے تو بیان کرو۔ اور اگر صحیح بخاری کی اس حدیث کو اس لئے نہیں مانتے ہو کہ فاتحہ خلف الامام کی بابت تمہارے موقف کی عمارت دھڑام سے گر جاتی ہے تو پھر اپنے مسلک پر نظر ثانی کرو۔ نہ یہ کہ حدیث کے معنی و مفہوم میں تحریف کرو۔

عجب الجھن میں ہے درزی جو کف ٹانکا تو چاک اُدھڑا
اِدھر ٹانکا اُدھر اُدھڑا اُدھر ٹانکا اِدھر اُدھڑا

سنی: اچھا یہ بتاؤ کہ شیخ ناصر الدین البانی دین کے خیر خواہ تھے یا نہیں؟

غیر مقلد: یقیناً تھے لیکن یہ کیا بے ربط سوال ہے؟

سنی: کیا شیخ بن بازؒ اور شیخ عبداللہ بن حمیدؒ دین کے خیر خواہ تھے؟

غیر مقلد: جی ہاں، لیکن یہ کیا گستاخانہ سوال ہے؟

سنی: کیا اکثر اہل علم دین کے خیر خواہ ہیں یا نہیں؟

غیر مقلد: پہلے یہ بتائیں کہ ان کا مسلک کیا ہے؟ نیز ان سوالات کا کیا مقصد؟

سنی: کیا جماعت غرباء اہل حدیث جنہوں نے فتاویٰ ستاریہ شائع کیا ہے وہ دین کے خیر خواہ ہیں یا نہیں؟

غیر مقلد: وہ اہل حدیث ہیں تو یقیناً دین کے خیر خواہ بھی ہیں۔

سنی: لیکن صلاۃ الرسول ﷺ کا حاشیہ نگار (غ۔م) بڑی جرأت سے ان لوگوں کو دین کے خیر خواہ نہیں مانتا۔

چونکہ یہ سب لوگ حضرت ابوبکرہؓ کی بخاری والی روایت کی بنیاد پر تسلیم کرتے ہیں کہ رکوع میں شامل ہونے والے کی وہ رکعت شمار ہوگی۔ لیکن پندرھویں صدی کا یہ حاشیہ نگار یہ تسلیم نہیں کرتا بلکہ لکھتا ہے کہ ''حدیث ابی بکرہؓ (بخاری وغیرہ) اس سے یہ ثابت نہیں ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سلام پھیر دیا تھا اور کھڑے ہو کر رکعت نہیں دہرائی تھی، صریح روایات کے خلاف غیر صریح روایات پیش کرنے والے دین کے خیر خواہ نہیں ہیں''۔ (تسہیل الوصول ص ۱۷۶)

غیر مقلد: لیکن مندرجہ بالا حضرات نے روایت ابی بکرہؓ کی بناء پر رکوع میں ملنے والے کی رکعت کو کہاں تسلیم کیا ہے؟ یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی۔ یہ تو ہمارے بڑے پکے لوگ ہیں۔

سنی: یہ حقیقت ہے یا ہوائی؟ اس کے لئے درج ذیل حوالہ جات ترتیب وار ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) شیخ البانیؒ نے روایت ابی بکرہ ثقفیؓ کی بنیاد پر رکوع میں ملنے والے کی رکعت کو شمار کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: سلسلہ صحیحہ ۱/۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۸)

(۲) شیخ ابن باز کا فتویٰ ہے کہ جو امام کو حالت رکوع میں پائے تو وہ امام کے ساتھ رکوع میں چلا جائے گا، اور صحیح قول کے مطابق اس کی رکعت ہو جائے گی، اکثر اہل علم کا

یہی قول ہے، ابوبکرہ ثقفیؓ کے حدیث کی وجہ سے۔(فتاوی علامہ ابن باز ۱/۱۲۵)
(۳) شیخ ابن باز فرماتے ہیں کہ اکثر اہل علم کا یہی قول ہے۔(فتاوی ابن باز ۱/۱۲۵)
(۵) سعودیہ کے قاضی القضاۃ اور مجمع فقہی کے رئیس شیخ عبداللہ بن حمید فرماتے ہیں: ''جس نے امام کے ساتھ رکوع پالیا اُسکو وہ رکعت مل گئی چاہے اس نے فاتحہ نہیں پڑھی۔حضرت ابوبکرۃؓ کی حدیث کی وجہ سے (فتاوی الشیخ عبداللہ بن حمید ص ۱۱۷)
(۴) فتاویٰ ستاریہ میں لکھا ہے کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے۔(۱/۵۵)
اب آپ بتائیں کہ یہ سب کچھ ان کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے یا نہیں؟ نیز ان تصریحات کے باوجود وہ دین کے خیر خواہ نہیں ہیں یا ان کو دین کا خیر خواہ نہ سمجھنے والے دین کے خیر خواہ نہیں ہیں؟

غیر مقلد: پتہ نہیں یہ حاشیہ نگار سوچ کر لکھتے ہیں یا لکھ کر بھی نہیں سوچتے۔

سنی: اچھا یہ بتائیے کہ اگر امام سجدہ کی حالت میں ہو تو نیا مقتدی آ کر قیام ورکوع کر کے امام کیساتھ ملے یا امام جس حالت میں ہو اسی حالت میں شریک نماز ہو جائے؟

غیر مقلد: مقتدی کو امام کی پیروی کرتے ہوئے امام کیساتھ اسی رکن میں شریک ہو جانا چاہیے۔علیحدہ ارکان ادا کر کے جماعت میں شریک ہونا امام کی پیروی کے خلاف ہے، ہماری ''نماز نبوی'' ص ۱۷۶ پر لکھا ہے: ''کسی مقتدی کیلئے جائز نہیں کہ وہ امام کی مخالفت کرے یعنی امام تو رکوع کررہا ہو اور مقتدی قیام کررہا ہو''۔

سنی: لیکن یہ ''مسنون نماز'' کے مصنف نے لکھا ہے کہ امام کے رکوع میں جانے کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھنے کی اجازت نہیں ہے اگر کسی نے قیام کی حالت میں آدھی یا زیادہ سورۃ فاتحہ پڑھ لی ہے تو وہ مکمل کر کے رکوع میں چلا جائے۔(ص ۳۸)
اب سوال یہ ہے کہ امام رکوع میں ہے اور مقتدی کی جو آدھی سورۃ فاتحہ باقی ہے اسے مکمل کر کے رکوع میں جانے کا حکم امام کی پیروی کے خلاف نہیں ہے؟ نیز یہ ایک

مسئلہ بتایا گیا ہے آپ اس کی دلیل پیش کرنا پسند کریں گے؟

غیر مقلد: ''مسنون نماز'' کے مصنف نے سنت سے اس کی کوئی دلیل ضرور پیش کی ہو گی چونکہ وہ ہمارے مایہ ناز صحافی ہیں۔

سنی: یہ کتاب لیں اور ضرور پیش کی ہوئی دلیل دکھائیں۔

غیر مقلد: یہاں تو کوئی دلیل مذکور نہیں اگر ان کے پاس دلیل ہوتی تو لکھ دیتے۔

سنی: امام کے پیچھے اگر مقتدی کی سورہ فاتحہ رہ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ سجدہ سہو کرے یا نہیں؟

غیر مقلد: اس کی نماز نہیں ہوئی چونکہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

سنی: آپ کے فتاویٰ ستاریہ میں ایسے شخص کی بابت یوں لکھا ہے کہ سورۃ فاتحہ کی تلافی سجدہ سہو سے نہیں ہوگی بلکہ فاتحہ ہی پڑھنی پڑے گی اگرچہ دوسری رکعت میں دو بار پڑھے (۱۲۶/۴) کیا آپ ایسی سورۃ فاتحہ کی دلیل پیش کرنا پسند فرمائیں گے؟

غیر مقلد: (پیشانی سے پسینہ پونچھتے ہوئے) آپ مجھے ایک دن کی اجازت دیں تو میں اپنے علماً سے ان مسائل و دلائل کی مزید تحقیق کر کے آؤں۔

سنی: صحیح بخاری و صحیح مسلم سے آپ اپنے موقف پر کوئی متعین اور واضح دلیل پیش نہیں کر سکے اور یہ آپ کے علماً کے بس کا روگ بھی نہیں۔ بہرحال آپ فیصلہ کمیٹی سے اجازت لیکر جائیے۔ اور ہماری صحیح بخاری و مسلم کی مرفوع روایت کے مقابلہ میں اس مسئلہ پر صحیح بخاری و مسلم کی کوئی ایک واضح، صریح اور مرفوع حدیث لائیے۔ اب آپ کو اجازت ہے۔

سنی: روانگی سے قبل ایک جنرل سوال کی اجازت ہو تو عرض کروں۔

غیر مقلد: فرمائیے۔

سنی: خدانخواستہ! کہیں آگ لگ جائے تو فائر بریگیڈ والوں کو بلانے کا کیا طریقہ ہوتا ہے؟

غیر مقلد: ان کے متعلقہ نمبر پر فون کر کے متاثرہ علاقہ کا ایڈریس بتا دیا جائے، تو وہ فوراً وہاں کے لئے روانہ ہو جاتے ہیں۔

سنی: بعض نوجوان شرارت کے طور پر ان کو فون کرتے ہیں اور جب فائر بریگیڈ وہاں پہنچتے ہیں تو اس جگہ پر کچھ بھی نہیں ہوتا۔ ایسے لوگوں کی بابت آپ کی کیا رائے ہے؟

غیر مقلد: کم از کم کہا جا سکتا ہے کہ یہ بدتمیزی اور شرارت ہے۔

سنی: کیا غیر مقلد مصنفین بھی ایسی بدتمیزی کرتے ہیں؟

غیر مقلد: یہ کیا بے ربط قسم کی باتیں ہو رہی ہیں؟

سنی: دراصل ہوا یوں ہے کہ کتاب الصلاۃ کے کیلانی مصنف نے لکھا ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے چاروں رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیے۔ حدیث مسئلہ نمبر ۱۹۰ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ (ص ۸۱)

جب مسئلہ نمبر ۱۹۰ کی طرف رجوع کیا گیا تو اس میں کوئی حدیث ہی مذکور نہیں۔

غیر مقلد: ان تاجر مصنفوں نے ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا۔ اچھا جی اب اجازت۔

☆☆☆☆

غیر مقلد: لیجئے جناب بہت سے دلائل لے کر آ گیا ہوں۔

سنی: دیکھئے جناب آپ ان پڑھ عوام کے دیہاتی مجمع میں تقریر کرنے نہیں آئے کہ اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے لوگوں پر اثر ڈالیں، نہ ہی آپ اہل حدیث نماز کی کوئی کتاب لکھ رہے ہیں کہ اس کے زیادہ صفحے سیاہ کر کے اور بے دلیل دعوے کر کے سادہ لوح عوام کو متائثر کریں۔ جس طرح میں نے آپ کے سامنے صحیح مسلم و بخاری کی ایک واضح حدیث پیش کی ہے آپ بھی صحیح مسلم و بخاری سے صرف ایک واضح حدیث پیش کر دیں، جس میں ارشاد نبوی ہو کہ جب امام پڑھے تو مقتدیو تم بھی پڑھو۔ اور یہ کہ رکوع میں ملنے والے کی رکعت نہیں ہوتی۔

غیر مقلد : صحیح بخاری میں لکھا ہے: **باب وجوب القراءۃ للامام والمأموم فی الصلوت کلھا فی الحضر والسفر ومایجھر فیھا وما یخافت** اس میں امام اور مقتدی کا ذکر ہے اور جہری و سرّی نمازوں کی بھی وضاحت ہے۔

سنی: جناب کیا یہ نبی ﷺ کی حدیث ہے؟

غیر مقلد : ہمارے شیخ الحدیث صاحب نے صحیح بخاری میں سے یہ عربی عبارت لکھ کر دی ہے صفحہ نمبر بھی لکھا ہے، اور ہمارا ہر مصنف وخطیب اس سے استدلال کرتا ہے۔

سنی: جناب یہ امام بخاری کے اپنے الفاظ ہیں جو انہوں نے عنوان اور سرخی کے طور پر لکھے ہیں۔ ایک طرف تو آپ حضراتِ صحابہؓ کے قول کو نہیں مانتے اور جب اپنے مسلکی دعوے پر کوئی دلیل ارشاد پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سے نہیں ملتی تو اڑھائی سو سال بعد کے امام بخاری رحمہ اللہ کے قول میں پناہ ڈھونڈتے ہو۔

نیز امام بخاریؒ نے یہ سرخی قائم کی ہے لیکن انہیں بھی اس دعوے کے مطابق کوئی دلیل نہیں ملی جو اس سرخی کے تحت لکھ سکیں۔ الغرض یہ سرخی پڑھ کر تم سادہ لوح اور عربی سے ناواقف عوام کو تو جال میں پھنسا سکتے ہو۔ ہمیں نہیں۔

غیر مقلد : ہمارے شیخ الحدیث صاحب نے تو بڑے اعتماد سے یہ عبارت لکھ کر دی تھی اور فرمایا تھا کہ ہم تو اسی سے اپنا کام چلا لیتے ہیں۔ لیکن اصل حقیقت مجھ سے اوجھل رکھ کر انہوں نے میرے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی۔ چلیں یہ مولانا سیالکوٹی صاحب نے بخاریؒ کی ایک روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی، فارغ ہو کر ان کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا: کیا تم اپنی نماز میں امام کی قرأت کے دوران میں پڑھتے ہو؟ سب خاموش رہے۔ تین بار آپ ﷺ نے پوچھا۔ پھر جواب دیا: ہاں حضور ﷺ ہم ایسا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: نہ کرو۔ تم میں ہر ایک کو

چاہیے کہ صرف سورۃ فاتحہ آہستہ پڑھ لیا کریں۔(ص۲۰۳) دیکھیں اس میں امام مقتدی اورسورۃ فاتحہ پڑھنے کا واضح ذکر ہے۔

سنی: آپ کے مصنف اور واعظ یہ روایت پڑھ کر اور بخاری کا نام لے کر عوام کو مرعوب کرتے ہیں دیکھئے اس روایت کے نیچے لکھا ہے(جزء القراءۃ للبخاری)جو امام بخاریؒ کا الگ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے اس کی روایت کا معیار ان کی صحیح بخاری والا نہیں ہے۔اس لئے اس میں بہت سی ضعیف اور کمزور روایات بھی موجود ہیں۔یہی وجہ ہے کہ خود انہوں نے اس روایت کو اپنی صحیح بخاری میں فاتحہ خلف الامام والی اس سرخی کے تحت ذکر نہیں کیا۔مگر ایک تم لوگ ہو کہ جہاں بخاریؒ کا نام آیا اس کو استعمال کر کے لوگوں کو یہ تأثّر دیتے ہو کہ یہ صحیح بخاری کی روایت ہے۔

غیر مقلد :یہ تو آپ نے بڑا علمی نکتہ بیان کیا ہے۔میں تو خود اسی غلط فہمی کا شکار تھا اور سچی بات ہے کہ میں کتنی دفعہ صحیح بخاری کی ورق گردانی کر چکا ہوں،لیکن مجھے وہاں یہ حدیث نہیں ملی،آپ کی بات بڑی وزنی ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح بخاری کے معیار کی ہوتی تو امام بخاری اس کو اپنی صحیح بخاری میں جگہ دیتے۔

سنی: الغرض آپ صحیح بخاری ومسلم سے اپنے موقف کی کوئی واضح دلیل پیش کریں۔

غیر مقلد :صحیح بخاری میں تو نہیں ملی البتہ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی یہ ایک روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:"جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں الحمد للہ شریف نہ پڑھی پس وہ ناقص ہے،کہا اس کو تین بار نہیں پوری ہوتی۔حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا:تحقیق ہم ہوتے ہیں پیچھے امام کے تو ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے کہا: پڑھ تو اس کو آہستہ"۔دیکھیے اس میں امام اور مقتدی کے سورۃ فاتحہ پڑھنے کا ذکر ہے۔

سنی: (۱)روایت کا ابتدائی حصہ ارشاد پیمبر ﷺ ہے جس میں امام کے پیچھے سورۃ

فاتحہ پڑھنے کا ذکر نہیں، آخر میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے سوال کے جواب میں فرمایا کہ پڑھ۔ یہ ان کا قول ہے اور صحابی کا قول و فعل تمہارے نزدیک حجت اور دلیل نہیں۔ پھر یہاں کیونکر استدلال ہو رہا ہے؟

(۲) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت جس میں وہ ارشاد پیمبر ﷺ نقل کرتے ہیں کہ ''واذا قرأ فانصتوا'' امام پڑھے تو تم مقتدی چپ ہو جاؤ اور یہی امام مسلم اس حدیث کو اپنی صحیح مسلم **باب التشھد** میں صحیح قرار دیتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کے نقل کردہ اس ارشاد پیمبر ﷺ کو چھوڑ کر قول صحابی میں پناہ تلاش کرتے ہو؟

(۳) یہ قول صحابی ہے اور اس میں ''**اقرأبھافی نفسک**'' کے الفاظ ہیں جس کے معنی دل ہی دل میں غور و تدبر کے ہیں۔ دیکھیے قران کریم میں ہے ''**فأسرھا یوسف فی نفسه**'' (یوسف علیہ السلام نے اِس بات کو اپنے دل میں رکھ لیا۔ ''احسن البیان'' ص ۶۶۵) لہٰذا **فی نفسک** کا یہ معنی کرنا کہ زبان سے آہستہ پڑھ لیا کرو، زیادہ واضح اور حتمی نہیں۔ بلکہ دل میں پڑھنا زیادہ واضح اور مناسب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشہور غیر مقلد عالم محمد اقبال کیلانی نے خود اپنی کتاب ''نماز کے مسائل'' کے مسئلہ نمبر ۱۹۲ کے ذیل میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کے اس قول کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس وقت دل میں پڑھ لیا کرو۔ (ص ۷۹)

نیز ڈاکٹر شفیق الرحمٰن اپنی ''نماز نبوی'' میں اس قول کا ترجمہ کرتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرۃ نے فرمایا! ہاں تو اس کو دل میں پڑھ (ص ۱۵۰، ۱۵۱) مولانا اسماعیل سلفی

نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے کہ دل میں پڑھ۔(رسول اکرم ﷺ کی نماز ص ٦٨)
''احسن البیان'' ص ١ پر ہے:''جی میں پڑھو''۔

جبکہ بعض دوسرے غیر مقلد اس کا ایک اور ترجمہ کرتے ہیں کہ ''آہستہ پڑھ'' گویا اس کے ترجمے میں یہ دونوں احتمال موجود ہیں ۔اور غیر مقلدین کی نماز نبوی (ص١٧٦)پر لکھا ہوا ہے کہ قاعدہ ہے کہ **إذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال.** جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے''۔اس صورتحال میں یہ دلیل کتنی وزنی ہے؟ آپ خود اندازہ کرلیں۔

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زباں میری ہے بات ان کی۔

(٤) صحیح مسلم میں ایک جلیل القدر صحابی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ارشاد بڑا واضح ہے، **عن عطاء بن یسار انه أخبره أنه سأل زیدبن ثابت عن القراء ة مع الامام فقال لاقراء ة مع الامام فی شیء . (صحیح مسلم باب سجود التلاوة)** ...... حضرت عطا بن یسار نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ امام کے ساتھ مقتدی کو بھی قرأت کرنی چاہیے یا نہیں؟ تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کسی مقتدی کو امام کے ساتھ کوئی قرأت نہیں کرنی چاہیے۔اب اگر آپ کو صحیح بخاری و مسلم میں اپنے دعوے کے مطابق ارشاد نبوی نہیں ملا اور آپ نے کسی صحابی کے قول کو بنیاد بنانا تھا تو پھر صحیح مسلم میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول بڑا واضح ہے، آپ اس کو اپنے مسلک کی بنیاد کیوں نہیں بناتے؟

غیر مقلد : جناب آپ صحیح مسلم کا نام لے لے کر رعب نہ جمائیں میں چیلنج سے کہتا ہوں کہ صحیح مسلم تو کجا کسی دوسری حدیث کی کتاب میں بھی کسی صحابی سے اس طرح کی بات ثابت نہیں۔

سنی: محترم آپ نے کس طرح یہ چیلنج کیا اور اتنا بڑا دعویٰ کر دیا؟

غیر مقلد: یہ میرا دعویٰ نہیں جماعت اہل حدیث کی فتویٰ کی مشہور کتاب فتاویٰ ستاریہ میں لکھا ہوا ہے کہ کسی صحابی یا ان کے زمانے کے فرد سے فاتحہ نہ پڑھنا ثابت نہیں (۳۵/۴) آخر ہمارے علمائ یونہی بے پر، کی تو نہیں اڑاتے بڑی تحقیق وجستجو کے بعد کچھ لکھتے یا کہتے ہیں۔

نیز جیسا کہ مولانا عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں۔ حنفیہ کے اس مسئلہ کا قائل ہمیں کوئی صحابی بھی نہیں ملتا، ہم نے بہت سی کتابوں میں جستجو کی کہ کہیں ہمیں ایک ہی صحابی کا قول مل جائے مگر نہیں ملا تو اس سے خطرہ اور بڑھ گیا کیونکہ فاتحہ کے بغیر نماز نہ ہونے کے تو بہت سے صحابہ قائل ہیں اور نماز ہونے کا قائل ایک صحابی بھی نہیں ملتا۔ (امتیازی مسائل ص ۵۱)

سنی: آپ کے علماء اپنے ہی لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک سکتے ہیں، اور یہ آپ حضرات کا داخلی معاملہ ہے۔ جہاں تک ان کے دعوے کی صداقت کا تعلق ہے تو یہ لیجیئے صحیح مسلم اور باب **سجود التلاوۃ** میں ملاحظہ فرمایئے ایک صحابی حضرت زید بن ثابتؓ کی یہ روایت۔ اب آپ اپنے علماء کی بابت خود ہی فیصلہ فرمائیں۔ ہم تو یہی کہہ سکتے ہیں۔

جن کو حاصل بصیرت نہ نور نظر اُن کے آنگن کا چندنا فریب نظر

نیز

رہِ حیات میں جو بھٹک رہے ہیں ہنوز بزعم خویش وہ اٹھے ہیں رہبری کے لئے

غیر مقلد: میرا سر شرم سے جھکا جا رہا ہے، پتہ نہیں ہمارے علمائ بے پر کی کیوں اڑاتے ہیں؟ اچھا تو ابوداؤد ترمذی کے حوالے سے مولانا سیالکوٹی نے حضرت عبادہ بن صامتؓ کی یہ روایت نقل کی ہے جس میں با جماعت نماز کے تذکرہ میں ارشاد نبوی ہے **لاتفعلوا إلا بفاتحه الكتاب فانه لاصلاة لمن لم يقرأبها** نہ کیا کرو تم سوائے سورۃ فاتحہ کے کیونکہ یقیناً نماز نہیں اس شخص کی جو نہ پڑھے سورۃ فاتحہ۔ (صلاۃ الرسول ص:۲۰۱)

سنی: آپ نے صحیح بخاری وصحیح مسلم سے حدیث پیش کرنی تھی جب وہاں کچھ نہ ملا تو سنن ابوداود تک آ گئے۔ جبکہ اس روایت کی سند میں آٹھ قسم کا اضطراب ہے اور اس کے متن میں تیرہ قسم کا اضطراب ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں۔(معارف السنن شرح سنن الترمذی ۲۰۲/۳)

(۱) امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں: اس حدیث کو ائمہ حدیث نے مختلف اسباب کی بناء پر ضعیف وکمزور قرار دیا ہے۔ حتی کے امام بخاری کے استاذ امام احمد اور دوسرے ائمۃ احادیث نے بھی اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۸۶/۲۳)

(۲) آپنے طے کیا ہے اور آپ لوگوں کو بھی یہی باور کراتے ہیں کہ جب کوئی حدیث صحیح بخاری ومسلم میں آ جائے تو پھر ہم اس کو اپنا لیتے ہیں اور اس کے مقابلے میں دوسری کتابوں والی حدیث کو نہیں اپناتے تو پھر یہاں اپنے اس مسلّمہ اصول کی خلاف ورزی کیوں ہو رہی ہے؟ کہ صحیح مسلم کی حدیث ''واذاقرأ فانصتوا '' کو چھوڑ کر ابوداؤد وترمذی کی ضعیف حدیث کو بنیاد بنا رہے ہیں۔ اب اگر آپ نے صحیح بخاری ومسلم کے علاوہ دیگر کتابوں سے اپنے دلائل بیان کرنے ہیں تو ان میں آپ کی پختہ ترین دلیل حضرت عبادۃ رضی اللہ عنہ والی یہ روایت ہے جس کا مختصر حال میں نے بیان کر دیا۔ اب اگر آپ کو اس طرح کی مزید دلیلیں پیش کرنے کا شوق ہے تو یہ موضوع بہت طویل ہو جائے گا۔ آپ کا یہ موقف کہ رکوع میں شامل ہونے والے کی وہ رکعت شمار نہیں ہو گی اس کی کوئی دلیل لائے ہیں؟ واضح رہے کہ ایسے شخص کی رکعت ہو جانے کی دلیل میں نے صحیح بخاری سے پیش کی تھی۔

غیر مقلد: ارشاد پیمبر ﷺ سے تو کوئی دلیل نہیں ملی البتہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا قول ہے جس میں امام کے ساتھ حالت قیام میں شامل ہونے کو رکعت شمار کرنے کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔

سنی: ☆ اولاً: تو یہ قول صحابی ہے جو آپ کے نزدیک حجت نہیں۔ پھر یہاں استدلال کیسا؟

☆ ثانیاً: تمہارا اصول ہے کہ حدیث مرفوع کے مقابلہ میں قول صحابی پر عمل نہیں ہوگا۔ پھر یہاں اپنے ہی اصول کی مخالفت کیوں؟

☆ ثالثاً: شیخ البانی لکھتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ کا قول صحابہؓ کے دیگر اقوال کے مخالف ہونے کے ساتھ ساتھ ضعیف بھی ہے اور دوسرے قول میں قیام کی شمولیت کی بابت شیخ البانی لکھتے ہیں کہ یہ قول صحابہ کے دوسرے آثار کے مخالف نہیں بلکہ ظاہر میں ان کے موافق ہے البتہ اس میں امام کے ساتھ قیام کی حالت میں شامل ہونے کی شرط عائد کی ہے اور ہمیں اس کی کوئی وجہ نہیں ملی اور دیگر جن صحابہ نے ان کی مخالفت کی ہے وہ ان سے زیادہ فقیہ ہیں اور تعداد میں بھی زیادہ ہیں۔ (السلسلة الصحيحة ۱/۴۰۳، ۴۰۴)

سنی: آپ کے حاشیہ نگار نے حضرت ابوبکرہؓ والی روایت کی بناء پر رکوع میں شامل ہونے والے کی رکعت کو شمار کرنے والوں کی بابت لکھا کہ وہ دین کے خیر خواہ نہیں۔ اب آپ مزید تحقیق کر کے آئے ہیں تو بتائیں کہ شیخ بن باز، شیخ البانی جمہور اہل علم اور جماعت غرباء اہل حدیث دین کے خیر خواہ نہیں ہیں یا خود یہ حاشیہ نگار؟

غیر مقلد: یہ فیصلہ صادر کرنا میرے بس کی بات نہیں۔

سنی: یقیناً چونکہ چوٹ اپنوں پر بھی لگ رہی ہے نیز شاید ڈر کی وجہ سے آپ بے باکی سے فیصلہ صادر نہیں کر پائے۔ ابھی اگر آپ سے دوسروں کی بابت سوال ہوتا تو آپ جھٹ سے فتویٰ صادر کرتے کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی تم ایسے ہو اور ایسے ہو۔

اچھا امام رکوع میں ہو اور مقتدی کی آدھی سورہ فاتحہ باقی ہو تو وہ مکمل کر کے رکوع میں جائے۔ اس کی کوئی دلیل لائے ہو؟

غیر مقلد: تلاش بسیار کے باوجود نہیں ملی۔

سنی: جس مقتدی کی سورہ فاتحہ رہ جائے وہ دوسری رکعت میں دو دفعہ سورۃ فاتحہ پڑھے،اس مسئلہ کی کوئی دلیل پیش کرنا پسند کریں گے۔

غیر مقلد: معذرت خواہ ہوں دلیل کی تلاش جاری ہے۔

سنی: بہتر ہوگا کہ اب ہم موقر کمیٹی کو فیصلہ کی دعوت دیں۔

فیصلہ کمیٹی: ہم جانبین کی گفتگو سننے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ:

(۱) سنی نے اپنے دعوے کے مطابق صحیح مسلم کی حدیث پیش کی جس میں امام پڑھے تو مقتدی کو خاموش رہنے کا حکم ہے جبکہ غیر مقلد اپنے دعوے کے مطابق صحیح مسلم و بخاری کی کوئی صحیح حدیث پیش نہیں کر سکا جس میں ارشاد نبوی ہو کہ امام پڑھے تو تم بھی پڑھو۔اس کے باوجود ہمیں افسوس ہے کہ بعض غیر مقلد علماء نے اپنے فرقہ کو ورغلاتے ہوئے احناف کے دلائل کو کمزور قرار دیا ہے جبکہ وہ صحیح مسلم میں ہیں اور بعض علماء نے یہ تأثر دیا کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے والے حدیث کی بجائے امام کے قول کو بنیاد بناتے ہیں۔

(۲) صحیح بخاری میں حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ والی روایت باجماعت نماز میں مقتدی کے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کی بابت بڑی واضح ہے کہ جو رکوع میں شریک ہو اس کو وہ رکعت مل جاتی ہے باوجودیکہ اس نے فاتحہ نہیں پڑھی۔ہمیں افسوس ہے کہ ایک غیر مقلد عالم نے **ولا تعد** کا غلط معنی لکھ کر حدیث کی معنوی تحریف کی ہے اور اپنے آپ کو حدیث کے مطابق بدلنے کی بجائے حدیث کو اپنے مطابق بدلنے کی کوشش کی۔نیز صلاۃ الرسولؐ کے ایک حاشیہ نگار نے اس حدیث کو مدرک رکعت کے لئے پیش کرنے والوں کی بابت لکھا ہے کہ وہ دین کے خیر خواہ نہیں۔اور اس طرح اس نے امت اسلامیہ کے جمہور اہل علم کی شان میں گستاخی کی ہے۔

(۳) غیر مقلدین نے صحیح مسلم کی مکمل حدیث **لاصلوۃ لمن لم یقرأبأم القران فصاعداً** میں سے آدھی کا اقرار اور آدھی کا انکار کیا، بلکہ جب دیکھا کہ حدیث کے اس بقیہ حصہ سے ان کے موقف کی عمارت دھڑام سے نیچے گر جاتی ہے تو انہوں نے اس کے مفہوم اور معنی کی تحریف سے بھی گریز نہیں کیا۔

(۴) جب غیر مقلد صحیح مسلم و بخاری سے اپنے دعوے پر ارشاد نبوی پیش کرنے سے عاجز آ گیا تو اس نے قول صحابی کا سہارا لیا۔ جبکہ خود ان کے ہاں قول صحابی حجت نہیں۔ نیز وہ قول صحابی بھی ان کے موقف کی بابت واضح نہیں ہے۔ چونکہ خود اس کے علماء نے لکھا ہے کہ **اذاجاء الاحتمال بطل الاستدلال** کہ جب احتمال آ جائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔

(۵) ہمیں افسوس ہے کہ بعض غیر مقلد علماء نے یہ غلط بیانی کی کہ: فاتحہ نہ پڑھنا کسی صحابی سے ثابت نہیں۔ جبکہ صحیح مسلم میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ارشاد بڑا واضح ہے۔

(۶) آخر میں غیر مقلد چاہتا تھا کہ اسے صحیح مسلم و بخاری کے علاوہ دیگر کتب سے دلائل پیش کرنے کا موقع دیا جائے۔ اس میں سے بھی اس نے اپنی مضبوط ترین دلیل پیش کی ہے جو کہ بہت ضعیف اور کمزور ہے۔ جس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس کی جھولی میں مزید کیا کچھ ہے؟ اور اب اس نے ایسی ہی روایتیں پیش کرنی ہیں تو اسے مزید موقع دینا بلاوجہ بحث کو طول دینے کے مترادف ہے۔ لہٰذا ہم نے یہ فیصلہ سنانا مناسب سمجھا تا کہ اس کے بعد دیگر مسائل کو سنا جا سکے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

"آمین" ایک نئے تناظر میں

غیر مقلد : آمین اونچی کہنے کا مسئلہ ہمارے پانچ امتیازی اور مرکزی مسائل میں سے ہے جس کا تذکرہ ہم اپنی اکثر تقریروں، تحریروں اور نجی مجلسوں میں کرتے رہتے ہیں۔ اب آپ دیکھئے گا کہ دلائل کی کثرت وقوت سے رَن کانپ اٹھے گا۔

سنی: آمین کی بابت آپ اپنا موقف بیان کرنا پسند کریں گے۔

غیر مقلد: بالکل جی۔ دیکھیں حضرت مولانا سیالکوٹی صاحبؒ نے صلاۃ الرسول ص ۱۹۵ پر آمین کی بابت بڑا واضح موقف بیان کیا ہے، پھر چند علمائے اہل حدیث نے مل جل کر نماز نبوی کے نام سے جو کتاب لکھی ہے اس میں بھی اسی عبارت کو دہرایا ہے۔ میں اسی عبارت کو نمبر وار پیش کرتا ہوں۔

(۱) جب آپ اکیلے نماز پڑھ رہے ہوں تو آمین آہستہ کہیں۔

(۲) جب ظہر اور عصر امام کے پیچھے پڑھیں تو پھر بھی آہستہ ہی کہیں۔

(۳) لیکن جب آپ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے ہوں تو جس وقت امام ولا الضالین کہے تو آپ کو اونچی آواز سے آمین کہنی چاہیے۔

(۴) بلکہ امام بھی سنت کی پیروی میں آمین پکار کر کہے۔

(۵) نیز نماز نبوی میں یہ بھی لکھا ہے کہ:
مقتدیوں کو امام کے آمین شروع کرنے کے بعد آمین کہنی چاہیے۔

(۶) اس کے حاشیہ میں لکھا ہے: امام سے پہلے یا بعد میں اونچی آمین کہنا درست نہیں۔

(۷) اگر امام بلند آواز سے آمین نہ کہے تو مقتدی حضرات کو آمین کہہ دینی چاہئے۔ (نماز نبوی۔۱۵۱)

سنی: آپ کے علماء نے بڑی وضاحت سے اپنا موقف بیان کیا ہے جس میں سات

مختلف دعوے ہیں، اب میں گذارش کروں گا کہ آپ ترتیب وار ہر ہر دعوے کی ایک ایک دلیل صحیح بخاری و مسلم سے پیش کریں یا ایک ایسی جامع حدیث پیش کر دیں جس میں ساتوں دعووں کی دلیل اور ثبوت ہو۔

غیر مقلد: پہلے اور دوسرے دعوے کی دلیل پیش کرنے کی تو مجھے ضرورت نہیں چونکہ اس میں ہم اور آپ مشترک ہیں۔

سنی: یہ آپ کا عملی تضاد ہے۔ ایک طرف تو آپ ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ تمہاری نماز خلاف سنت ہے۔ لیکن جب خود آپ سے دلیل کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو آپ یہ کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس میں ہم آپ مشترک ہیں، یوں تو تم ہمارے مقلد ہو گئے۔ نیز جب تمہارے پاس اس عمل کی دلیل نہیں تو تمہارا یہ عمل بلا دلیل ہے۔

غیر مقلد: جی میں ایک فیصلہ کن صحیح حدیث پیش کرتا ہوں جس سے آمین اونچی کہنا روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا۔ ''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو گئی تو اُس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔'' (صحیح بخاری) اس کے ذیل میں ''مسنون نماز'' کے مصنف نے لکھا ہے کہ: اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام اور مقتدی دونوں کو آمین اونچی آواز سے کہنا چاہیے۔ (ص ۴۸)

سنی: ایمانداری سے بتاؤ کہ اس میں امام اور مقتدی کا اونچی آمین کہنے کا تذکرہ کہاں ہے؟ ذرہ غور تو کرو کہ:

(۱) کیا تم نے کبھی فرشتوں کی اونچی آمین کی آواز سنی ہے۔ اب سوچو تو سہی کہ اونچی آمین کہنے میں فرشتوں کی موافقت ہوتی ہے یا آہستہ آمین کہنے سے؟

(۲) نیز اگر تم نے اس حدیث سے استدلال کرنا ہے تو پھر آمین کی طرح ربنا لک

الحمد بھی بلند آواز سے کہا کرو، چونکہ جن الفاظ حدیث سے تم نے اونچی آمین کا استدلال کیا ہے بعینہ یہی الفاظ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں **اللھم ربنا لک الحمد** کے بارے میں بھی وارد ہوئے ہیں، ملاحظہ ہو: ارشاد نبوی ہے:

جب امام **سمع الله لمن حمده** کہے تو تم **اللھم ربنا لک الحمد** کہو جس کا یہ قول فرشتوں کے قول کے موافق ہو گیا اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۷۹۶، ۳۲۲۸، صحیح مسلم حدیث نمبر ۹۱۳)۔

(۳) نیز اگر تم نے اس حدیث سے اونچی **آمین** کا نتیجہ نکالنا ہے تو پھر یہ تو بتاؤ کہ صرف فرض نماز کی ۱۷ سترہ رکعات میں سے چھ رکعتوں میں تو تم نے اونچی آمین کہہ کر فرشتوں کی موافقت کر لی۔ باقی ۱۱ رکعات میں آہستہ **آمین** کہہ کر فرشتوں کی جو مخالفت مول لی اس کا سہرہ کس کے سر بندھے گا؟ اور اگر ۱۷ فرض اور ۱۲ سنت مؤکدہ اور ۳ وتر کی کل بتیس رکعات جمع کر لیں تو چھ میں اونچی آمین کہہ کر بقیہ چھبیس رکعات میں آہستہ آمین کہہ کر فرشتوں کی آمین کی مخالفت کا مرتکب کون ٹھہرے گا؟

(۴) جب روایت کے اصل الفاظ آپ کے حق میں نہیں ہیں تو آپ کے ایک کیلانی مصنف نے ترجمہ میں بریکٹ کا اضافہ کر کے اس روایت کو اپنے حق میں کرنے کی کوشش کی ہے۔ ملاحظہ ہو: ''الفاظ حدیث ہیں ''**فإنه من وافق تأمينه تأمين الملائكة** ...... جس کی آمین (کی آواز) فرشتوں (کراماً کاتبین) کی آمین سے موافق ہوگئی۔'' (کتاب الصلاۃ۔۸۰)

میرے اللہ کو حاضر و ناظر جان کر بتاؤ کہ یہ پہلا اور دوسرا بریکٹ حدیث کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے؟ بقول شاعر:

ع خود بدلتے نہیں ارشاد بدل دیتے ہیں

غیر مقلد: مجھے تعجب ہے کہ ہمارے یہ مصنفین ایسا کیوں کرتے ہیں؟

نیز آپ کی یہ باتیں سن کر تو مجھے اپنے اوپر تعجب ہو رہا ہے کہ ان احادیث کا مفہوم سمجھنے میں ہم اتنی گہرائی تک نہ پہنچ سکے کہ واقعی ہم نے تو فرشتوں کی آمین کی آواز کبھی نہیں سنی پھر اس سے اونچی آمین پر استدلال کیسا؟ نیز اگر اس سے استدلال کرنا ہے تو پھر **ربنا لک الحمد** کو بھی اونچی کیوں نہیں کہا جاتا؟ کہ دونوں حدیثوں کے الفاظ یکساں ہیں، اور آپ کی تیسری بات بھی بڑی وزنی ہے کہ بتیس رکعات میں سے صرف چھ رکعتوں میں اونچی آمین کہہ کر ہم سمجھتے ہیں کہ حدیث پر عمل ہو گیا۔ لگتا یوں ہے کہ حدیث شریف کے الفاظ تو ہمارا ساتھ نہیں دے رہے تھے لہٰذا ہمارے بعض مصنفوں نے اپنے پاس سے بریکٹ لگا لگا کر اس کا مفہوم اپنے حق میں بنانے کی کوشش کی۔

سنی: الغرض آپ اپنے سات دعوے صحیح بخاری و مسلم سے ثابت کریں۔

غیر مقلد: ساتوں دعووں پر ہماری کتابوں میں صحیح بخاری و مسلم کے دلائل مذکور نہیں، البتہ اگر آپ اجازت دیں تو متفرق دعووں پر مختلف کتب کے دلائل پیش کر دوں۔

فیصلہ کمیٹی: ہماری طرف سے اجازت ہے۔ بشرطیکہ ان سات دعووں کی دلیل میں کم از کم ایک جامع صحیح حدیث یا سات علیحدہ حدیثیں پیش کریں۔

روایت ابن زبیر رضی اللہ عنہ

غیر مقلد: شکریہ پہلے اور دوسرے دعوے پر ہماری کتابوں میں کوئی حدیث نہیں مل رہی، البتہ تیسرے اور چوتھے دعوے کی بابت صحیح بخاری میں ہے کہ **أمن ابن الزبير و من وراءه حتى إن للمسجد للجة**۔

سنی: (ا) صحابہؓ کا عمل تمہارے نزدیک دلیل شرعی نہیں پھر یہاں استدلال کیسا؟

(۲) یہ روایت معلق ہے اس لیے امام بخاریؒ نے اس کو عنوان باب میں ذکر کیا ہے،

احادیث وروایات کے ضمن میں نہیں۔ نیز اونچی آمین کہنے کی بابت کوئی روایت امام بخاری کے معیار کے مطابق نہیں تھی لہٰذا اِس باب میں اس کا ذکر نہیں کیا۔ اور جو روایت ذکر کی ہے اس میں اونچی آمین کا ذکر نہیں ہے۔

(۳) اب آپ عربی عبارت اور ترجمہ پر غور کریں کہ حکیم سیالکوٹی صاحبؒ نے اس روایت میں کیا کرتب دکھائے ہیں؟

☆ مندرجہ بالا روایت کے پہلے جملے کا ترجمہ ہے: حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور ان کے مقتدیوں نے آمین کہی۔ جب کہ حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ اتنی بلند آواز سے کہی۔ آپ بتائیں کہ یہ جملہ ''اتنی بلند آواز سے'' کس عربی لفظ کا ترجمہ ہے؟

☆ اس میں ہے کہ ابن زبیرؓ اور ان کے مقتدیوں نے آمین کہی۔ حکیم سیالکوٹی صاحب نے ترجمہ کیا کہ: کہا کرتے تھے۔ (صلاۃ الرسول ۱۹۷) یعنی ماضی مطلق کو ماضی استمراری بنادیا۔

☆ **لجة** کا معنی گونج کس بناء پر کیا ہے؟

☆ ترجمہ کے بعد انہوں نے اس روایت کو مسجد نبوی سے جوڑ دیا (ص ۱۹۷)

☆ یہ جوڑ کس بناء پر ہے؟ جبکہ اسی کتاب کا حاشیہ نگار لکھتا ہے کہ ''مسجد سے مراد مسجد حرام ہے'' (القول المقبول ۳۶۳)

نیز تمہاری کتاب ''امتیازی مسائل'' میں اس روایت کے ترجمہ کے دوران بریکٹ لکھا ہے (مکہ کی مسجد میں) (ص ۷۲)

ایک روایت کی تشریح میں ایک ہی مسلک کے غیر مقلدین کا اتفاق نہیں، مصنف اس کو مسجد نبوی سے جوڑتا ہے تو حاشیہ نگار اسے مسجد حرام سے وابستہ کرتا ہے۔ کون صحیح اور کون غلط؟ جو لوگ ایک روایت کی تشریح پر ہی متفق نہیں ہو سکتے وہ امت کو خاک متفق کریں گے؟

(۵) قطع نظر اس سے کہ اس روایت کا تعلق مسجد نبوی شریف سے نہیں ۔ پھر بھی اس روایت کے ذیل میں حکیم صاحب لکھتے ہیں: اس روز سے لیکر آج تک مسجد نبوی آمین کی آواز سے گونج رہی ہے حاجیوں سے پوچھ لیں'' (صلاۃ الرسول ص ۱۹۷)۔

یہ لکھتے ہوئے نہ جانے حکیم صاحب بھول گئے یا وہ لوگوں کو بھلانا چاہتے ہیں کہ:

☆ مسجد نبوی شریف میں حنفی شافعی مالکی اور حنبلی سبھی نماز ادا کرتے ہیں اب اگر دولاکھ نمازیوں میں سے چند ہزار شافعی اور حنبلی اونچی آمین کہیں تو یوں محسوس ہوگا کہ پوری مسجد سے آواز آرہی ہے۔ دوسری طرف انہیں ہزاروں نمازیوں کا آہستہ آمین کہنا دکھائی نہیں دیتا۔ تم بھی عجیب ہو کہ مسجد نبوی شریف میں اونچی آمین تو تمہیں سنائی دیتی ہے اور قابل تقلید دکھائی دیتی ہے جبکہ ان ائمہ حرمین شریفین کا مقلد ہونا، رمضان میں بیس تراویح ادا کرنا، تین وتر پڑھنا، نماز جنازہ آہستہ پڑھنا، جمعہ کی دو اذانیں دینا اور دونوں خطبہ عربی میں دینا، یہ سب کام بھی چودہ سو سال سے مسجد نبوی شریف میں ہو رہے ہیں۔ ذرہ ان کی تصدیق بھی حجاج وزائرین سے اور ڈائریکٹ ٹی وی پروگرام سے کر کے اپنی مسجدوں کو مسجد نبوی شریف والے اعمال سے آباد کرلو۔ ورنہ ہم بجا طور پر پوچھ سکتے ہیں کہ آمین کے حوالہ سے تمہارا وضع کردہ اصول قابل عمل ہے تو وہی اصول اِن بقیہ اعمال میں نا قابل عمل کیوں ہوگیا؟ بقول شاعر:

جو آمین بالجہر کا شوق ہو ☆ حرم کے عمل کو بنائیں دلیل
کریں بات ہم جب تراویح کی ☆ پلٹ کر یہ کرنے لگیں قال وقیل

کچھ حدیث وائلؓ کی بابت

غیر مقلد : آپ نے پہلی دفعہ میری توجہ اس اہم نکتہ کی طرف مبذول کرائی ہے ہمیں سنجیدگی سے اس پر غور کرنا چاہیئے۔ چلیں یہ دیکھیں حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت سے

صاف معلوم ہوتا ہے کہ آمین اونچی کہنی چاہئے کہ "رسول اللہ ﷺ نے پڑھا غیر المغضوب علیھم و لا الضالین پھر کہا: آمین اور دراز کی اس کے ساتھ آواز اپنی" یہ ہمارے چوتھے دعوے کی دلیل ہے۔

سنی: آنحضور ﷺ سورۃ فاتحہ سے پہلے اور بعد ذرہ سکوت فرماتے، حضرت وائل بن حجرؓ چونکہ دین سیکھنے آئے تھے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے آمین اونچی کہہ کر سمجھایا کہ فاتحہ کے بعد والے سکوت میں یہ کلمہ کہا جاتا ہے۔

اچھا یہ بتائیں کہ امام ابن قیمؒ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

غیر مقلد: وہ امام ابن تیمیہؒ کے بڑے شاگرد ہیں اور امام ابن تیمیہؒ کے بعد ہمارے نزدیک ان کا بڑا مقام ہے۔

سنی: تو لیجئے میں امام ابن قیمؒ کی تحقیق پیش کرتا ہوں کہ امام بعض دفعہ آہستہ پڑھی جانے والی چیزوں کو اونچا پڑھتا ہے، صرف مقتدیوں کی تعلیم کیلئے اور امام کے اونچی آمین کہنے کو بھی اس میں شمار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو وہ دعا قنوت کی بابت لکھتے ہیں: **فإذا جھر به الإمام أحیانا لیعلم المأمومین فلا بأس بذلک، فقد جھر عمرؓ بالافتتاح لیعلم المأمومین و جھر ابن عباس بقراءۃ الفاتحة فی صلاۃ الجنازۃ لیعلمھم أنھا سنة و من ھذا أیضا جھر الإمام بالتأمین و ھذا من الاختلاف المباح الذی لا یعنف فیه من فعله و لا من ترکه......** (زاد المعاد. فصل فی قنوته ﷺ فی الصلاۃ)

اگر امام کبھی دعاء قنوت اونچی پڑھ لے مقتدیوں کو بتانے کیلئے تو اس میں کوئی حرج نہیں، حضرت عمرؓ نے سبحانک اللھم اونچی آواز سے پڑھا مقتدیوں کو بتانے کے لئے اور حضرت ابن عباسؓ نے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ اونچی پڑھی تا کہ مقتدیوں کو بتائیں کہ یہ سنت ہے اور اسی طرح ہے امام کا اونچی آمین کہنا اور یہ مباح اختلاف میں سے ہے جس کے کرنے اور چھوڑنے پر اعتراض نہیں کیا جائے گا۔

غیر مقلد: بہرحال اس روایت میں آمین اونچی کہنے کا ذکر تو ہے نا؟

سنی: بالفرض اگر اس سے اونچی آمین پر استدلال کرنا ہی ہے تو اس میں امام کے اونچی آمین کہنے کا ذکر ہے مقتدیوں کے اونچی آمین کہنے کا اس میں کچھ تذکرہ نہیں ہے۔ اسی لیے آپ کے ممدوح عالم شیخ البانی لکھتے ہیں **وإنی لألاحظ أن الصحابة رضی الله عنهم لو کانوا یجهرون بالتأمین خلف النبی ﷺ لنقله وائل بن حجر وغیره ممانقل جهره ﷺ فدل ذلک علی أن الإسرار به من المؤتمین هو السنة فتأمل** (سلسلہ احادیث صحیحہ ۱/۵۶۷)

ترجمہ: اور بلا شک وشبہ میں تاکید کے ساتھ یہ وضاحت کرتا ہوں کہ اگر نبی اکرم ﷺ کے مقتدی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اونچی آمین کہتے ہوتے تو حضرت وائل بن حجرؓ وغیرہ جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی اونچی آمین کا ذکر کیا ہے وہ صحابہؓ کی اونچی آمین کا ذکر بھی ضرور کرتے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مقتدیوں کا آہستہ آمین کہنا ہی سنت ہے۔

ابن عباسؓ کی روایت

غیر مقلد: لیکن آپ کو اونچی آمین سے نہیں چڑنا چاہئے۔ چونکہ مولانا سیالکوٹی صاحبؒ نے صلاۃ الرسول ص ۱۹۹ پر لکھا ہے کہ: آمین اونچی سے یہودیوں کو چڑتھی اور وہ نفرت کرتے تھے اور ہمیں یہود کی مخالفت کرنی چاہئے۔

سنی: حکیم صاحبؒ نے اتنی بڑی بات کس بنیاد پر کہہ دی؟

غیر مقلد: مولانا سیالکوٹی صاحبؒ کی خوبی یہ ہے کہ وہ ہر بات حدیث کو بنیاد بنا کر لکھتے ہیں۔ دیکھئے وہ ابن ماجہ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس قدر یہود آمین (اونچی) سے چڑتے ہیں اتنا کسی اور چیز سے نہیں" (ص ۱۹۹)

تحریف حدیث

سنی: احادیث کے مفہوم ومعانی کی تحریف میں حکیم صاحبؒ کو کتنے سال کا تجربہ تھا؟

غیر مقلد: یہ کیا بے معنی و بے ربط سوال کر دیا؟

سنی: محترم بگڑیں نہیں، میں ابھی عرض کرتا ہوں کہ حکیم صاحبؒ نے اس حدیث کا کیا حشر کیا ہے؟ یہ دیکھیں ابن ماجہ کی حدیث:

"قال النبی ﷺ ماحسد تکم الیھود علی شیء ماحسدتکم علی آمین

" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس قدر یہود آمین سے چڑتے ہیں اتنا کسی اور چیز سے نہیں" اب آپ ایمانداری سے بتائیں کہ حکیم صاحبؒ نے بریکٹ میں (اونچی) کا لفظ کس بنیاد پر بڑھایا؟ کیا یہ حدیث کے مفہوم میں تحریف نہیں؟ جبکہ حکیم صاحب نے اپنی دوسری کتاب: سبیل الرسول میں تو تحریف کی حد کر دی، وہاں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: "یہود نے اتنا حسد تم سے کسی بات میں نہیں کیا جتنا کہ آمین پکار کر کہنے میں کرتے ہیں سو تم بہت پکار کر آمین کہو تا کہ اور زیادہ جلیں"۔ کیا تم اصل عربی فرمان نبوی پر عمل پیرا ہو یا تحریف شدہ سیالکوٹی مفہوم کو فرمان نبوی کا درجہ دے رہے ہو؟! اور ریت کے محل تعمیر کر رہے ہو اور خوش فہمی میں جھوم جھوم کر پڑھتے ہو۔

ساڈا مسلک اہل حدیث وے سانوں لوگ وہابی کیندے نے

جاگو! کب تک سوئے رہو گے؟ غیر مقلدیت کے نام پر کب تک اندھے مقلد بنو گے؟ سنبھل جاؤ ورنہ قبر میں یہ عذر کارگر نہ ہوگا کہ ہم حکیم صاحب وغیرہ کی اندھی تقلید اور ان کی تحریروں پر اعتماد کرتے تھے۔

غیر مقلد: مجھے تعجب ہے کہ مولانا سیالکوٹی نے ایسا کیوں کیا؟

سنی: تا کہ تم جیسے عربی سے ناواقف لوگوں کو اصل حدیث کا غلط مفہوم پڑھا کر یہ باور

کرائیں کہ انکا مزعومہ موقف حدیث سے ثابت ہے، اور ایک تم لوگ ہو کہ ان پر اعتماد کرتے ہو اور ان کی اندھی تقلید کرتے ہوئے ان کے تحریف شدہ ترجمے اور مفہوم کو حدیث سمجھ کر آہستہ آمین کہنے والوں پر فتوے لگاتے ہو۔ بقول شاعر:

کہہ رہے تھے میاں نام تھا منچلے　　رات ہی میرے پاپا تو سلفی ہوئے
رات گذری نہ تھی مجتہد بن گئے　　اور فتویٰ بھی لوگوں کو دینے لگے

الغرض آپ کو حکیم سیالکوٹی صاحبؒ پر تعجب ہے، جبکہ مجھے غیر مقلدین کے تمام علماء پر تعجب ہے کہ انہوں نے ان تحریفات پہ کیوں چپ سادھ رکھی ہے؟ خصوصاً اس کتاب کے تینوں حاشیہ نگاروں نے۔

قریب یارو ہے روز محشر چھپے گا کشتوں کا خوں کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین تک

مزید ملاحظہ ہو کہ آپ کے مصنفوں نے اس حدیث کا کیا حشر کر رکھا ہے؟

یہودیوں کو چڑانا: آپ کے مصنفین یہ تاثر دیتے ہیں کہ اونچی آمین کہنے سے یہودی چڑتے ہیں آہستہ آمین سے نہیں۔ ملاحظہ ہو: شیخ الحدیث جانباز صاحب لکھتے ہیں: بلند آواز سے آمین وسلام کہنے سے بہت سی آوازیں مل جاتی ہیں جس سے اسلامی وحدت کی نمائش ہوتی ہے اس لئے یہود کو حسد آتا ہے ورنہ آہستہ میں کچھ معنی نہیں چونکہ سنا ہی کچھ نہیں تو حسد کس بات پر؟ صلاۃ المصطفیٰ ﷺ (ص ۱۵۰)

آپ کے ایک اور مولانا صاحب لکھتے ہیں: ظاہر ہے سلام بھی بالجہر کہی جاتی ہے پس آمین ویسے ہی ہونی چاہئے یعنی جہری اور حسد بلا سماع غیر ممکن ہے۔ (خاتمہ اختلاف ۴۶)

صلاۃ الرسول ﷺ کا ایک حاشیہ نگار لکھتا ہے: ظاہر ہے سلام کی طرح آمین اونچی آواز سے کہی جائیگی تو یہودی حسد کریں گے، اگر آہستہ کہیں گے تو یہودیوں کو کیسے پتہ چلے گا کہ مسلمانوں نے آمین کہی ہے؟ (تسہیل الوصول ص ۱۶۲)۔

الفاظ حدیث میں جہر اور اونچی کا لفظ نہیں یہ تم نے ترجمہ وتشریح میں خود بڑھایا ہے، اور اونچی آمین کو حسد کے ساتھ خاص کر دیا ہے، لہٰذا پانچ نمازوں کی سترہ رکعات فرض میں تم صرف چھ رکعات میں اونچی آمین کہہ کر چھ دفعہ یہودیوں کو چڑاتے ہو اور گیارہ رکعات میں آہستہ آمین کہہ کرانہیں نہیں چڑاتے۔اسی طرح بارہ سنت مؤکدہ اور وتر میں بھی تم آہستہ آمین کہہ کر یہودیوں کو نہیں چڑاتے۔گویا صرف فرض سنت مؤکدہ اور وتر کی کل ۳۲ بتیس رکعات میں سے صرف چھ رکعتوں میں یہودیوں کو چڑاتے ہو چھبیس رکعتوں میں نہیں۔(نوافل اس کے علاوہ ہیں) نیز اکیلا غیر مقلد نمازی تو بتیس رکعتوں میں بھی آمین آہستہ کہتا ہے تو گویا وہ تو اس حدیث پر عمل کر ہی نہیں سکا۔

جبکہ احناف نے اس حدیث کو اپنی اصل حالت واصلی مفہوم میں رکھ کر اس پر عمل کیا۔نہ جہر کا اضافہ کیا اور نہ ہی یہودیوں کے حسد کو جہر کے ساتھ خاص کیا۔لہٰذا حنفیوں کی بتیس رکعات میں آمین سے یہودی ۳۲ دفعہ چڑتے ہیں اور نوافل اس کے علاوہ ہیں (اب تم اپنا احتساب کرو کہ یہودی کن کی آمین سے زیادہ چڑتے ہیں؟)

دوسرا اہم نقطہ: اس روایت میں آمین کے ساتھ سلام کا بھی ذکر ہے اس سے کونسا سلام مراد ہے؟ آپ کا ایک مصنف لکھتا ہے: جب مسلمان آپس میں سلام کرتے تو مدینہ میں بسنے والے یہودیوں کو ایک آنکھ نہ بھاتا اور جب آمین پکار کر بولتے تو حسد سے جل مرتے۔(حدیث نماز ص ۱۱۷)

آپ کا دوسرا مصنف لکھتا ہے: ظاہر ہے سلام بھی بالجہر کہی جاتی ہے پس آمین ویسے ہی ہونی چاہئے یعنی جہر سے۔(خاتمہ اختلاف ص ۴۶)۔

(۱) اب پہلا سوال یہ ہے کہ: یہ ملاقات والا سلام آپ نے کس بنیاد پر خاص کیا؟

(۲) دوسرا سوال یہ کہ کیا تم ملاقات والا سلام بھی اس طرح گلا پھاڑ کر کرتے ہو جس

طرح آمین؟

(۳) تیسری بات یہ کہ آپ کے شیخ الحدیث جانباز صاحب لکھتے ہیں: بلند آواز سے آمین وسلام کہنے سے بہت سی آوازیں مل جاتی ہیں جس سے اسلامی وحدت کی نمائش ہوتی ہے اس لئے یہود کو حسد آتا ہے۔ (صلاۃ المصطفیٰ ص ۱۵۰)

اب آپ ہی غور کریں کہ آمیـــن اونچی میں تو آوازیں ملنے کی بات سمجھ میں آتی ہے۔ سلام میں بہت سی آوازیں کیسے ملتی ہیں؟

ایسا کیوں: حدیث شریف میں آمیـن اور سلام کا ذکر ہے۔ کیا وجہ ہے کہ تم نے آمیـن نماز کی لی اور سلام ملاقات کا؟ اس تفریق کی وجہ کیا ہے؟

چونکہ تمہیں معلوم ہے کہ نماز والا سلام ذکر کرنے سے تمہارا اونچی آمیـــن والا بریکٹ بے اثر ہو جائے گا اور تمہارے نمازی مطالبہ کریں گے کہ نماز سے سلام پھیرتے وقت امام کے ساتھ ہم بھی اونچی آواز سے اور پکار کر کر **السلام علیکم ورحمة الله** کہیں گے تاکہ یہودی اور زیادہ چڑیں۔

اور یہ ایسا مطالبہ ہوگا کہ جسے نہ تم اگل سکتے ہو نہ نگل سکتے ہو۔ الغرض یہ ساری پیچیدگیاں ان خانہ ساز بریکٹوں کا اثر خامہ ہیں جو تمہارے مصنفین نے حدیث نبوی کے ترجمہ وتشریح میں بڑھائی ہیں۔

غیر مقلد :اتنے بھی آگے نہ بڑھو ہماری کتاب ''حدیث نماز'' صفحہ ۱۱۸ پر لکھا ہے: ہم اہل حدیث بلند آواز سے نماز میں آمیـــن کہتے ہیں تو اس کے دلائل کوئی گرے پڑے نہیں بلکہ نہایت ہی مضبوط، ٹھوس، صحیح اور کثیر التعداد احادیث پر ہم نے یہ عمل اختیار کیا ہے۔

سنی: آپ کے یہ مصنف بڑے مؤثر خطیب معلوم ہوتے ہیں، لیکن اس وقت ہم پنڈال میں نہیں بیٹھے ہوئے، بلکہ علمی مجلس میں بیٹھے ہیں۔

غیر مقلد: یہ دیکھیں صرف ''صلاۃ الرسولﷺ'' میں اونچی آمین کہنے کی سات حدیثیں درج ہیں۔

سنی: آپ تو سات کہہ رہے ہیں آپ کے موقف پر ان میں سے ایک حدیث بھی منطبق نہیں ہوتی۔ مختصراً ملاحظہ ہو۔

(۱) حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت میں اونچی آمین تعلیم کے لئے ہے جیسا کہ تمہارے ممدوح عالم امام ابن قیم نے زادالمعاد میں وضاحت کی ہے۔ نیز اس میں امام کے اونچی آمیـــــن کہنے کا ذکر ہے مقتدیوں کا نہیں۔ جیسا کہ شیخ البانی نے سلسلہ صحیحہ ۱/۵۶۷ میں صراحت کی ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو گزشتہ صفحات میں روایت وائل بن حجرؓ کا تجزیہ۔

(۲) حضرت ابوہریرہؓ کی روایت جس میں ہے ''حتـی یسـمع مـن یلیـہ من الصف الأول'' ہے۔ اس کو صلاۃ الرسولؐ کے حاشیہ نگار لقمان سلفی نے ضعیف کہا ہے (ص۱۲۰) نیز ''تسہیل الوصول'' کے حاشیہ میں بھی اسے ضعیف لکھا ہے (۱۶۰)۔

(۳) حضرت علیؓ کی روایت جس میں **سمعت رسول اللہ ﷺ یقول آمین** ہے۔ اس کی بابت صلاۃ الرسول کا حاشیہ نگار لکھتا ہے: سند ضعیف ہے۔۔۔ نیز مؤلف نے اس کو مستدرک حاکم کی طرف منسوب کیا ہے جبکہ اس میں حدیث ابوہریرہؓ ہے، یہ حدیث نہیں......اس کا علیؓ سے ہونا محل نظر ہے۔ (القول المقبول ص۳۶۲)۔

(۴) اسی کتاب صلاۃ الرسولؐ کا دوسرا حاشیہ نگار لکھتا ہے کہ: بوصیری نے اسکی سند کو ابن ابی لیلی کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔ (تسہیل الوصول ص۱۶۲)۔

(۵) حضرت ابن زبیرؓ کی روایت اور حضرت علیؓ کا اثر حدیث مرفوع نہیں، عمل صحابہؓ ہے، جو غیر مقلدین کے نزدیک دلیل شرعی نہیں ہے۔ پھر استدلال کیسا؟ نیز

روایت ابن زبیرؓ کا سیالکوٹی صاحب نے کیا حشر کیا ہے؟ یہ اس روایت کے تحت گزشتہ صفحات میں ملاحظہ ہو۔

(٦) حضرت ابن عباسؓ کی روایت کی بابت صلوٰۃ الرسولؐ کا حاشیہ نگار لکھتا ہے: اس کی سند طلحہ بن عمرو کی وجہ سے سخت ضعیف ہے۔ (تسہیل الوصول ص ١٦٤)

نیز اسی روایت کے ساتھ آپ کے علماء نے کیا سلوک کیا ہے وہ بھی گزشتہ صفحات میں اس روایت کے ذیل میں ملاحظہ فرمالیں۔

(٧) دوسو صحابہؓ کی بابت حضرت عطاء (تابعی) کی روایت۔

☆ اولاً: جب آپکے نزدیک عمل صحابہؓ دلیل نہیں تو پھر یہاں استدلال کیسا؟

☆ ثانیاً: وہی حضرت عطاء اِن حضرات کی بیس تراویح بھی نقل کرتے ہیں (قیام اللیل مروزی ص:١٥٧) پھر اسپر آپ کا عمل کیوں نہیں؟

اب آپ خود ہی فرمائیں کہ سات دلیلوں میں کتنا وزن ہے۔

غیر مقلد: لیکن بعض روایات کی بابت تو انہوں نے لکھا ہے کہ سند ضعیف ہے مگر شاہد کی وجہ سے صحیح ہے۔

سنی: دلیل نمبر٢ + ٣ + ٦ کی سندوں کو آپ کے علماء نے ضعیف لکھا ہے اب شاہد کہاں ہے؟ دلیل نمبر١ حدیث وائل کی بابت شیخ البانی کا تبصرہ آپ نے ملاحظہ کرلیا جبکہ دلیل نمبر٤ + ٥ عمل صحابہؓ ہیں۔ جنہیں آپ دلیل و حجت نہیں مانتے۔

اب آپ نے شاہد والی بات ذکر کردی ہے۔ تو کیا آپ بتانا پسند کریں گے کہ شیخ البانی بڑے عالم ہیں یا پندرہویں صدی کے غیر مقلد مصنفین و حاشیہ نگار؟

غیر مقلد: یہ کوئی پوچھنے کی بات ہے شیخ البانی تو ہمارے نزدیک اس صدی کے عظیم محدث اور نقد و جرح کے بے تاج بادشاہ ہیں۔ ہمارے ہندو پاک کے علماء کے علمیت بجا

لیکن وہ اکثر و بیشتر انہی کی کتب سے استفادہ کر کے دور حاضر کے ذہبی کہلاتے ہیں ان کی محدثانہ تصریحات ہمارے لئے سند اور اتھارٹی کی حیثیت رکھتی ہیں۔

سنی: لیجئے تو زیادہ تفصیلات میں پڑنے کی بجائے مقتدیوں کی اونچی آمین کی بابت ان کا فیصلہ اور نچوڑ پیش کرتا ہوں وہ لکھتے ہیں **وأما جهر المقتدين بالتأمين وراء الإمام فلا نعلم فيه حديثا مرفوعا صحيحا يجب المصير إليه** (سلسلہ احادیث صحیحہ ۱/۵۵۷) اور جہاں تک امام کے پیچھے مقتدیوں کے اونچی آمین کہنے کا تعلق ہے تو اس بارہ میں ہم ایک صحیح مرفوع حدیث بھی نہیں جانتے جس کی طرف رجوع کرنا ضروری سمجھا جائے۔

غیر مقلد: شیخ البانی صاحب نے اپنی تحقیق چھاپ کر ہمارے لئے مشکلات پیدا کر دیں۔

☆☆☆☆☆

سنی: مزید گفتگو سے پہلے مجھے کچھ باتیں آپ سے دریافت کرنی ہیں تا کہ آپ کے مسلک کا اصل اور نمائندہ موضوع اچھی طرح متعین ہو جائے۔ تم آمین سے متعلق صرف ایک موضوع اونچی یا آہستہ آمین کو تو خوب اچھالتے ہو لیکن آمین سے متعلق کچھ اور سنتیں ایسی ہیں جنہیں ہوا بھی نہیں لگنے دیتے ہو۔

(۱) آمین کب کہیں؟

آپ نے تیسرے دعوے میں بتایا کہ ''جب آپ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے ہوں تو جس وقت امام ولا الضالین کہے تو آپ کو اونچی آواز سے آمین کہنی چاہیے۔'' (صلاۃ الرسول ص ۱۹۵)

یہ تحریر تو چودھویں صدی ہجری میں لکھی گئی لیکن پندرھویں صدی ہجری کے صحافی

مصنف اپنی کتاب ''مسنون نماز'' میں نئی تحقیق پیش کرتے ہیں کہ: ولا الضالین کے فوراً بعد جبکہ ابھی امام نے آمین نہ کہی ہو مقتدیوں کا بآواز بلند آمین کہنا خلاف سنت ہے۔ (ص ۴۷)

لہٰذا واضح طور پر متعین کریں کہ چودھویں اور پندرھویں صدی کی تحقیق میں سے کونسی تحقیق سنت کے مطابق ہے اور کونسی سنت کے مخالف؟ اور اس کی دلیل کیا ہے؟ اور کیا آپ کی ۹۹٪ مسجدوں میں کہی جانے والی آمین خلاف سنت تو نہیں ہے؟

غیر مقلد: یہ بات میرے نوٹس میں پہلی دفعہ آ رہی ہے۔ دراصل پرانے اہل حدیث علماء کی تمام تر توجہ اپنے مخالفین کو سنت کا مخالف قرار دینے پر صرف ہوتی تھی لیکن جدید محققین نے تو گھر کا ہی صفایا کرنا شروع کر دیا ہے اور ہمارے ناک میں دم کر رکھا ہے۔ بہر حال میں تو اس مسئلہ پر کوئی متعین رائے پیش کرنے سے قاصر ہوں۔

(۲) آمین امام سے پہلے یا بعد:

سنی: پندرھویں صدی میں ''نماز مسنون'' کا مصنف لکھتا ہے کہ: ''مقتدیوں کو امام کی آمین کے بعد آمین کہنی چاہیئے''۔ (ص ۴۷)

جبکہ پندرھویں صدی میں ہی ''نماز نبوی'' کا ایک حاشیہ نگار رقمطراز ہے کہ: امام سے پہلے یا بعد میں اونچی آمین کہنا درست نہیں۔ (ص ۱۵۱)

ہمیں تفصیلی گفتگو سے قبل یہ بنیادی نقطہ متعین کر لینا چاہیے کہ کونسی تحقیق صحیح ہے اور سنت کے مطابق ہے اور مسلک اہل حدیث کی اصل ترجمان ہے اور اس کی دلیل کیا ہے؟ تاکہ ہم یونہی ہوا میں گھوڑے نہ دوڑاتے رہیں اور بالآخر گفتگو نتیجہ خیز نہ ہو۔

غیر مقلد: بہتر ہوگا کہ ہم ان تفصیلات کو نظر انداز کر کے اصل مسئلہ کی طرف آئیں کہ آمین اونچی سنت ہے یا آہستہ؟

سنی: ان شاء اللہ ہم اس پر مزید گفتگو کریں گے لیکن ان بنیادی پہلوؤں کو نظر انداز نہیں کر سکتے چونکہ یہاں بھی سنت وخلاف سنت اور درست وعدم درست کا فتویٰ دیا گیا ہے، لہٰذا ہمیں صحیح سنت متعین کرنی ہوگی اور آپ کو اس کی دلیل پیش کرنی ہوگی۔

غیر مقلد: نہ جانے یہ نئے مصنف نت نئے شوشے کیوں چھوڑتے ہیں؟ اور اپنے ہی مسلک کے لوگوں کو مخالف سنت کیوں گردانتے ہیں؟۔

سنی: جب حدیث کے سمجھنے میں تمھیں صحابہ وتابعین کی سرپرستی حاصل نہ ہوگی اور اپنی سوجھ بوجھ پر انحصار ہوگا تو اس کا نتیجہ اس طرح کے ذہنی فکری اور عملی انتشار کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

نیز اب آپ محسوس کرتے ہیں کہ سنت کی مخالفت کا الزام اپنوں پر بھی لگنا شروع ہوگیا ہے تو یہ آپ کے طبقہ کی اس مسلسل بے احتیاطی کا طبعی ردعمل ہے جو آپ نے دوسروں کی بابت اختیار کر رکھی تھی۔

غیر مقلد: آپ کا یہ تجزیہ بڑا حقیقت پسندانہ ہے۔

(۳) آمین کی آواز کتنی اونچی ہو؟

سنی: آپ کے امام اور واعظ جب اونچی آمین کی ترغیب دیتے ہیں تو نو واردوں کو سمجھاتے ہیں کہ پورا زور لگا کر اونچی آمین کہا کرو اور تمہاری تمام مسجدوں میں عملاً ایسا ہی ہوتا ہے۔

دوسری طرف ''مسنون نماز'' کے جدید مصنف کا نقطہ نظر ملاحظہ ہو کہ: آواز کو اتنا بلند کرنا کہ تواضع اور عاجزی کی حد سے نکل جائے صحیح نہیں۔ بنابریں آمین کہتے ہوئے آواز ضرور بلند کی جائے لیکن گلا نہ پھاڑا جائے کہ اس میں بے ادبی وگستاخی ہے۔ (ص ۴۸)

اب آپ وضاحت کریں کہ آمین اونچی کہنے کی بابت تمہاری مسجدوں میں گلا پھاڑ کر آمین کہنے کا رائج طرز عمل سنت ہے یا کہ بے ادبی و گستاخی ہے؟ نیز اب آپ متعین کریں کہ آمین کتنی اونچی کہنی سنت ہے کہ اس پر عمل کیا جائے اور اس سے زائد بے ادبی و گستاخی ہے کہ اس سے بچا جائے اور اسکی دلیل کیا ہے۔؟ اور پھر آواز جتنی اونچی ہونی چاہئیے اسکی ٹریننگ تمام غیر مقلدوں کو کرا دیجائے۔

غیر مقلد: یہ کتاب "مسنون نماز" میری نظر سے نہیں گزری لیکن اس کے مصنف نے اتنا بڑا فتوی لگایا ہے تو ضرور اس کی کوئی دلیل پیش کی ہوگی۔

سنی: یہ میرے پاس کتاب موجود ہے اس میں کوئی دلیل مذکور نہیں۔

غیر مقلد: جب صحافی حضرات دینی کتابیں لکھنے لگینگے تو پھر یہی کچھ ہوگا۔

(۴) چھ دفعہ کی بجائے اٹھارہ دفعہ چڑانا کیوں نہیں؟

سنی: نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد کتنی دفعہ آمین کہنا سنت ہے؟

غیر مقلد: ایک دفعہ۔

سنی: تمہارے مشہور فتاویٰ ستاریہ میں لکھا ہے کہ: تین مرتبہ بھی آمین کہہ سکتے ہیں جائز ہے بلکہ سنت رسول ﷺ ہے جیسا کہ طبرانی و مجمع الزوائد میں ہے:"وقال آمین ثلاث مرات" مزید تفصیل رسالہ آمین میں پڑھیے قیمت چھ آنے۔(۶۵/۳ نیز ۱۴۱/۱) جب آپ کے علماء نے یہود کے چڑنے کو اونچی آمین کے خاص کر دیا ہے تو پھر تم سترہ رکعات فرض میں صرف چھ دفعہ اونچی آمین کہہ کر ان کو چڑاتے ہو جب کہ تمہارے علماء ایک رکعت میں تین دفعہ آمین کو بھی سنت کہتے ہیں۔ تو پھر تم ہر رکعت میں تین تین دفعہ اونچی آمین کہہ کر کل اٹھارہ دفعہ یہودیوں کو چڑاؤ تو اس کا زیادہ ثواب ہے یا ایک دفعہ کہہ کر کل چھ دفعہ چڑانے کا؟

غیر مقلد :ایک رکعت میں آمین کا تین دفعہ سنت ہونا تو ہمارے علماء نے ہمیں کبھی نہیں بتایا ورنہ ہم اس پر عمل کرتے اور یہودیوں کو ایک کی بجائے تین دفعہ چڑاتے۔

سنی: آپ کے طبقہ کی بڑی مشکل یہی ہے کہ تمہارے علماء جو چیز بتا دیں تم ان کی تقلید میں اسے سنت سمجھتے ہو، جو چیز چھپا لیں تمہیں اس کا کچھ علم نہیں ہوتا۔اسی صورتحال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ اپنی تقریر وتحریر میں تمہیں یہ باور کراتے ہیں کہ ہمارا ہر عمل حدیث کے مطابق ہوتا ہے اور ہمارے مخالفین کا ہر عمل حدیث کے مخالف ہوتا ہے اور تم ان کی تقلید میں دوسروں پر فتویٰ بازی شروع کر دیتے ہو، گزشتہ مسائل میں گفتگو سے آپ کو بھی اس حقیقت حال کا اندازہ ہو چکا ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ تمہیں یہ باور کرایا جاتا ہے کہ تم تقلیدی جمود کا شکار نہیں ہو بلکہ تحقیق وریسرچ کے میدان میں شہسوار ہو۔ چلو براہ راست عربی کتب حدیث تک تو تمہاری رسائی نہیں ہے کم ازکم حسب معمول اپنی اردو کی مسلکی کتابیں تو پڑھی ہوتیں تو تمہیں پتہ چل جاتا کہ تمہارے علماء نے تین دفعہ آمین کہنے کو سنت قرار دیا ہے پھر تم اپنی مسجدوں میں جاکر اس مردہ سنت کو زندہ کر کے سو شہیدوں کا ثواب حاصل کرتے اور ایک دفعہ آمین کہہ کر یہودیوں کو ایک دفعہ چڑانے کی بجائے تین دفعہ آمین کہہ کر تین دفعہ چڑانے کا ثواب حاصل کرتے۔

الغرض آمین سے متعلق یہ چاروں مسائل بڑی اہم نوعیت کے ہیں جن کی بابت آپ نے واضح نہیں کیا کہ کونسا موقف آپ کے مسلک کا صحیح ترجمان ہے؟ میرا خیال ہے کہ ان مسائل کی دلیل تو تمہارے لاڈلے مصنفین کو بھی معلوم نہ ہوگی نیز اگر کوئی کھینچ تان کر ایک موقف کی دلیل پیش کرے گا تو اس کا مدمقابل کیا کرے گا؟ ایک خدا اور ایک رسول ﷺ کی تعلیمات پر عمل کا دعویٰ کرنے والے بھی دو دو موقف پیش

کرتے ہیں اور ہر ایک کا دعویٰ ہے کہ یہی سنت ہے۔

کتاب وسنت جہاد ودعوت یہی ہے اُنکی زباں پہ ہردم
حسین پردوں کی آڑ لیکر فراق کے بیج بورہے ہیں

غیر مقلد: دراصل ہماری ساری توجہ آمین اونچی وآہستہ کے دلائل پر ہوتی ہے ان مسائل پر تو کبھی ہماری توجہ ہی نہیں گئی۔

سنی: وہ بھی جو کچھ تھا سامنے آ گیا۔اب آپ مزید کچھ فرمانا چاہیں گے کہ فیصلہ کمیٹی کو دعوت فیصلہ دیجائے۔

غیر مقلد: جی دعوت فیصلہ دی جائے۔

فیصلہ کمیٹی

(۱) مدّعی نے اپنے پہلے دعوی پر کوئی دلیل پیش نہیں کی، کہ اکیلے نماز پڑھتے ہوئے آمین آہستہ کہیں۔

(۲) دوسرا دعویٰ کہ امام کے پیچھے ظہر وعصر پڑھیں تو آمین آہستہ کہیں اس پر بھی مدّعی نے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔

(۳) تیسرا دعویٰ کہ جہری نمازوں میں امام ولاالضالین کہے تو مقتدی اونچی آمین کہیں یہاں دعویٰ ہی مشکوک ہو گیا چونکہ ''مسنون نماز'' کے مصنف نے لکھ دیا ہے کہ ''ولاالضالین کے فوراً بعد جبکہ ابھی امام نے آمین نہ کہی ہو مقتدیوں کا بلند آواز سے آمین کہنا خلاف سنت ہے''۔اس کے بعد مدّعی اپنے مسلک کا نمائندہ موقف ہی متعین نہ کرسکا۔اس کے باوجود وہ اپنے عمومی موقف پر صحیح بخاری ومسلم تو درکنار کوئی صحیح مرفوع حدیث بھی پیش نہ کرسکا۔

(۴) امام بھی اونچی آمین کہے، اس پر حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث پیش کی جس میں غالب احتمال موجود ہے کہ یہ تعلیم کے لئے تھا جیسا کہ ابن قیمؒ نے وضاحت کی ہے۔

(۶،۵) پانچواں دعویٰ کہ مقتدیوں کو امام کی آمین شروع کرنے کے بعد آمین کہنی چاہیے، جبکہ ''مسنون نماز'' کے مصنف نے لکھ دیا ہے کہ مقتدیوں کو امام کی آمین کے بعد آمین کہنی چاہیے، اور سونے پر سہاگہ ''نماز نبوی'' کے حاشیہ نگار نے کر دیا کہ امام سے پہلے یا بعد میں اونچی آمین کہنا درست نہیں۔

اب ان تین میں سے کونسا موقف ومسلک اہل حدیث کا ترجمان ہے؟ مدّعی اس کا تعین ہی نہیں کر سکا۔ اس پر دلیل پیش کرنا تو دور کی بات ہے۔

(۷) ساتواں دعویٰ کہ اگر امام بلند آواز سے آمین نہ کہے تو مقتدی حضرات کو آمین کہہ دینی چاہیے۔ اس دعویٰ پر بھی مدّعی نے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔

(۸) شیخ البانی نے بھی صراحت کر دی کہ مقتدیوں کے اونچی آمین کہنے پر کوئی صحیح مرفوع حدیث نہیں۔

(۹) آخر میں آمین سے متعلقہ سنتوں کی بابت مدّعی سے جو چار سوالات کیئے گئے ہیں ان میں مدّعی اپنا موقف ہی واضح نہ کر سکا۔ دلیل پیش کرنا تو دور کی بات ہے۔

پیش کردہ دلائل کا تجزیہ

پہلی روایت: اس روایت کا امام اور مقتدی کی اونچی آمین سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ دلیل مدّعی کے خلاف جاتی ہے چونکہ فرشتوں کی اونچی آمین تو سنائی نہیں دیتی کہ اونچی آواز میں ان سے موافقت ہو۔

اِسکی تائید صحیح بخاری کی اُس روایت سے بھی ہوتی ہے جسمیں **اللھم ربنالک**

الحمد کی فرشتوں کے ساتھ موافقت کا ذکر ہے۔ پھر آمین اونچی اور **ربنا لک الحمد** آہستہ کا فرق کیوں؟

دوسری روایت: حضرت ابن زبیرؓ کی روایت معلّق ہے نیز عمل صحابی ہے جو مدّعی کے نزدیک دلیل شرعی نہیں۔ نیز اس روایت میں حکیم سیالکوٹی صاحبؒ نے تبدیلی واضافہ کر کے اس کا حلیہ ہی بگاڑ دیا نیز وہ کہتے ہیں کہ یہ مسجد نبوی کا واقعہ ہے جبکہ دوسرے مصنف اور اسی کتاب کے حاشیہ نگار اسے مسجد حرام کا واقعہ قرار دیتے ہیں۔

تیسری روایت: حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت کا تجزیہ گزشتہ صفحات میں گذر گیا کہ یہ تعلیم کے لئے ہے۔

چوتھی روایت: یہودیوں کے چڑنے والی روایت میں حکیم سیالکوٹی صاحبؒ نے بریکٹ میں (اونچی) کا لفظ بڑھا کر مفہوم ہی بدل دیا۔ اب اس مفہوم کے تحت غیر مقلد بتیس رکعات فرائض وسنن مؤکدہ اور وتر میں سے صرف چھ رکعات میں یہودیوں کو چڑاتے ہیں باقی چھبیس میں نہیں نیز اس کی سند طلحہ بن عمرو کی وجہ سے سخت ضعیف ہے۔

پانچویں روایت: حضرت ابوہریرہؓ والی روایت: **حتی یسمع من یلیہ من الصف الأول** کی سند ضعیف ہے۔

چھٹی روایت: حضرت علیؓ کی روایت جس میں **سمعت رسول اللہ ﷺ** ہے اس کی سند ضعیف ہے، نیز مستدرک حاکم کا حوالہ غلط دیا ہے اور اس کا حضرت علیؓ کی طرف سے ہونا بھی محل نظر ہے۔

ساتویں روایت: حضرت عطاءؒ والا اثر بھی عمل صحابہؓ ہے جو مدّعی کے نزدیک دلیل شرعی نہیں ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

آیتوں کا جواب دینا

سنی: عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ تمہارا امام نماز میں قرآن کریم کی بعض آیات پڑھتا ہے تو وہ اور مقتدی اس کے جواب میں کچھ کلمات اونچی آواز میں پڑھتے ہیں۔ کیا آپ اس پر کچھ روشنی ڈالیں گے؟

غیر مقلد: ہم تو عملاً اس پر روشنی ڈالتے ہیں، کراچی سے خیبر تک اور دہلی سے ڈھاکہ تک ہماری مساجد میں جب امام کسی بھی جہری نماز خصوصاً جمعہ میں "**سبح اسم ربک الأعلی**" پڑھتا ہے تو امام اور مقتدیوں کی مشترکہ آواز سے مسجد گونج اٹھتی ہے "**سبحان ربی الأعلی**" نیز ہمارے مولانا سیالکوٹی صاحبؒ نے لکھا ہے کہ سورہ غاشیہ میں **حسابهم** کے بعد کہیں "**اللهم حاسبنی حسابا یسیرا**" (صلاۃ الرسولؐ ۲۱۶)

یہی بات ہمارے فتاویٰ ستاریہ ۳۶/۴ پر لکھی ہے کہ سورہ اعلیٰ اور سورہ غاشیہ وغیرہ کے جوابات دینا مشروع ہے۔

سنی: کیا آپ اس موقف پر صحیح بخاری وصحیح مسلم کی کوئی حدیث پیش کر سکتے ہیں؟

غیر مقلد: صحیح بخاری وصحیح مسلم کی کوئی حدیث تو ہمارے علماءؒ کی کتابوں میں درج نہیں۔ البتہ ہمارے مولانا سیالکوٹی صاحبؒ نے ابوداؤد کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ "حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب پڑھتے (نماز میں) **سبح اسم ربک الأعلی** تو فرماتے "**سبحان ربی الأعلی**" (صلاۃ الرسولؐ ۲۱۴)

سنی: کیا مدنی حدیث میں سیالکوٹی اور خانیوالی الفاظ کی پیوند لگ سکتی ہے؟

غیر مقلد: موضوع سے ہٹ کر یہ کیا غیر متعلق بات ہے؟ یہ علمی مجلس ہے یا زرعی فارم؟

سنی: معاف کیجئے، میری اس بات کا سمجھنا آپ کی دسترس میں نہیں۔ اب مزید

وضاحت کر دیتا ہوں کہ سنن ابوداود کی روایت ہے عن ابن عباس أن النبی ﷺ اذا قرأ سبح اسم ربک الأعلی قال "سبحان ربی الأعلی" تو کیا اس حدیث میں "فی الصلاۃ" "نماز میں" کے الفاظ ہیں؟

غیر مقلد: حدیث میں تو فی الصلاۃ کا لفظ نہیں ہے۔

سنی: تو پھر آپ کے مائیہ ناز سمجھنا سیالکوٹی صاحبؒ نے اس حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے "نماز میں" کا لفظ کیوں بڑھا دیا؟ کیا یہ مدنی حدیث میں سیالکوٹی مفہوم کی پیوند کاری نہیں ہے؟ کیا یہ حدیث کے ترجمہ میں تحریف نہیں؟ اگر کوئی کیمسٹ ڈاکٹر کے لکھے ہوئے نسخہ میں اپنی طرف سے دوائی کا اضافہ کر دے اور مریض کو یہ باور کرائے کہ یہ دوا ڈاکٹر کی تحریر کے عین مطابق ہے، جبکہ کیمسٹ کا مقصد صرف یہ ہے کہ زیادہ دوا بیچ کر اسے زیادہ نفع حاصل ہو تو کیا ڈاکٹر اس سے خوش ہوگا؟ نیز کیا یہ مریض کیساتھ ہمدردی ہے؟ اور جب مریض کو پتہ چلے گا تو وہ دوبارہ اس کے سٹور پر جائے گا؟ اب آپ سوچیں کہ سیالکوٹی صاحبؒ نے عربی حدیث نبوی کا ترجمہ کرتے ہوئے اس میں اپنے نظریہ کا اضافہ کر دیا تو کیا آقائے مکی مدنی ﷺ اس اقدام سے خوش ہوں گے؟ کیا سیالکوٹی صاحبؒ نے اپنے غیر مقلد عوام کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائی؟ کیا غیر مقلد عوام پھر بھی سیالکوٹی صاحب کی کتابیں پڑھیں گے؟ اور ان پر اعتماد کریں گے؟

تم نے صحابہؓ کے فہم حدیث کو نہیں مانا، ائمہ تابعین و تبع تابعین کی تحقیق پر اعتماد نہیں کیا، پھر چودھویں صدی کے جن لوگوں پر اندھا بھروسہ کیا اُن کا یہ حال ہے۔

غیر مقلد: چلیں سیالکوٹی پیوند کاری تو واضح ہوگئی مگر خانیوالی پیوند کاری کا کیا ماجرا ہے؟

سنی: بعینہ سیالکوٹی صاحبؒ کی طرح بلکہ ان سے ایک لفظ بڑھا دیا گیا۔ ڈاکٹر شفیق

صاحب خانیوالی نے اپنی کتاب ''نماز نبوی'' صفحہ ۱۶۱ پر اسی حدیث کے ترجمہ میں (نماز وغیرہ میں) الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ اب اس پر تبصرہ آپ خود کریں۔

ع　　ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

دوسری اہم بات: حدیث ابن عباسؓ تو ضعیف ہے بخاری مسلم کے دعویدار اب ضعیف کو دلیل بناتے ہیں۔

دعویٰ ہے بخاری مسلم کا لیتے ہیں دلیل ضعیفوں سے
یہ زیب اُنہیں دیتا ہے جو کرتے ہیں بخاری کی باتیں؟

غیر مقلد: ہمارے سیالکوٹی صاحب کا شمار چوٹی کے علماء میں ہوتا ہے حدیث کی سند پر ان کی نظر بہت گہری ہوتی ہے، اور ان کے دلائل بڑے وزنی ہوتے ہیں۔ اس کی شہادت صلاۃ الرسولؐ کے حاشیہ نگار ڈاکٹر لقمان سلفی صاحب نے پیش کی کہ شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (حاشیہ صلاۃ الرسولؐ ۱۳۴)

خانہ جنگی:

سنی: آپ نے مندرجہ بالا عبارت پیش کر کے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں اس حدیث کے ضعیف ہونے کی بابت غیر مقلد علماء کی خانہ جنگی کا منظر بیان کروں۔

(۱) کتاب صلاۃ الرسولؐ کا ایک حاشیہ نگار اس حدیث کو صحیح کہتا ہے جبکہ اسی کتاب صلاۃ الرسولؐ کے دو حاشیہ نگار اسی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں: القول المقبول میں ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما ضعیف ہے (۳۰۹) نیز تسہیل الوصول میں ہے: اس کی سند ابو اسحاق کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے (۱۸۴)

(۲) جہاں تک اول الذکر حاشیہ نگار نے شیخ البانی کا حوالہ دیا ہے تو اس بارہ میں وہی دوسرا حاشیہ نگار لکھتا ہے: شیخ البانی کی تصحیح پر تعجب ضرور ہے، شیخ کی کتب کا مطالعہ

کرنے والوں پر یہ بات چھپی نہ ہوگی کہ جس حدیث کی سند میں ابواسحاق ہوں وہ اس کے بارے میں عام طور پر یہ کہتے ہیں کہ اس کی سند میں ابواسحاق ہیں جو مدلس ہیں۔ نیز ان کا حافظہ خراب ہوگیا تھا، مثال کے طور پر اسی حدیث کو لیجئے اس کے بارہ میں وہ تحقیق المشکاۃ ۱/۲۷۲ میں لکھتے ہیں: ابوداؤد نے اس کی علت وقف بیان کی ہے۔ اس حدیث میں مرفوعاً اور موقوفاً ابواسحاق ہیں جو سبیعی ہیں ان کا حافظہ خراب ہوگیا تھا۔ (القول المقبول ۳۸۷)

معلوم ہوا کہ مسلک غیر مقلدین کے علماء ہی اس حدیث کی بابت کنفیوژن کا شکار نہیں خود شیخ البانی جنہوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے وہ خود بھی کنفیوژن کا شکار ہیں۔

اندریں صورتحال ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ ایک حدیث کی بابت ایک ہی کتاب اور ایک ہی مسلک کے حاشیہ نگار ہی متفق نہ ہوسکیں تو ان کے ان پڑھ مقلدین کیا کریں گے اور کس کی بات پر عمل کریں گے؟

(۳) غیر مقلدین کے شیخ الحدیث جانباز صاحب لکھتے ہیں کہ حدیث ابن عباسؓ ضعیف ہے۔ (صلاۃ المصطفیٰ ۱۷۳)

تیسری اہم بات : کیا اس روایت میں ہے کہ جب آنحضور ﷺ سبح اسم ربک الأعلی پڑھ کر سبحان ربی الأعلی پڑھتے تو سب سننے والے بھی سبحان ربی الأعلیٰ کہتے؟

نیز ملاحظہ ہو: آپ کے شیخ الحدیث جانباز صاحب لکھتے ہیں: حدیث ابن عباس ضعیف ہے۔ اگر اسے صحیح تسلیم بھی کرلیں تب بھی اس سے دلیل لینا درست نہیں۔ کیونکہ اس میں یہ کہاں صراحت ہے کہ سامع یا مقتدی بھی سبحان ربی الأعلی کہے۔ (صلاۃ المصطفیٰ ص ۱۷۳)

غیر مقلد: حدیث میں تو سا چمٹئے کے کہنے کا ذکر نہیں۔

سنی: تو پھر تمہارے سب سا چمٹئے یہ جوابی جملہ کس حدیث کی بناء پر کہتے ہیں؟

غیر مقلد: صلاۃ الرسولؐ وغیرہ میں تو ایسی کسی روایت کا تذکرہ نہیں آپ اجازت دیں تو میں اپنے علماء سے اس کی تحقیق کر کے آؤں۔

سنی: فیصلہ کمیٹی اجازت دے تو مجھے انکار نہیں۔

فیصلہ کمیٹی: اگر ہر مسئلہ میں ایک ایک دن تاخیر ہوتی رہی تو معاملہ بہت لمبا ہو جائے گا، تاہم آخر میں انہیں ایک موقع دیا جائے گا۔

غیر مقلد: یہ سورۃ تین کی آخری آیت کا جواب تو ثابت ہے نا۔ دیکھو ہمارے فتاوی ستاریہ ۵۳/۳ پر سورۃ تین کے جواب کی بابت لکھا ہے: امام کی اقتداء واتباع کی وجہ سے مقتدی بھی جواب دے سکتے ہیں ممانعت کی کوئی دلیل نہیں۔

اور ہمارے اقبال کیلانی صاحب نے تو ''کتاب الصلوٰۃ'' ص ۸۴ پر حضرت ابو ہریرۃؓ کی روایت بھی ذکر کی ہے جس میں ''**بلی و انا علی ذلک من الشاھدین**'' کہنے کی صراحت ہے۔

سنی: اس بارہ میں آپ ہی کے شیخ الحدیث جانباز صاحب کا تبصرہ پیش خدمت ہے:

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک تو ضعیف ہے، اور دوسری بات یہ کہ اس میں جواب دینے کا حکم قاری کیلئے ہے نہ کہ سامع کیلئے بھی، تیسری بات اس میں یہ صراحت کہاں ہے کہ یہ جواب حالت نماز میں بھی دیئے جائیں؟ (صلاۃ المصطفیٰ ﷺ ۱۷۳)

نیز آپ کے صحافی ۔۔۔ بھی اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

ایک ضعیف حدیث میں اس کا یہ جواب دینا منقول ہے: ''**بلی و انا علی ذلک من الشاھدین**'' (احسن البیان ۱۷۳۰ نیز ۱۶۷۲) اور اسی کتاب ''صلاۃ الرسولؐ'' کے

تینوں حاشیہ نگاروں کا اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ملاحظہ ہو: (صلوۃ الرسولؐ حاشیہ لقمان سلفی ۱۳۴، تسہیل الوصول ۱۸۴، القول المقبول ۳۸۸) نیز القول المقبول میں مزید وضاحت ہے کہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک تو ضعیف ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس میں جواب دینے کا حکم قاری کے لئے ہے نہ کہ سامع کے لئے بھی ۔تیسری بات اس میں یہ صراحت کہاں ہے کہ یہ جواب بحالت نماز بھی دیئے جائیں؟ (ص۳۹۰)

غیر مقلد: اب آپ سورہ غاشیہ کی آخری آیت **حسابھم** کے جواب، **اللھم حاسبنی حسابا یسیرا** کی طرف آئیں، مولانا سیالکوٹی صاحب نے صفحہ ۲۱۶ پر اس کی دلیل میں جو حدیث پیش فرمائی ہے اس میں نماز کا بھی ذکر ہے۔لہٰذا آپ اسے تو تسلیم کرلیں نا۔

سنی: اگر بات واضح اور مدلّل ہوتی تو ہم تم سے پہلے اس پر عمل کرتے، لیکن یہاں بھی حکیم سیالکوٹی صاحب نے ہاتھ کی صفائی دکھائی ہے۔

غیر مقلد: آپ کو ان سے بدگمانی ہوگئی ہوگی یہاں تو مشکاۃ **باب الحساب** کا واضح حوالہ موجود ہے۔

سنی: آپ سادہ لوح لوگ حکیم صاحب اور اپنے دیگر علماء پر حسن اعتماد یا ان کی اندھی تقلید میں مبتلا ہیں، لہٰذا ان کی چوری پکڑنا آپ کے بس میں نہیں۔ دیکھئے مشکاۃ کی اصل روایت ہے **عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت سمعت رسول اللہ ﷺ یقول فی بعض صلاتہ اللھم حاسبنی حسابا یسیرا** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ بعض نمازوں میں یہ کہتے **اللھم حاسبنی حسابا یسیرا**۔

اب تم ایمانداری سے بتاؤ اس میں کہاں لکھا ہوا ہے کہ سورۃ غاشیہ میں حسابھم کے بعد یہ دعا مانگو؟ نیز اس میں کہاں ہے کہ مقتدی بھی یہی دعا پڑھیں؟

غیر مقلد: حدیث میں تو واقعی یہ الفاظ نہیں ہیں۔

سنی: پھر سیالکوٹی صاحب کو کس نے اختیار دیا ہے کہ وہ دین میں نئی نئی باتوں کا اضافہ کریں؟ اور تم لوگ اسے دین سمجھ کر اپناؤ یہی تو بدعت ہے جبکہ ارشاد نبوی ہے: **من أحدث فی امرنا هذا مالیس منه فهورد** ''جس نے ہمارے اس دین میں نئی بات داخل کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے'' اب تم بھی عجیب ہو کہ آقائے مدنی ﷺ تو نئی باتوں کو رد کریں اور تم انہیں سینہ سے لگاؤ اور بدعت کو سنت قرار دو۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا ہے جنوں کا خرد — جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اور پھر بھی تم گا گا کر پڑھو:

ساڈا مسلک اہل حدیث وے — سانوں لوگ وہابی کہندے نے

اعتراف حقیقت: تمہارے اپنے علماء بھی بالآخر اس حقیقت کو مان گئے ہیں کہ نماز میں سورۃ غاشیہ کے آخر میں **حسابھم** کے بعد **اللھم حاسبنی حسابا یسیرا** کہنا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ مگر اندھی تقلید، مسلکی جمود، ضدّ اور تعصّب نے تمہیں ایسا گھیر رکھا ہے کہ عملاً تم اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہو۔ ملاحظہ ہو:

(۱) تمہارے ڈھیر سارے علماء کی کاوش سے تیار شدہ کتاب نماز نبوی میں لکھا ہے:

سورت غاشیہ کے اختتام پر **اللھم حاسبنی حسابا یسیرا** کہنے کی کوئی دلیل نہیں، کسی حدیث میں ادنیٰ سا اشارہ بھی نہیں کہ نبی ﷺ نے ان کلمات کو سورت غاشیہ کے اختتام پر کہا ہو۔ (ص ۱۶۲)

(۲) تمہاری نمائندہ سلفی تفسیر ''احسن البیان'' میں سورۃ غاشیہ کی آخری آیت کے تحت

لکھا ہے: مشہور ہے کہ اس کے جواب میں **اللھم حاسبنی حسابا یسیرا** پڑھا جائے یہ دعا تو نبی ﷺ سے ثابت ہے جو آپ ﷺ اپنی بعض نمازوں میں پڑھتے تھے۔لیکن اس کے جواب میں پڑھنا یہ آپ ﷺ سے ثابت نہیں۔

(۳) حدیث عائشہؓ سے سورہ غاشیہ کی اختتامی آیت کا جواب دینے کی دلیل لینا نہ صرف یہ کہ ضعیف ہے بلکہ ابعد بھی ہے(صلاۃ المصطفیٰ ۱۷۴)

(۴) تمہاری اسی کتاب ''صلاۃ الرسولؐ '' کا حاشیہ نگار خود بھی اس استدلال پر مطمئن نہیں ۔جس سے تمہارے موقف اور تمہارے مسلک کی کمزوری کھل کر سامنے آجاتی ہے، وہ لکھتا ہے: حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے سورہ غاشیہ کے اختتام پر **اللھم حاسبنی حسابا یسیرا** کہنے پر دلیل لینا نہ صرف یہ کہ ضعیف ہے بلکہ ابعد بھی ہے کیونکہ اس میں ادنیٰ سا اشارہ بھی نہیں ملتا کہ نبی ﷺ نے ان کلمات کو سورۃ غاشیہ کے اختتام پر کہا تھا۔اس حدیث میں صرف اس قدر ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی نماز میں یہ کلمات کہتے ہوئے سنا، بظاہر آپؐ نے یہ کلمات بطور دعا پڑھے ہوں گے۔(القول المقبول ۳۹۱)

اب آپ کچھ اور فرمانا چاہیں گے کہ فیصلہ کمیٹی کو فیصلہ کی درخواست کی جائے۔

غیر مقلد: میں مزید تحقیق کے لئے کل تک کی مہلت چاہوں گا۔

فیصلہ کمیٹی: اگر ہر مسئلہ میں ایک ایک دن کی تاخیر ہوتی رہی تو معاملہ بہت لمبا ہو جائے گا، تاہم انہیں شام تک کا وقت دیا جاتا ہے۔شام کو دوسری نشست ہوگی، واضح رہے کہ آپ نے دونوں باتوں کی واضح دلیل پیش کرنی ہے، ایسی حدیث جس یں باجماعت نماز کے دوران جواب دینے کا ذکر ہو، نیز پڑھنے والے کے علاوہ سننے والوں کے جواب دینے کی صراحت ہو۔

غیر مقلد: بہت شکریہ

☆☆☆☆

سنی: آپ تھکے تھکے محسوس ہوتے ہیں؟

غیر مقلد: پانچ چھ گھنٹہ کے دوران بہت سے علماء سے ملاقاتیں کیں۔

سنی: پھر تو بہت سے دلائل لائے ہوں گے؟ پیش کیجئے۔

غیر مقلد: (پیشانی سے پسینہ پونچھتے ہوئے) جی کوئی صحیح حدیث تو نہیں ملی۔

سنی: اور قیامت تک نہیں ملے گی بلکہ تازہ ترین تحقیق کے مطابق ۱۹۹۷ء میں آپ کے علماء نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کرلیا ہے، دیکھئے تمہارے ڈھیر سارے علماء کی کاوش سے تیار ہونے والی کتاب ''نماز نبوی'' میں لکھا ہے کہ ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ امام جب بعض مخصوص آیات کی تلاوت کرتا ہے تو وہ اور بعض مقتدی نماز میں بآواز بلند ان کا جواب دیتے ہیں۔ یہ درست نہیں کیونکہ اس بارے میں کوئی صحیح صریح روایت نہیں ہے۔ (ص ۱۶۱)

(۲) نیز آپ کے شیخ الحدیث مولانا جانباز صاحب لکھتے ہیں: مذکورہ بالا تمام احادیث سے اس مسئلہ پر دلیل لینا کہ جب امام بعض مخصوص آیات کی تلاوت کرے تو اسے اور اس کے ساتھ مقتدیوں کو بھی ان کا جواب دینا چاہئے صحیح نہیں۔ (صلاۃ المصطفیٰ ۱۷۳)

(۳) نیز اسی کتاب صلاۃ الرسول ﷺ کا ایک حاشیہ نگار ڈاکٹر لقمان سلفی سنہ ۲۰۰۳ کی تحقیق کے مطابق لکھتا ہے:

''مذکورہ احادیث سے اس مسئلہ پر دلیل لینا کہ جب امام مذکورہ بالا آیات کی تلاوت کرے تو اسے اور اس کے ساتھ مقتدیوں کو بھی ان کا جواب دینا چاہیئے صحیح نہیں۔ کیونکہ اولاً تو ان میں سے بعض روایات صحیح نہیں ہیں اور جو صحیح ہیں ان میں مقتدیوں کے جواب کی کوئی صراحت نہیں ہے، بلکہ بعض کے سیاق وسباق سے تو

پتہ چلتا ہے کہ یہ خارج نماز کی بات ہے، البتہ جن آیات کا جواب صحیح سند سے ثابت ہے اگران کی تلاوت کے بعد امام یا منفرد جواب دے لے تو بلا شبہ جائز ہے مگر برصغیر میں جواب کا جو مرّوج طریقہ ہے اس کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہے۔ (حاشیہ صلاۃ الرسول ص ۱۳۵)

(۴) اسی کتاب صلاۃ الرسول ؐ کا دوسرا حاشیہ نگار ۲۰۰۰ء کی تحقیق کے مطابق لکھتا ہے۔ ''مذکورہ احادیث سے اس مسئلہ پر دلیل لینا کہ جب امام بعض مخصوص آیات کی تلاوت کرے تو اسے اور اس کے ساتھ مقتدیوں کو بھی ان کا جواب دینا چاہئے صحیح نہیں۔ (القول المقبول ۳۹۰) مزید لکھا ہے: حاصل کلام یہ کہ ہمارے یہاں جو یہ مرّوج ہے کہ امام جب بعض مخصوص آیات کی تلاوت کرتا ہے تو وہ اور مقتدی بھی ان کا جواب دیتے ہیں درست نہیں کیونکہ اس کے بارہ میں کوئی صحیح صریح روایت نہیں ہے۔ (۳۹۱)

تعجب ہے کہ اِن تصریحات کے باوجود تم لوگ ایک سو سال سے اسی رواج اور مرّوج عمل کو حدیث کا نام دیکر کر رہے ہو بلکہ اس پر ڈٹے ہوئے ہو!

نہ وہ بدلا نہ تم بدلے نہ یارانِ سخن بدلے
میں کیسے اعتبار انقلاب آسمان کرلوں؟

اب ہم کمیٹی کو فیصلہ کی دعوت دیں یا آپ مزید کچھ فرمانا چاہیں گے؟

غیر مقلد: جی ہاں کمیٹی کو فیصلہ کی دعوت دینے سے قبل میں فتاویٰ ستاریہ کی ایک عبارت پیش کرنا چاہوں گا۔ ''ایسے مسائل میں آپس میں اختلاف بھی درست نہیں۔ جو جواب دیتا ہے وہ اچھا کرتا ہے جو نہیں دیتا وہ ثواب سے محروم ہے''۔ (۶۴/۳)

سنی: جواب دینے والا اچھا کرتا ہے اور جواب نہ دینے والا ثواب سے محروم ہے اب تک اس کی کوئی دلیل تو پیش نہیں کی جاسکی۔ پھر یہ بات دہرانے کا کیا فائدہ؟ جہاں تک

اختلاف نہ کرنے کی نصیحت ہے تو یہ اس وقت کی جاتی ہے جہاں آپ کا موقف بے جان و بے دلیل ہو، یہ تمہاری صرف ایک چال ہوتی ہے جسے ہم سمجھتے ہیں۔

کمیٹی کا فیصلہ

جانبین کی گفتگو سننے کے بعد ہم اس متفقہ نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ

(۱) باجماعت نماز میں **سبح اسم ربک الاعلیٰ** کے جواب میں امام اور مقتدی **سبحان ربی الأعلی** کہتے ہیں اس پر مدّعی صحیح بخاری وصحیح مسلم کی کوئی حدیث پیش نہ کرسکا۔ بلکہ صحاح ستہ تو درکنار وہ کسی اور کتاب سے کوئی ایک صحیح حدیث بھی پیش نہ کرسکا۔

(۲) سیالکوٹ کے حکیم صاحب اور خانیوال کے ڈاکٹر صاحب نے حدیث نبوی کا مفہوم بدلنے کیلئے پیوندکاری کی، لیکن یہ مذموم کوشش کامیاب نہ ہوسکی۔ اہل حدیث علمأ کہاں چلے گئے کہ بعض حکیموں اور ڈاکٹروں نے اہل حدیثوں کا جسمانی علاج کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں اپنا نظریاتی مریض بھی سمجھ رکھا ہے۔

رہِ حیات میں جو بھٹک رہے ہیں ہنوز
بزعمِ خویش وہ اٹھے ہیں رہبری کیلئے

(۳) سورۃ تین کے آخر میں ’’**بلی وأنا علی ذلک من الشاهدين**‘‘ کا جواب دینے پر کوئی صحیح حدیث پیش نہ کی جاسکی۔ بلکہ علمأ اہل حدیث بھی اس موقف کے بے دلیل ہونے کے معترف ہوگئے ہیں۔

(۴) سورۃ غاشیہ کے اختتام پر باجماعت نماز میں **اللهم حاسبنی حسابا يسيرا** پڑھنے پر بھی کوئی صحیح حدیث پیش نہیں کی جاسکی۔ بلکہ علماء اہل حدیث نے بھی اس عمل کے بے دلیل ہونے کو تسلیم کرلیا ہے۔

غیرمقلدین کا امتحان
حدیث کی کسوٹی پر کھرے کھوٹے کی پہچان

سنی: میں کمیٹی ممبران کو پابند نہیں کرتا وہ جا سکتے ہیں مجھے اپنے غیرمقلد دوست سے ذاتی طور پر چند گزارشات کرنی ہیں۔ فرض نماز با جماعت کے دوران بعض آیات کے جواب دینے پر تم غیرمقلدین کا عمل ہے، لیکن تم اس کو کسی صحیح حدیث سے ثابت نہ کر سکے، گویا اہل حدیثوں کا یہ عمل ایک رواج ہے جو کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ اب درج ذیل امور پر بڑی سنجیدگی سے غور کرو کہ ہر ایک کو اپنی قبر میں جانا ہے۔

(۱) تمہارے عرب وعجم اور پاک وہند کے جدید علماء کی جماعت نے چند سال قبل متفقہ فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ آیات کے جواب دینے کا عمل کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ اس کے باوجود تم نے سابقہ طرز عمل سے دستبرداری کا اعلان نہیں کیا جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ تم اپنے پرانے علماء کے بے دلیل موقف پر ان کی اندھی تقلید کرتے ہو، اور پھر بھی حدیث کا نام لیکر لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہو، الغرض ایسے بے دلیل عمل سے چمٹے رہنا یہی مسلکی جمود ہے، یہی تعصب ہے، یہی فرقہ پرستی ہے، یہی اندھی تقلید ہے، لیکن یہ سب کچھ چونکہ تم کرتے ہو اِس لئے یہ ریسرچ ہے، وسعت نظری ہے، دلیل کی پاسداری ہے اور اجتہاد ہے!

(۲) تمہاری سابقہ نمازوں کا کیا بنے گا جن میں تم یہ بے دلیل عمل کرتے رہے ہو؟

(۳) آیتوں کے جواب دیکر تم ایک ایسے رواج پر عمل کرتے آئے ہو جو کسی صحیح حدیث سے ثابت نہ تھا۔ اور یوں تم ایک بے دلیل موقف پر عمل پیرا ہو اور اپنے امام مسجدوں اور واعظوں کی تقلید کرتے ہو۔

یہ کہتے تو ہو شرک تقلید کو وہی طوق در گردن آنجناب

اس صورتحال سے تمہارے حدیث پر عمل کے دعوے کی قلعی کھل گئی۔

(۴) اگر کوئی شخص کسی مدلّل موقف پر دلیل جانے بغیر عمل کرلے تو تم اِسکو تقلید اور شرک قرار دیتے ہو، جبکہ یہاں تم سرے سے بے دلیل موقف پر جمے ہوئے ہو۔

اب اپنے بارے میں کیا تبصرہ ہے؟

(۵) حدیث پر عمل کے دعویداروں کے خلاف حدیث کا فیصلہ سامنے آچکا مگر تمہاری مسجدوں میں آیات کا جواب دینے کا عمل اسی طرح رائج ہے، نہ تم نے اسے بدلا ہے نہ بدل سکو گے چونکہ اس تبدیلی سے عوام کے سامنے تمہارے حدیث پر عمل کا بھانڈا پھوٹ جائے گا، تمہارے بوڑھے سراپا احتجاج ہوں گے کہ ہماری سابقہ نمازوں کا کیا بنے گا؟ بلکہ مسلکی بغاوت کا خطرہ ہے۔

یہ سب خطرات اپنی جگہ لیکن اگر تم نے اپنی یہ روش نہ بدلی تو تمہاری ہی آئندہ نسلیں تمہیں علمی خیانت کا مرتکب اور مخالفت حدیث کا مجرم ٹھہرائینگی۔

نہ وہ بدلا نہ تم بدلے نہ یاران سخن بدلے ☆ میں کیسے اعتبار انقلاب آسماں کرلوں

یوں اتباع حدیث کی بابت تمہارے قول و عمل کا تضاد کھل کر سامنے آچکا ہے، تمہارے علماء نے خانہ ساز فرقہ وارانہ نظریات پیش کیئے اور انہیں حدیث کا عنوان دیدیا، اور تم جیسے بھولے لوگ ان سے متاثر ہوگئے اور اپنے مخالفین پر حدیث کی مخالفت کا فتویٰ داغنے لگے، لیکن:

حدیثوں پر عمل کرنے کے دعوے اور ہوتے ہیں ☆ پیمبر کی اطاعت کے تقاضے اور ہوتے ہیں

غیر مقلد: آپ کی باتیں واقعی مخلصانہ، بڑی حقیقت پسندانہ، جاندار اور روزنی ہیں ہمیں ان پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔ اصل بات تو دلیل کی ہے، جب خود ہمارے علماء نے تسلیم کرلیا ہے کہ نماز میں اِن آیات کا جواب دینا ایک رواج ہے جو دلیل سے ثابت نہیں تو پھر ہمیں بھی جرأتمندی کے ساتھ اِس رواج سے دستبردار ہوجانا چاہیئے۔ ہم اپنے دینی معاملات میں کب تک دیہاتی واعظوں، اَن پڑھ خطیبوں اور متعصّب مصنّفوں کے اندھے مقلد بنے رہیں گے؟ الغرض اب ہمیں دلیل اور رواج میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہوگا۔

حصہ سوم

چھپے راز

- غیر مقلد اور تقلید
- دعائے قنوت کب اور کیسے؟
- ننگے سر نماز پڑھنا

فاتحہ سے پہلے بسم اللہ
سینہ پر ہاتھ باندھنا
غائبانہ نماز جنازہ

فاتحہ خلف الامام
آمین ایک نئے تناظر میں
آیتوں کا جواب دینا

غیر مقلد اور تقلید
دعائے قنوت کب اور کیسے؟
ننگے سر نماز پڑھنا

غیر مقلد اور حرمین شریفین
غیر مقلد اور صحیح بخاری
غیر مقلد اور غلط حوالے

اہل حدیث
اور
ضعیف حدیثیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

☆ اہل حدیث حضرات قول و عمل میں تضاد کا شکار ہیں اور اب تو صورتحال یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ شاید انہیں اِس تضاد کا احساس ہی نہیں رہا۔ وہ قدم قدم پر اپنے امام مسجد، واعظ، مترجم اور مصنف کی تقلید کر رہے ہوتے ہیں لیکن تقلید کو شرک بھی کہہ رہے ہوتے ہیں، اور تقلید پر تنقید بھی کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ حدیث پر عمل کا دعوی کرتے ہیں لیکن انکی کتابوں میں امتیوں کے اقوال بطور دلیل پیش کیئے جا رہے ہوتے ہیں۔

وہ کہتے تو ہیں شرک تقلید کو وہی طوق در گردنِ آنجناب

الغرض اُنکے منشور اور عمل میں اُنکے نعرے اور حقیقت میں کتنے فاصلے ہیں؟ اور یہ فاصلے مسلسل بڑھ رہے ہیں۔ آئندہ تحریر میں آپ اسکی جھلک دیکھ سکیں گے۔

☆ اہل حدیث حضرات اور خصوصاً نئے اہل حدیث یوں ننگے سر نماز پڑھتے ہیں جیسے یہ کوئی مسنون اور مستحب عمل ہو جبکہ یہ عمل کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ حتی کہ اُنکے اپنے ہی قدیم و جدید علماء نے اس عمل کو خلافِ سنت لکھا ہے، لیکن تحقیق و ریسرچ کے نام پر اِن سب تحقیقات کو مسترد کیا جا رہا ہے۔ اِس موضوع سے متعلق آئندہ تحریر کی اشاعت کے بعد امید ہے کہ عوام و خواص اہل حدیث سنجیدگی سے اِس مسئلہ پر غور کریں گے۔

☆ اہل حدیث حضرات وتروں کی دعاء قنوت رکوع کے بعد پڑھتے ہیں جبکہ صحیح بخاری میں دعا قنوت رکوع سے پہلے پڑھنے کا ثبوت ہے نیز اُنکے اپنے علماء نے بھی ایک سو سال کی تحقیق کے بعد اب یہ فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ رکوع سے پہلے وتروں کی دعاء قنوت پڑھنا دلیل کی رو سے راجح اور قوی ہے اور رکوع کے بعد دعاء قنوت پڑھنا کمزور ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ اہل حدیث حضرات کی مساجد دلیل اور حدیث کی رو سے راجح اور قوی موقف سے کب آباد ہوتی ہیں؟

وتروں میں دعائیں مانگی تھیں آقا (ﷺ) نے جھکنے سے پہلے
کچھ لوگوں کو منظور نہیں بے باک بخاری کی باتیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مقلد اور تقلید

سنی: آپ بتانا پسند کریں گے کہ آپ کس مسلک سے تعلق رکھتے ہیں؟

غیر مقلد: میں اہل حدیث مسلک سے تعلق رکھتا ہوں۔

سنی: وہ کونسی امتیازی باتیں ہیں جن کی بناء پر آپ نے یہ علیحدہ فرقہ بنایا اور ۱۸۸۶ء میں اُسے انگریز گورنمنٹ سے رجسٹرڈ کرایا؟

غیر مقلد: (۱) دراصل ہم اہل حدیث چاہتے ہیں کہ امت کو مختلف گروپوں میں تقسیم کرنے کی بجائے قرآن وحدیث کے متفقہ پلیٹ فارم پر متحد کریں۔

(۲) ہم مختلف اماموں کی تقلید کی بجائے براہ راست قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہیں اور کسی امام کو نہیں مانتے، بلکہ کسی بھی امتی کی بات اختیار کرنے کو تقلید سمجھتے ہیں جو کہ شرک ہے۔

(۳) اگر ایک طرف قرآن وحدیث کی تعلیمات ہوں اور دوسری طرف اپنے فرقہ کی تعلیمات ہوں تو ہم کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث کو اپنالیں اور فرقہ کے مسئلہ کو چھوڑ دیں۔

(۴) ہم تقلید کی بجائے اجتہاد کے طریقے پر عمل پیرا ہیں۔

(۵) ایک خفیہ اصول جو عموماً صرف اہل حدیثوں کو بتایا جاتا ہے۔

سنی: آپ نے بڑا خوبصورت تعارف کرایا ہے۔کیا ان پانچ اصولوں پر آپ کا عمل بھی ہے؟

غیر مقلد: یہ ہمارا منشور ہے، پھر اس پر عمل نہ ہونے کا کیا مطلب؟

سنی: منشور تو پیپلز پارٹی نے بھی بڑا خوبصورت دیا تھا۔ ''روٹی کپڑا اور مکان'' لیکن تین دفعہ حکومت میں آنے کے باوجود اس پر کتنا عمل کیا؟ یہ آپ کے سامنے ہے، بس میں سمجھ گیا کہ سیاسی جماعتوں کی طرح بھولے عوام کا مذہبی شکار کرنے کے لئے آپ نے یہ منشور اپنایا ہے۔

غیر مقلد: نہیں نہیں ہمارے منشور اور مشن میں اور ہمارے قول و عمل میں سیاسی جماعتوں کی طرح کوئی تضاد نہیں ہوتا، آپ ہماری جماعت کو پیپلز پارٹی پر قیاس نہ کریں۔

پہلا اصول اور تجزیہ

سنی: اچھا تو اہل حدیث سے کیا مراد ہے؟ ذرہ حدیث کی تعریف قرآن کریم اور حدیث نبوی شریف سے بتا دیں۔ تا کہ ہمیں پتہ چلے کہ آپ حدیث سے کیا مراد لیتے ہیں؟

غیر مقلد: حدیث کی تعریف تو بڑی مشہور ہے: ''قول النبی ﷺ و فعلہ وتقریرہ'' کہ ارشاد نبی ﷺ آپؐ کا عمل اور وہ کام جو آپؐ کے سامنے ہوئے اور آپؐ نے منع نہیں فرمایا۔

سنی: اس تعریف کا حوالہ دیدیں کہ قرآن کریم کی کونسی سورۃ یا کس حدیث میں بیان کی گئی ہے؟ بقول شاعر:

وہ ہیں یوں تو اک مجتہد شیخ کل — پر ادنیٰ مقلد سے ہوں لا جواب
نہ مانیں تو تعریف ثابت کریں — احادیث کی وہ بنصِّ کتاب

غیر مقلد: علماء محدثین نے حدیث کی یہی تعریف بیان کی ہے۔

سنی: آپ تو پہلے ہی سوال پر آؤٹ ہو گئے کہ قرآن و حدیث سے حدیث تعریف پیش نہ کر سکے اور امتی کا قول اختیار کر کے اُس کی تقلید کرنے لگے۔ اب دوسرا سوال یہ ہے کہ آپ نے تو قرآن و حدیث کی اتباع کا ذکر کیا تھا اور یہ تعریف تو صرف حدیث پیمبر ﷺ کو شامل ہے۔ تو کیا آپ قرآن پر عمل نہیں کرتے؟

غیر مقلد :جی قرآن پر بھی حدیث کا اطلاق ہوتا ہے،قرآن کی آیت﴿ فبای حدیث بعدہ یؤمنون﴾ یہاں حدیث سے مراد قرآن ہے۔گویا حدیث سے مراد قرآن بھی ہے اور حدیث بھی۔

سنی: چلیں کوئی ایک آیت یا حدیث پیش کر دیں جس سے آپ یہ موقف ثابت کر سکیں کہ حدیث سے مراد قرآن کریم ، ارشاد پیمبر ﷺ آپ ؐ کا عمل اور سکوت ہے۔ ورنہ یہ تسلیم کریں کہ ہم اپنا نام بھی اپنے اصول اور منشور کے مطابق ثابت نہ کر سکے اور ہمیں امتی کی تقلید کا سہارا لینا پڑا۔اور تقلید کو آپ شرک کہتے ہیں۔

غیر مقلد: مجھے تو نہیں پتا۔البتہ ہمارے مولانا عبدالجبار صاحب کھنڈیلویؒ نے بڑا علمی نکتہ بیان کیا ہے کہ:''پس اگر باقاعدہ اصول فقہ عموم مجاز کی روشنی میں حدیث کو دیکھیں تو لازمی طور پر اہل حدیث کا ترجمہ ہوا قرآن وحدیث والا''۔(خاتمہ اختلاف ۱۰۹)

سنی : یہ''اصول فقہ اور عموم مجاز'' قرآن کی کونسی آیت یا کونسی حدیث ہے، جس کو آپنے دلیل بنایا ہے؟ الغرض قرآن وحدیث کی دلیل کے علم کے بغیر ہی تم اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہو اور کوئی دوسرا یہ عمل کرے تو اس پر تقلید کا فتویٰ داغ دیتے ہو اور تقلید کو شرک کہتے ہو۔اب اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟

اچھا اب یہ تو بتائیں کہ حدیث کی کتنی قسمیں ہیں؟

غیر مقلد : حدیث کی چار قسمیں ہیں۔حدیث صحیح،حدیث حسن،حدیث ضعیف حدیث موضوع (من گھڑت)۔

سنی: اس تقسیم کا حوالہ قرآن کی آیت یا کسی حدیث سے دے دیں۔

غیر مقلد: قرآن وحدیث میں تو یہ تقسیم نہیں ملتی،البتہ علماء نے یہ تقسیم کی ہے۔

سنی: کسی صحابی نے یہ تقسیم کی ہو تو اس کا حوالہ دے دیں۔

غیر مقلد: نہیں جی یہ تقسیم صحابہ کے بعد کے علماء نے کی ہے۔

سنی: جب اس تقسیم پر قرآن و حدیث کی کوئی دلیل نہیں، صحابہؓ سے اس کا ثبوت نہیں تو پھر تمہارا بلا دلیل امتی کے اس قول کو مان لینا تقلید نہیں تو اور کیا ہے؟ کوئی اور ایسا کرے تو شرک ہوگا، تم خود کرو تو توحید ہے، تمہارے لینے اور دینے کے پیمانے بڑے عجیب ہیں۔ بقول شاعر:

مقلد کو کہتے ہو مشرک پجاری تمہارے یہاں کیوں ہے تقلید جاری

تمہیں اپنے مفتی کی تقلید جائز تمہیں اپنا ہر مولوی ہے بخاری

غیر مقلد: آپ تو بال کی کھال اتارتے ہیں، مجھے پہلی دفعہ ایسے سوالات سے واسطہ پڑ رہا ہے۔

سنی: اچھا تم نے کہا کہ ضعیف اور موضوع بھی حدیث کی دو قسمیں ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم اہل حدیث ضعیف اور من گھڑت حدیثوں پر بھی عمل کرتے ہو۔

غیر مقلد: جی نہیں ہم صرف حدیث صحیح اور حسن پر عمل کرتے ہیں، ضعیف اور موضوع پر عمل نہیں کرتے۔

سنی: تمہارا نام تو اہل حدیث ہے، جو حدیث کی چاروں قسموں کو شامل ہے، اگر تم بعض قسموں پر عمل کرتے ہو بعض پر نہیں تو اپنے نام میں اس کی وضاحت کرو اور اپنا نام رکھو ''اہل حدیث صحیح وحسن'' باقی تمہارا یہ کہنا کہ تم ضعیف حدیث پر عمل نہیں کرتے تو یہ غلط بیانی ہے چونکہ تمہاری گزشتہ صدی کی بے نظیر، مائیہ ناز اور مرکزی کتاب صلاۃ الرسول سیالکوٹی میں تقریباً (۱۵۵) ضعیف اور تین من گھڑت (موضوع) حدیثیں ہیں۔اور تمہاری نسلیں اِسپر عمل کرتی آرہی ہیں۔

غیر مقلد: آپ کی رائے بڑی وزنی ہے لیکن ہمارے مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب نے ہندوستان کی انگریزی حکومت سے جب یہ نام رجسٹرڈ کرایا تھا تو وہ

صرف ''اہل حدیث'' ہی کرایا تھا بذریعہ سیکرٹری حکومت پنجاب مسٹر ڈبلیو، ایم، ینگ بہادر چٹھی نمبر ۱۷۵۸ مجریہ ۳ دسمبر ۱۸۸۶ء بحوالہ (اشاعۃ السنۃ، شمارہ ۲ جلد ۱۱ ص ۳۲۔۳۹) اب اس میں تبدیلی نہ کر سکنا ہماری قانونی مجبوری ہے، لیکن اس میں کنفیوژن بہر حال موجود ہے۔

سنی: انگریز دور سے پہلے کسی ان پڑھ کو اہل حدیث کہا جاتا ہے؟

غیر مقلد: اس بات کا حوالہ آج تک تو ہمارے علماء کو نہیں ملا، تلاش جاری ہے۔

سنی: اِسکے باوجود تمہارا دعویٰ ہے کہ تم چودہ صدیوں سے موجود ہو، لہذا مجھے ہر صدی میں جماعت اہل حدیث کے صرف دس دس افراد کے نام بتا دو جن کے نظریات تمہارے جیسے ہوں کہ ائمہ کی تقلید شرک ہے، صحابہ کا قول، فعل اور فہم حجت نہیں، تین طلاقیں ایک ہیں، تراویح آٹھ ہیں، جمعہ کی اذان ایک ہے.... وغیرہ۔

غیر مقلد: انگریز دور کے بعد تو عقائدِ مذکورہ کے حامل سینکڑوں نام بتا سکتا ہوں لیکن اِس سے پہلے نہیں۔ اِس سے پہلے جن اہل حدیثوں کا تذکرہ ملتا ہے اُنکے عقائد یہ نہ تھے۔

سنی: مزید سوال یہ ہے کہ تم قرآن وسنت کے پرچم تلے امت کو متحد کرنے کا مقصد لیکر اٹھے تھے لیکن چند فیصد ہونے کے باوجود تم خود کتنے گروپوں میں تقسیم ہو گئے اور تم نے کتنے گمراہ فرقوں کو جنم دیا ہے؟

''جماعۃ الدعوۃ''۔ ''جماعت غرباء اہل حدیث''۔ ''جمعیت اہل حدیث''۔ ''مرکزی جمعیت اہل حدیث''۔ ''جماعت المسلمین''۔ ''شبان اہل حدیث''۔ ''جماعت اہل حدیث'' وغیرہ ہر ایک اپنی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی جماعتیں بنا چکے ہو۔ جو لوگ امت کو متحد کرنا چاہتے تھے۔ جب وہ خود تقسیم در تقسیم ہوتے چلے جا رہے ہیں اور ایک دوسرے کو غلط قرار دے رہے ہیں تو ایسے لوگ امت کو کیا متحد کریں گے؟

تمہارے فتاوی ستاریہ میں لکھا ہے: ''اہل حدیث اہل حدیث کے عقائد میں فرق ہے، گو اِس پر تعجب ضرور ہوگا مگر حقائق کے معلوم ہونے کے بعد تعجب تعجب نہیں رہے گا'' (جلد۳/صفحہ۲۴) اب وہ حقائق کب واضح ہوں گے؟ تاکہ غیر مقلدین کی انتظار کی گھڑیاں ختم ہوں اور وہ صحیح عقائد والے اہل حدیث فرقہ میں شامل ہوں۔

فتاوی ستاریہ میں مزید لکھا ہے: ''اہل حدیث بھی دو ہی قسم کے ہیں، ایک خالص اہل حدیث اصولاً وفروعاً، اور ایک فروعاً اہل حدیث اصولاً غیر اہل حدیث''۔ (۲۴/۳)

اب کون کون سے اہل حدیث خالص ہیں اور کون کون سے ناخالص ہیں؟ اس کی وضاحت جلد ہوجانی چاہئے تاکہ تم لوگوں کے لئے خالص اہل حدیث کے انتخاب میں آسانی ہو، فتاوی ستاریہ میں خالص اہل حدیث کی کچھ وضاحت یوں کی ہے: ''میں اپنے ہم عصر علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ میری اس بات کو غلط ثابت کر کے انصافاً بتا دیں کیا آپ لوگ اشعری قدیم اور ماتریدی کے عقائد کے پابند نہیں، پھر تمہیں اپنے کو اہل حدیث خالص کہتے ہوئے شرم نہیں آتی، سورج پر خاک ڈالنا چاہتے ہو۔ اگر اب بھی بیدار نہیں ہوئے تو تم سے بڑھ کر منحوس کوئی ہستی نہیں ہوگی''۔ (۲۶/۳)۔

فتاوی ستاریہ میں مزید لکھا ہے: ''بہر حال جب بڑے علماء ہی اصل عقائد اہل حدیث سے بے بہرہ ہیں، برا نہ مانیں تو پھر عوام میں وہ صحیح عقائد کہاں سے پیدا ہو سکتے ہیں؟'' (۲۵/۳) الغرض تم عقیدہ عقیدہ کا نام لیتے ہو تمہارے تو اپنے عقائد میں فرق ہے اور وہ خالص ناخالص درجہ کا ہے، اور جب تمہارے علماء کو بھی اصل عقائد کا پتہ نہیں تو تم عوام کو کیا خبر؟ لہذا جا کر پہلے اپنے عقائد درست کر کے آؤ۔

زباں وقف طعن اور تشنیع ہو — یہی تیرے مذہب کا لبِّ لباب
جو تفریق کے بیج بوئے وہی — ہے فرزند لائق بڑا کامیاب

اُدھر قادیانی اور منکرین حدیث و چکڑالوی جیسے فرقوں نے بھی تمہاری ہی کوکھ سے جنم لیا ہے۔

غیر مقلد: ہماری مجلسوں اور مسجدوں میں بھی اس پریشان کن صورتحال پر تبادلہ خیالات ہوتا رہتا ہے، لیکن کوئی حتمی وجہ سمجھ میں نہیں آرہی۔ آپ نے غرباء اہل حدیث کے فتاوی ستاریہ کی بات چھیڑی ہے تو سن لیں کہ علماء اہل حدیث نے انکو اہل حق اور اہل حدیث سے خارج کیا ہوا ہے (ملاحظہ ہوا نہی کا فتاوی ستاریہ ۲۶/۳)۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

سنی: تمہارے قائد اور عظیم راہنما حضرت مولانا داود غزنوی صاحبؒ نے تمہارے اِس انتشار اور افتراق کے اسباب کا جائزہ لے کر کیا تجزیہ کیا ہے؟

غیر مقلد: میرے علم میں تو نہیں، آپ ضرور بتائیں، چونکہ مولانا داود غزنویؒ کا تو ہمارے حلقہ میں بہت احترام ہے۔ اُنکے تجزیہ سے ہمیں اپنی اصلاح کرنے میں مدد ملے گی۔

سنی: مولانا غزنویؒ نے فرمایا: ''جماعت اہل حدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بددعا لے کر بیٹھ گئی ہے۔ ہر شخص ابوحنیفہؒ، ابوحنیفہؒ کہہ رہا ہے۔ کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہؒ کہہ دیتا ہے۔ پھر اُن کے بارے میں اِن کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے یا زیادہ سے زیادہ گیارہ۔ اگر کوئی بہت بڑا احسان کرے تو وہ انہیں سترہ حدیثوں کے عالم گردانتا ہے۔ جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطہ نظر رکھتے ہوں اُن میں اتحاد و یک جہتی کیوں کر پیدا ہو سکتی ہے'' (داود غزنویؒ ص ۱۳۶)۔

غیر مقلد: حضرت غزنویؒ کا یہ تجزیہ بڑا حقیقت پسندانہ ہے لیکن ہمارے علماء نے اس تجزیہ کی روشنی اپنی اصلاح نہیں کی، بلکہ انہیں جہاں موقع ملے امام ابوحنیفہؒ پر طنز و تنقید سے گریز نہیں کرتے۔ یہ دیکھیں: حضرت جابرؓ کی آٹھ رکعت تراویح والی روایت کی بابت سندھو صاحب لکھتے ہیں: ''اسکی سند عیسی بن جاریہ کی وجہ سے ضعیف ہے'' (القول المقبول ص ۶۰۷، نیز ص ۶۱۰ پر بھی عیسی بن جاریہ کو ضعیف لکھا ہے) جبکہ

زبیر علی زئی صاحب اِسی ضعیف راوی عیسی بن جاریہ کے بابت لکھتے ہیں: ''ابوحنیفہ، محمد بن الحسن الشیبانی اور ابو یوسف سے کہیں زیادہ بہتر ہیں'' (تسہیل الوصول ص ۳۰۹)، نیز زبیر صاحب کے بعض ماہانہ مضامین میں امام ابوحنیفہؒ کی بابت جو زبان استعمال ہوتی ہے اُسکو نقل کرنے سے مجھے شرم آتی ہے۔

سنی: حضرت غزنویؒ کے تجزیہ کے مطابق یہی وجہ ہے کہ مندرجہ بالا مضمون نگار افتراق وانتشار کا علمبردار ہے بلکہ وہ اپنی ذات میں ہی انتشار کا شکار ہے وہ ایک کتاب میں جو کہتا ہے دوسری کتاب میں اس کے برعکس کہتا ہے (اس پر تبصرہ آئندہ کسی نشست میں کریں گے)

غیر مقلد: بہرحال اس گروپنگ کے باوجود ہم اپنے امتیازی مسائل میں تو متحد ہیں نا؟

سنی: عجیب اتحاد ہے کہ کوئی ایک دوسرے کو اہل حدیث ماننے کیلئے تیار نہیں، عجیب اتحاد ہے کہ ایک نماز کے ایک ہی مسئلہ پر تمہاری متضاد آراء موجود ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

(۱) **سبح اسم ربک الأعلی** کے جواب میں مقتدیوں کو **سبحان ربی الأعلی** کہنا چاہیے جماعت غرباء اہل حدیث کے ''فتاوی ستاریہ'' (۳۶/۴) اور اقبال کیلانی کی ''کتاب الصلاۃ'' (۸۴) پر ایسا ہی لکھا ہے۔ جبکہ تمہاری ہی ''نماز نبوی'' (ص ۱۶۱) پر لکھا ہے کہ یہ درست نہیں ہے، کیونکہ اس بارے میں کوئی صحیح صریح روایت نہیں۔

(۲) تم سب لوگ ایک دفعہ اونچی آمین کہتے ہو، جبکہ فتاوی ستاریہ میں تین دفعہ آمین کہنے کو سنت لکھا ہے۔ (۶۵/۳)، (۱۴۱/۱) یہ قول وعمل کا باہمی تضاد نہیں تو اور کیا ہے؟

(۳) ''صلاۃ الرسول ﷺ'' سیالکوٹی (صفحہ ۹۹) پر ہے کہ قئے نکسیر اور خون سے وضو ٹوٹتا ہے، جبکہ اسی کتاب کا حاشیہ نگار لقمان سلفی لکھتا ہے کہ وضو فاسد نہیں ہوتا۔ (ص ۵۲) نیز تسہیل الوصول ص ۸۷ پر ہے کہ وضو نہیں ٹوٹتا۔

(۴) دوران سفر نماز قصر کرنے کی مدت ۱۹ دن ہے، ملاحظہ ہو: (''رسول اکرم ﷺ کی نماز'' صفحہ ۱۰۷۔ ''کتاب الصلاۃ'' کیلانی صفحہ ۱۲۴۔ ''صلاۃ الرسول'' سیالکوٹی ص ۳۹۸) جبکہ اس آخری کتاب کا حاشیہ نگار لقمان سلفی کہتا ہے کہ: ''مدت قصر چار دن ہے'' (صفحہ ۲۵۶) نیز (نماز مسنون صفحہ ۹۷) پر بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

(۵) موزوں پر مسح کی ابتداء اس وقت سے ہوتی ہے جب وضو ٹوٹے۔ (صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی ۱۰۲) جبکہ اسی کتاب کے حاشیہ نگار لقمان سلفی صاحب نے لکھا ہے کہ مسح کی مدت مسح کے بعد سے شروع ہوتی ہے وضو ٹوٹ جانے کے بعد سے نہیں (صفحہ ۵۵) جبکہ تمہاری نماز نبوی لکھا ہے: ''اگر ایک شخص نماز فجر کے لئے وضو کرتا ہے اور موزے یا جرابیں پہن لیتا ہے تو اگلے دن کی نماز فجر تک وہ مسح کر سکتا ہے'' (ص ۷۵)۔

بلکہ آپ کی اطلاع اور مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مولانا عبدالقدوس قارن صاحب کی کتاب ''غیر مقلدین کے متضاد فتوے'' جس کو پڑھ کر آپ خود حیران ہوں گے کہ اکثر مسائل میں تمہاری دو دو تین قسم کی متضاد رائے ہیں ان میں سے صحیح کیا ہے اور غلط کیا؟ نیز تمہاری نمائندہ رائے کونسی ہے؟ کس رائے پر عمل کرنے والا اہل حدیث کہلائے گا؟ کونسی رائے قرآن و حدیث کے مطابق ہے اور کونسی مخالف؟ یہ سب ایسے سوال ہیں جو تسلی بخش جواب کے منتظر ہیں مگر جواب کون دے؟

حدیث اور قرآں کا نعرہ لگاؤ   تو پھر کیوں ہو آپس میں دست و گریباں؟
اگر ایک سو سال میں تم نے یہ گل کھلائے ہیں تو آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟

الزام ہے ہم پر فرقت کا وحدت کے علم بردار ہیں جو
خود آپس میں ٹکراتے ہیں یہ کام ہیں اہل حدیثوں کے

دوسرا اصول اور تجزیہ

سنی: اچھا آپ عموماً یہ کہتے ہیں کہ ہم قرآن وحدیث پر براہ راست عمل کرتے ہیں، اس سلسلہ میں کسی کی تقلید نہیں کرتے ،تو ابھی مجھے وضو اور نماز کے تمام مسائل پر ایک ایک دلیل قرآن یا حدیث سے پیش کرتے جائیں تا کہ اس دعوے کی تصدیق ہو جائے۔تو بتائیے کہ وضو میں کتنے فرض ہیں اور کتنی سنتیں ہیں اور ان اعمال کے فرض یا سنت ہونے کی ایک ایک دلیل بیان کرتے جائیں۔

غیر مقلد :وضو تو دن رات میں کئی دفعہ کرتا ہوں لیکن اس کے فرض یا سنتوں اور ان کے دلائل کا مجھے علم نہیں،بس جس طرح لوگوں کو کرتے دیکھا اسی طرح وضو کرتا ہوں۔

سنی : تم الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔جب تم وضو کے یہ اعمال ہی بلا دلیل کرتے ہو تو تم دلیل کی پیروی نہیں بلکہ تقلید کر رہے ہو اور وہ بھی چودھویں پندرھویں صدی کے لوگوں کی۔اچھا نماز کے فرائض واجبات سنتیں اور مستحبات نیز ارکان وشرائط بتائیں اور اس کی ایک ایک دلیل بھی پیش کر دیں اور اسلام صرف نماز کا تو نام نہیں پورے نظام زندگی کا ہے اس لیے بچپن سے قبر تک کے مسائل کی ایک ایک دلیل بیان کر دیں۔

غیر مقلد :یہ بات تو ہمارے علماء وخطباء کو بھی معلوم نہیں میری کیا حیثیت؟ کتنی محفلوں میں یہ بات زیر غور آئی لیکن تا حال کوئی بھی اس کے جواب کے لئے کمر بستہ نہیں ہوا،لیکن اس کی ضرورت بھی کیا ہے؟

سنی :گویا تم سب کے سب ان مسائل میں تقلید کا شکار ہو اور بلا دلیل اپنے مولویوں کی سکھائی ہوئی نماز کو پڑھے جا رہے ہو، جہاں تک ان مسائل کی ضرورت کا تعلق ہے تو ہر نمازی کو پتہ ہو کہ یہ چیز چھوٹ گئی تو نماز ہو گی فلاں فلاں چیزیں چھوٹیں تو نماز نہیں ہو گی۔ کس چیز کے چھوٹنے سے سجدہ سہو ہے؟ کس چیز کے چھوٹنے سے سجدہ سہو نہیں؟ وغیرہ۔جیسا

کہ مولانا اسماعیل سلفی صاحبؒ لکھتے ہیں: ''احادیث کے تتبّع سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز کی سنن کے ترک پر سجدہ سہو فرماتے''۔ (رسول اکرم ﷺ کی نماز ص ۱۰۳)

غیر مقلد: سچی بات یہ ہے کہ ہم ایک سو سال سے ابھی تک رفع یدین، فاتحہ خلف الامام، اور آمین اونچی وغیرہ سے ہی فارغ نہیں ہوئے کہ مزید کچھ سوچیں۔

سنی: تو جب تک ان بقیہ سب مسائل نماز کا مدلل حل نہیں نکال لیتے اس وقت تک انمیں اپنے مقلد ہونے کا اعتراف کرلو اور دوسروں پر فتویٰ بازی سے باز رہو۔ نیز اس گفتگو سے واضح ہو گیا کہ ''تم اپنے مسائل میں براہ راست قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہو امتی لوگوں کے اقوال پر نہیں''۔ اس میں کتنی صداقت ہے۔

اچھا یہ بتاؤ کہ ہر روز نماز باجماعت میں امام اونچی آواز سے تکبیر کہتا ہے اور تم مقتدی آہستہ تکبیر کہتے ہو۔ اس کی کیا دلیل ہے؟ اسی طرح نماز کا سلام امام اونچی آواز سے کہتا ہے اور مقتدی آہستہ۔ اس کی دلیل؟

غیر مقلد: یقیناً ہم ایسے ہی کرتے ہیں لیکن اس کی دلیل تو ہمیں معلوم نہیں، بلکہ اپنے بعض علماء سے یہ بات پوچھی تو وہ بھی جواب نہ دے سکے، اور ہم نے اصرار کیا تو ڈانٹ پڑی۔

تیسرا اصول اور تجزیہ

سنی: گویا تم روزانہ یہ عمل کرتے ہو لیکن تمہیں دلیل کا پتہ نہیں، پھر کس بنیاد پر یہ عمل کرتے ہو؟ جبکہ تم خود کہتے ہو کہ بلا دلیل کسی چیز پر عمل کرنا تقلید ہے، اگر کوئی دوسرا یہ کام کرے تو وہ شرک ہو جاتا ہے اور تم خود وہی کام کرو تو وہ تمہاری پیشانی کا جھومر ہوتا ہے نیز یہ تقلید بھی کس کی؟ پندرھویں صدی کے نام نہاد غیر مقلد امام مسجد کی، واعظ کی، مصنف کی۔ اور اگر کوئی پہلی دوسری صدی کے امام کی تقلید کرے تو اس پر طعن و تشنیع اور تنقید ہوتی ہے۔ یہ واضح تضاد کیوں ہے؟

وہ کہتے تو ہیں شرک تقلید کو وہی طوق درگردنِ آنجناب

اچھا تمہارا یہ کہنا کہ ایک طرف کسی فرقہ کا مسئلہ ہو اور دوسری طرف واضح حدیث ہو تو تم حدیث پر عمل کرتے ہو اور فرقہ کا مسئلہ چھوڑ دیتے ہو۔ اس دعوے میں کتنی صداقت ہے؟ اس کا اندازہ آئندہ گفتگو بعنوان ''غیر مقلد اور صحیح بخاری'' سے ہو سکے گا کہ یہ دعویٰ بھی ایک سراب سے زائد کچھ نہیں۔

غیر مقلد: یہ سراب کیا چیز ہوتی ہے؟

سنی: دھوپ میں ریتلی زمین کو دیکھیں تو ذرہ فاصلہ پر چمک سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہاں پانی ہے، انسان جوں جوں آگے بڑھتا ہے وہ چمک بھی آگے آگے بڑھتی رہتی ہے۔ جتنا مرضی سفر کر لو یہ آنکھ مچولی ہوتی رہتی ہے اور مسافر پانی تک نہیں پہنچتا تمہارے علماء تمہیں حدیث کے نام پر جو چمک دکھا رہے ہیں وہ نام کی چمک ہے، نعرہ کی چمک ہے، دعوے کی چمک ہے، حقیقت میں وہاں سراب ہے۔

حدیثوں پر عمل کرنے کے دعوے اور ہوتے ہیں
پیمبر (ﷺ) کی اطاعت کے تقاضے اور ہوتے ہیں

حدیثوں پر عمل کے حوالے سے تمہارے دعوے اور عمل میں کس قدر تضاد ہے؟ آپ اس کا اندازہ درج ذیل چند مسائل سے لگا سکتے ہیں:

(۱) تمہارے علماء نے یہ فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ سورہ فاتحہ سے پہلے امام کا اونچی آواز سے بسم اللہ پڑھنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ ملاحظہ ہو: (مختصر فتاوی ابن تیمیہ ص ۴۶، ۴۸۔ صلاۃ المصطفیٰ ص ۱۵۹۔ القول المقبول ص ۳۵۵)

لیکن تم تا حال اس غیر ثابت عمل پر کاربند ہو۔

(۲) تمہارے علماء نے فتویٰ دیدیا ہے کہ عادتاً ننگے سر نماز پڑھنا خلاف سنت ہے۔

ملاحظہ ہو: (''فتاوی ثنائیہ ۱/۵۲۳''۔''فتاوی علماء اہل حدیث ۲/۲۹''۔''الاعتصام ص۲۔ ۹/جولائی ۱۹۹۳''۔''مسنون نماز ص ۱۸'') لیکن تم تا حال اس خلاف سنت عمل پر کار بند ہو۔

(۳) تمہارے علماء نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ شہید کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھنا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ ملاحظہ ہو: (صلاۃ المصطفیٰ صفحہ ۳۲۴۔ نماز نبوی ص ۲۹۷ حاشیہ) لیکن تم تا حال اس خلاف سنت عمل پر کار بند ہو۔

(۴) تمہارے علماء نے یہ فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ وتروں کی دعاء قنوت رکوع سے پہلے پڑھنے کے دلائل زیادہ قوی اور راجح ہیں۔ ملاحظہ ہو: (''نماز نبوی ص ۲۳۶''۔ ''مسنون نماز ص ۸۴''۔ ''الاعتصام ص ۱۸۔ ۱۴/فروری ۱۹۹۲''۔ ''الدعوۃ ص ۵۰ اپریل ۱۹۹۳'')۔

لیکن تمہارا اجتماعی عمل رکوع کے بعد قنوت پڑھنا جوں کا توں ہے۔

الغرض ان چند مسائل میں خود تشخیصی نظام کے تحت اگر آپ بحیثیت مجموعی اپنے آپ کو حدیث کے مطابق بدلنے پر تیار پائیں تو سمجھ لیں کے آپ میں اتباعِ حدیث کا جذبہ موجود ہے، اور اگر آپ اپنے آپ کو تبدیل کرنے کیلئے تیار نہیں تو پھر اہل حدیث نام بدل کر کوئی اور نام رجسٹر کرالیں۔ جیسا کہ آپ کے کچھ لوگوں نے کر بھی لیا ہے۔

چوتھا اصول اور تجزیہ

اچھا تمہارا یہ دعویٰ کہ تم تقلید کی بجائے اجتہاد کرتے ہو۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تذکرہ ''داود غزنویؒ ''ص ۳۷۵ پر ائمہ اہل سنت میں سے کسی ایک امام کی تقلید واجب دوسری حالت میں مباح اور تیسری حالت میں ناجائز کہا ہے۔ اب جو تقلید واجب ہے اسپر تمہارا کتنا عمل ہے؟ نیز یہ بتاؤ کہ اجتہاد کسے کہتے ہیں؟

غیر مقلد: یہ تقلید واجب کا تو مجھے پتہ ہی نہیں البتہ اجتہاد یہ ہے کہ براہ راست قرآن و حدیث پر عمل کرنا تا کہ کوئی عمل بے دلیل مسئلہ پر نہ ہو کہ تقلید ہو جائے۔

سنی: تقلید واجب کا جواب آپکے ذمہ ہے، یہ بتائیں کہ آپ قرآن کریم اور حدیث شریف کو ان کی اصل عربی زبان میں پڑھ کر سمجھ لیتیں ہو؟

غیر مقلد: میں عربی تو نہیں سمجھتا۔ ہاں البتہ اردو ترجمہ سے مفہوم سمجھ لیتا ہوں۔

سنی : گویا مترجم نے جو ترجمہ لکھ دیا تم اسی کو قرآن وحدیث کا اصل مفہوم سمجھ لیتے ہو، اس طرح تو تم اس مترجم کے مقلد ہو گئے۔ اس نے جو صحیح یا غلط ترجمہ لکھ دیا تم نے اسی کو قرآن وحدیث کا اصل مضمون سمجھ لیا۔ اگر یہ تقلید نہیں تو پھر کیا ہے؟ اور اگر تم اس کو تقلید ماننے کے لئے تیار نہیں تو پھر اس ترجمہ کے صحیح ہونے پر قرآن وحدیث سے کوئی دلیل پیش کر دیں۔

غیر مقلد : کسی ترجمہ کے صحیح ہونے پر قرآن وحدیث کی کوئی دلیل تو پیش نہیں کی جاسکتی چونکہ یہ ترجمے تو چودھویں صدی میں ہوئے۔ لیکن ترجمہ تو غلط نہیں ہوسکتا۔

سنی : جب بے دلیل اُس ترجمہ پر اعتماد کیا تو یہ عین مترجم کی تقلید ہے باقی آپ کا یہ کہنا کہ ترجمہ غلط نہیں ہوسکتا تو مجھے بتائیں کہ درج ذیل ترجمہ صحیح ہے یا غلط؟

تمہارے محمد اقبال کیلانی صاحب کی کتاب الصلاۃ میں ہے: "عن أبی هريرة أن النبی ﷺ أمره أن يخرج فينادی لا صلاة الابقراءة فاتحة الكتاب فمازاد" حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے یہ اعلان کرنے کا حکم فرمایا کہ سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی اس سے زیادہ جتنا کوئی چاہے پڑھے" (ص ۸۰)۔

غیر مقلد : مجھے تو عربی نہیں آتی کہ اصل عربی عبارت اور ترجمہ کا موازنہ کر کے کوئی فیصلہ کر سکوں لیکن کیلانی صاحب پر ہمیں اعتماد ہے انہوں نے صحیح ترجمہ ہی کیا ہوگا۔

سنی : یہی اندھا دھند اعتماد بغیر دلیل کے کوئی اور کرے تو تقلید ہے اگر تم کرو تو اس تقلید کا نام اجتہاد ہو جائے گا؟ اچھا اب حدیث کا ترجمہ ایک اور سلفی مصنف کے حوالہ سے دیکھیں: سورۃ فاتحہ و مازاد کے سوا نماز نہیں ہوتی۔ (رسول اکرم ﷺ کی نماز ص ٦٨)

اب آپ اردو تو سمجھتے ہیں لہٰذا دونوں متضاد ترجمے صحیح ہیں یا دونوں میں سے ایک؟ اور آپ کا موقف کیا ہوگا؟

غیر مقلد : ظاہر ہے صحیح تو ایک ترجمہ ہی ہوگا لیکن وہ ایک کونسا ہے؟ میں تو اس کا فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں اور نہ ہی ہمارا عام آدمی اس کا فیصلہ کرسکتا ہے اندریں حالات کس کو مانیں اور کس کو چھوڑیں؟ دونوں ہی ہمارے مسلک کے ہیں، لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ جو جس ترجمہ کو چاہے اپنا لے۔

سنی: دو میں سے ایک صحیح ہے دوسرا غلط اور وہ کونسا ہے؟ یونہی بلا دلیل کسی ایک مترجم کی بات کو مان لینا اس کی تقلید نہیں تو اور کیا ہے؟ لیکن یہ تقلید چونکہ تم کرتے ہو لہٰذا اس کا نام اجتہاد ہوگا نا۔ اب تمہیں اندازہ ہوا کہ تمہارے مترجم بھی غلط ترجمہ کرتے ہیں اور تم اندھی تقلید کرتے ہو۔ ایک اور نمونہ ملاحظہ ہو:

(ماحسدتکم الیھو د علی شیء ماحسد تکم علی آمین)

اس کا ترجمہ حکیم سیالکوٹی صاحب ''صلاۃ الرسول'' میں صفحہ ۱۹۸ پر یوں کرتے ہیں:

''جس قدر یہود آمین (اونچی) سے چڑتے ہیں اتنا کسی اور چیز سے نہیں''۔

اب تم ایمانداری سے بتاؤ کہ سیالکوٹی صاحب نے بریکٹ میں اونچی کا لفظ بڑھا کر حدیث کے ترجمہ اور مفہوم کا حلیہ نہیں بگاڑ دیا؟

غیر مقلد: ہم لوگ تو اس لفظ کو حدیث کا حصہ سمجھتے تھے اور بڑے خوش تھے کہ ہمارا اونچی آمین والا موقف حدیث میں وضاحت سے ثابت ہے لیکن آپ نے آج نشاندہی کی یہ لفظ تو حدیث کا حصہ نہیں۔

سنی: یہ صرف نمونہ ہے، تمہیں یہ حقیقت سمجھانے کے لئے کہ جن ترجموں کو پڑھ کر تم اپنے آپ کو مجتہد سمجھنے لگتے ہو اس میں تو تم ان مترجمین کے مقلد ہوتے ہو، چونکہ بلا دلیل و بلا تمیز ان کے ہر صحیح یا غلط ترجمے کو مفہوم حدیث سمجھ کر اپنا لیتے ہو اور اس تقلید کو

اجتہاد کہتے ہو۔ اور آخری بات کہ یہ ترجمے بھی تو تم چند مسائل کے پڑھتے ہو، باقی زندگی کے معاملات تو یونہی دیکھا دیکھی اور سنے سنائے طریقہ سے بلا دلیل عمل کر کے امتیوں کی تقلید کر کے اجتہاد کا راگ الاپتے ہو۔

غیر مقلد : یہ بات تو میری سمجھ میں آ گئی کہ ترجمہ پڑھنا مترجم کی تقلید ہے اسے اجتہاد نہیں کہہ سکتے لیکن آپ کا یہ کہنا کہ ہم لوگ زندگی کے دیگر مسائل میں بلا دلیل عمل کرتے ہیں یہ تو ہم پر الزام ہے۔

سنی: اچھا تو آپ یہ بتائیں کہ آپ بھینس کا دودھ پیتے ہو اس سے دہی لسی اور مکھن گھی بنا کر استعمال کرتے ہو اس کا گوشت بھی کھاتے ہو۔ قرآن و حدیث سے مجھے اس کی واضح حدیث دکھا دیں کہ یہ حلال ہے۔

غیر مقلد : قرآن و حدیث سے اس کی دلیل تو ہمارے پاس نہیں، ہم نے اپنے باپ دادا کو یہ سب کچھ کھاتے پیتے دیکھا۔ کیا وہ سب غلطی پر تھے؟ ہم بھی اُنہی کی دیکھا دیکھی یہ سب کچھ کھا پی رہے ہیں۔

سنی: تو پھر تم صبح شام بلا دلیل ان چیزوں کو استعمال کر کے تقلید نہیں کر رہے؟

غیر مقلد : لیکن ہمیں ایسے تفصیلی جھنجھٹ میں پڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ ہمارا نام ''اہل حدیث'' ہی واضح کرتا ہے کہ ہم حدیث پر عمل کرتے ہیں، اور ہمارے علاوہ باقی لوگ حدیث پر عمل نہیں کرتے۔

سنی : آپ نے کس قدر بے ربط مبہم اور غلط بات کی ہے۔ بتایئے کبھی ''جماعت اسلامی'' نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہمارے علاوہ تمام جماعتیں غیر اسلامی ہیں؟ کیا کبھی ''جمعیت علماء اسلام'' نے یہ دعویٰ کیا کہ ہمارے علاوہ تمام جماعتوں کے علماء کفر کے علماء ہیں؟ کیا کبھی ''تنظیم اسلامی'' نے دعویٰ کیا کہ ہمارے علاوہ تمام تنظیمیں غیر اسلامی ہیں؟

غیر مقلد: ان جماعتوں نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا چونکہ یہ تو بڑا احمقانہ سا دعویٰ ہے۔

سنی : تو پھر جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اہل حدیث کے علاوہ دوسرے لوگ حدیث پر عمل نہیں کرتے ان کی بابت آپ کی کیا رائے ہے؟

غیــر مقلد : بات شروع ہوئی تھی مسلک اہل حدیث کے اصول اور منشور سے آپ نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں اپنے ایک خفیہ اصول نمبر ۵ کی نشاندہی کر دوں تا کہ آپ کی بحث ختم ہو جائے۔

سنی: جی ضرور بتایئے، لیکن میرے گزشتہ سوال کا جواب آپکے ذمہ ہے۔ بلکہ آپکو بتاتا چلوں کے آپکے اسی احمقانہ طرز عمل کا منفی ردّ عمل یہ ہوا کہ تمہارے غرباء اہل حدیث کے ہاں اپنے امام کی بیعت کا تصوّر رہے تو اُنہوں نے بیعت نہ کرنے والے کو جہنمی کہا۔ تمہارے اسی انتہا پسند تصوّر کی بناء پر تمہاری جماعت المسلمین نے کہہ دیا کہ جو ہماری جماعت میں شامل ہو وہ مسلمان ہے ورنہ وہ مسلمانوں سے خارج ہے، حتیٰ کہ وہ بقیہ اہل حدیثوں کو بھی مسلمان نہیں سمجھتے۔

پانچواں اصول

غیر مقلد : ہمارا پانچواں اصول یہ ہے کہ مخالف فریق کا موقف کتنا ہی مضبوط ہو، قوی دلائل پر مبنی ہو اور دل کو اپیل بھی کرتا ہو مگر ہم اسے نہیں مانتے۔ لہٰذا آپ جتنا مرضی زور لگا کر ثابت کریں کہ ہم چودھویں پندرھویں صدی کے اماموں، واعظوں، مترجموں اور مصنفوں کے مقلد ہیں یا ہماری تحریک کے نتائج انتہا پسندی کی شکل میں نمودار ہو رہے ہیں لیکن ہم پھر بھی اسے تسلیم نہیں کریں گے۔

سنی: شکریہ۔ آپ نے میرے ایک پرانے سوالیہ نشان کا جواب دے دیا۔

ایک لطیفہ یاد آیا کہ: کسی غیر مقلد نے شرط لگالی کہ کوّا کالا نہیں ہوتا۔ سب دوستوں نے کہا کہ بوقت فیصلہ تم ہار جاؤ گے۔ غیر مقلد نے بڑی جرأت سے کہا:

''میں کب ماننے والا ہوں''۔

غیر مقلد : آپ کی علم دوستی سے متاثر ہو کر میں نے یہ خفیہ اصول آپ کو بتا دیا لیکن آپ اور کسی کو نہ بتانا۔ ''ہر بات بتانے کی نہیں ہوتی''

فیصلہ کمیٹی:

(۱) حدیث پر عمل کا مدّعی حدیث کی تعریف اور حدیث کی اقسام ہی قرآن وحدیث سے ثابت نہ کر سکا۔

(۲) اتحاد امت کے دعویداروں نے پہلے تو اپنا علیحدہ فرقہ بنایا اور پھر خود ہی کئی فرقوں میں تقسیم در تقسیم ہو رہے ہیں۔

(۳) اتحاد امت کے دعویدار خود نماز کے مسائل میں ہی متحد نہیں۔

(۴) قرآن وحدیث کے دعویداروں کا وضو نماز اور سب معمولات زندگی عموما تقلیدی بنیاد پر ہیں دلیل پر نہیں۔

(۵) اہل حدیث علماء نے حدیث کی روشنی میں جو نئی تحقیقات پیش کی ہیں ان کی اپنی مساجد میں ہی ان پر عمل نہیں ہو رہا۔

(۶) حدیث کی بابت اہل حدیث کی معلومات مترجمین کی تقلید پر مبنی ہیں۔

(۷) اہل حدیث بھینس کے دودھ گوشت لسی مکھن اور گھی کے حلال ہونے پر حدیث سے کوئی دلیل پیش نہ کر سکا۔

(۸) اہل حدیث صرف اپنے نام کی وجہ سے اس خوش فہمی کا شکار ہیں کہ صرف وہ حدیث پر عمل کرتے ہیں دوسرے نہیں۔ اس طرز فکر کا خطرناک نتیجہ یہ نکلا کہ اہل حدیثوں کا نیا فرقہ ''جماعت المسلمین'' اپنے علاوہ کسی کو مسلمان نہیں سمجھتا۔ الغرض اس طرز فکر سے تعصب اور فرقہ واریت کو فروغ ملا۔

ننگے سر نماز پڑھنا

سنی: عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ غیر مقلد حضرات نماز کے دوران سر ڈھانپنے کا اہتمام نہیں کرتے، بلکہ اکثر و بیشتر تو نماز پڑھتے وقت رومال، ٹوپی وغیرہ اتار کر یوں پھینکتے ہیں جیسے ان کو اس سے چڑ ہے، تو فرمائیں کہ آپ لوگ ایسے کیوں کرتے ہیں؟ ہاں ایک بات کی وضاحت کرتا چلوں کہ بوقت ضرورت ننگے سر نماز پڑھنے کے جواز پر ہمارا آپ سے کوئی اختلاف نہیں۔ سوال یہ ہے کہ افضل اور مسنون طریقہ کونسا ہے؟ ہمیشہ ننگے سر نماز پڑھنا یا سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا؟

غیر مقلد: ہمارے فتاویٰ ستاریہ میں لکھا ہے کہ ننگے سر نماز پڑھنا بھی مسنون طریقہ ہے (۱/۹۸) اس لئے ہم اپنی نمازوں میں اس سنت پر اہتمام سے عمل کرتے ہیں۔ نیز لکھا ہے: عمامہ ٹوپی کے موجود ہوتے ہوئے برہنہ سر نماز پڑھنے میں کوئی قباحت شرعی نہیں (۱/۱۲۳)۔

سنی: کیا آپ مسلسل ننگے سر نماز کے سنت ہونے پر کوئی دلیل پیش کریں گے؟

غیر مقلد: جی ہاں ارشاد نبوی ہے: (**لا یصلی أحدکم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقیه شیء**) "کوئی شخص ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے ننگے ہوں" اس حدیث میں سر ڈھانپنے کا حکم نہیں ہے۔

سنی: (۱) جب آپ اس حدیث والی کیفیت کے مطابق ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھیں گے تو پھر اس سے استدلال کر لینا اور ننگے سر نماز پڑھنا۔ لیکن غیر مقلدین نے تو تین چار کپڑے پہن رکھے ہوتے ہیں اور سر ننگا ہوتا ہے۔

(۲) آپ کے مسلک کی کتاب "نماز نبوی" میں اسی حدیث کے ذیل میں لکھا ہے کہ "اس سے معلوم ہوا کہ مرد کے لئے نماز کے دوران سر ڈھانپنا واجب نہیں وگرنہ

آپ ﷺ کندھوں کے ساتھ سر کا ذکر بھی فرماتے، سر ڈھانپنا زیادہ سے زیادہ مستحب ہے لوگوں کو اس کی ترغیب دی جاسکتی ہے'' (ص ۸۳)

الغرض اس حدیث کی بناء پر ننگے سر نماز پڑھنے کا سنت ہونا کیسے ثابت ہو گیا؟ بلکہ خود آپ کے اپنے مصنف اس حدیث کے ذیل میں سر ڈھانپ کر نماز پڑھنے کو مستحب قرار دے رہے ہیں۔ نہ کہ ننگے سر نماز پڑھنے کو۔

غیر مقلد: اس حدیث کے حوالے سے تو بات سمجھ میں آ گئی، چلو ایک اور حدیث پیش کرتا ہوں کہ حضرت عمر بن اُبی سلمۃؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک ہی کپڑے میں لپٹے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا کہ (آپؐ نے) اس کی دونوں طرفیں اپنے کندھوں پر رکھی ہوئی تھیں۔

سنی: یہ گھر میں ایک دفعہ کی نفل نماز کا ذکر ہے۔ تم بھی جب کبھی گھر میں نفل نماز ایک کپڑے میں لپیٹ کر کندھوں کو ڈھانک کر پڑھو گے تو پھر اس سے استدلال کر لینا۔ جبکہ تم لوگ تو اس کے بالکل مختلف مسجد میں فرض نماز تین چار کپڑے پہن کر اور ٹوپی یا رومال کے بغیر بلکہ نیچے پھینک کر پڑھتے ہو تو پھر اس سے استدلال کیونکر؟ تم اپنی اس مکمل کیفیت کے سنت ہونے پر دلیل پیش کرو۔ ایمانداری سے اور تعصب کو بالائے طاق رکھ کر بتاؤ کہ مسجد میں فرض نمازوں کی ادائیگی کے دوران آقائے مدنی ﷺ کا مستقل معمول تو سر ڈھانک کر نماز پڑھنا ہو اور تم ننگے سر نماز پڑھنے کو سنت قرار دو؟ ملاحظہ ہو:

مولانا ثناء اللہ امرتسری کا فتویٰ: صحیح مسنون طریقہ نماز کا وہی ہے جو آنحضرت ﷺ سے بالدوام ثابت ہوا ہے: یعنی بدن پر کپڑے اور سر ڈھکا ہوا ہو پگڑی سے یا ٹوپی سے (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱/ صفحہ ۵۲۵)۔

مجھے تعجب ہے کہ تم لوگ ایک مستقل سنت کی مخالفت کرتے ہو اور پھر بھی اہل حدیث ہونے کا راگ الاپتے ہو۔ اچھا بتائیے کہ یہ پیر آف جھنڈا کون صاحب ہیں؟

غیر مقلد : یہ مولانا سید محب اللہ راشدی ہمارے بڑے محقق عالم ہیں سندھ میں مسلک اہل حدیث کی اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ہم لوگ کسی پیر کو نہیں مانتے لیکن ان کی خدمات کی وجہ سے ان کو پیر ماننے پر مجبور ہیں اور انہیں پیر آف جھنڈا سندھ بھی کہتے ہیں۔ صلاۃ الرسولؐ کے حاشیہ میں تو ان کی بابت یہ القاب لکھے ہیں:

ہمارے شیخ الامام ابوالقاسم محب اللہ شاہ الراشدی (تسہیل الوصول ص ۴۶)

سنی: میری معلومات کے مطابق وہ عام حالات میں ننگے سر نماز پڑھنے کے قائل نہ تھے۔

غیر مقلد : میں نے بھی ہفت روزہ ''الاعتصام'' ۹ جولائی ۱۹۹۳ میں ان کا ایک مضمون پڑھا ہے جو ایک علیحدہ پمفلٹ کی شکل میں بھی چھپ چکا ہے بعنوان: نماز میں سر ڈھانپنا کیسا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی پیرانہ مجبوری ہوگی کیونکہ ننگے سر گھومنے اور نماز پڑھنے والے کو پیر کون مانیگا؟

سنی : مگر انہوں نے آپ لوگوں کے مندرجہ بالا استدلال کے رد میں بڑی محققانہ بات لکھی ہے کہ ''میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے جواز کے ثبوت سے اس کا نزلہ یہ حضرات صرف اس بیچاری ٹوپی وغیرہ پر ہی کیوں گرانے پر مصر ہیں؟ اگر ننگے سر نماز پڑھنے کے مسنون ہونے کا مدار آپ حضرات ایک کپڑے میں نماز پڑھنے والی حدیث پر ہی رکھتے ہیں۔ تو بسم اللہ آپ گھر سے ہی ایک کپڑے کے سوائے سب کپڑے اتار کر پھر مسجد میں آیا کریں اور اس طرح نماز بھی پڑھ لیں یہ اچھی ستم ظریفی ہے کہ گھر سے تو قمیص شلوار کوٹ وغیرہ پہن کر آتے

ہیں اور مسجد میں دخول کے بعد صرف پگڑی یا ٹوپی اتار کر نماز پڑھنی شروع کر دیں، **یا للعجب** ۔کیا آپ حضرات کے نزدیک اس کا معنی ومطلب یہ ہے کہ اور تو سب کپڑے پہنے ہونے چاہئیں صرف ٹوپی وغیرہ کو اتار دیا جائے لیکن یہ مطلب سراسر غلط ہے۔ (الاعتصام صفحہ نمبر ۷۔ ۹ جولائی ۱۹۹۳) گویا آپ کے شیخ الإمام نے مذکور حدیث سے ننگے سر نماز پڑھنے کا مفہوم کشید کرنے کو سراسر غلط قرار دیا ہے۔

غیر مقلد : چلو ایک اور روایت پیش کرتا ہوں کہ حضرت جابرؓ نے ایک چادر میں نماز پڑھی جس کی گرہ گردن میں لگا رکھی تھی جبکہ ان کے کپڑے کھونٹی پر رکھے تھے (دوسری روایت میں ہے کہ ان کی چادر کھونٹی پر تھی) تو ایک سائل نے پوچھا کہ آپ نے ایک چادر میں نماز پڑھی؟ تو آپؓ نے فرمایا: میں نے یہ اس لئے کیا ہے کہ تجھ جیسے احمق یہ دیکھ لیں، نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں ہم میں سے کس کے پاس دو کپڑے ہوتے تھے؟

دیکھئے اس روایت میں واضح ہے کہ حضرت جابرؓ نے صرف ایک چادر میں نماز پڑھی اور سر ننگا تھا۔

سنی :(۱) جب تم مسجد میں فرائض کے دوران آنحضرت ﷺ کے مستقل ننگے سر نماز پڑھنے کی کوئی واضح روایت پیش نہ کر سکے تو اب ایک صحابی کے عمل کو بنیاد بناتے ہو، جبکہ تم صحابی کے قول وفعل کو حجت نہیں مانتے۔

(۲) اس روایت میں گردن سے ایک کپڑا باندھ کر نماز پڑھنے کا ذکر ہے، ننگے سر کا ذکر نہیں، تم بھی اس روایت کی بناء پر بوقت ضرورت یا بغیر ضرورت کے کبھی کبھار ایک کپڑا گردن سے باندھ کر نماز پڑھ لو۔ لیکن اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ تم تین چار کپڑے پہن کر سر ننگا کر کے نماز پڑھو؟ کہاں یہ روایت اور کہاں تمہارا طرز عمل؟ تمہاری ہی کتاب (صلاۃ المسلمین صفحہ ۲۳۷) پر ہے:

''اس روایت میں یہ کہاں ہے کہ حضرت جابرؓ نے ننگے سر صلاۃ ادا کی تھی؟ اور جب یہ نہیں تو یہ روایت ننگے سر صلاۃ ادا کرنے کی دلیل کیسے بن گئی؟''

(۳) یہ روایت بتا رہی ہے کہ ایک کپڑے میں لپٹ کر نماز پڑھنے کا رواج حضرات صحابہؓ اور تابعین میں نہیں تھا۔ اسی لئے سائل نے تعجب کر کے سوال کیا اور حضرت جابرؓ کو وضاحت کرنی پڑی کہ تم جیسوں کو دکھانے اور سمجھانے کیلئے میں نے ایسا کیا، اور ان کا اگلا جملہ اس کی مزید تائید کیلئے ہے کہ: آنحضور ﷺ کے زمانہ میں ہم میں سے کس کے پاس دو کپڑے ہوتے تھے؟ یعنی اس وقت ہم مجبوری کی بناء پر ایسا کرتے تھے اور اس سے نماز ہو جاتی ہے، اب تم جیسوں کو یہ مسئلہ سمجھانے کیلئے میں نے ایسا کیا۔

الغرض تم مستقل ننگے سر نماز پڑھتے ہو لہٰذا ایسی روایت پیش کرو جس میں لکھا ہو کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ ننگے سر نماز پڑھتے تھے۔

غیر مقلد : آپ مجھے ایک دن کی مہلت دیں، میں اپنے بڑے بڑے علماء سے تحقیق کر کے آتا ہوں، آخر ہمارے مسلک کا اتنا بنیادی مسئلہ یونہی بے دلیل تو نہیں ہو سکتا۔

سنی: فیصلہ کمیٹی اگر آپ کو اجازت دیتی ہے تو مجھے انکار نہیں۔

فیصلہ کمیٹی : ہم نے محسوس کیا ہے کہ ننگے سر نماز پڑھنے کی بابت غیر مقلدین کے دعوے، ان کے عمل اور پیش کردہ دلائل میں کوئی مناسبت نہیں، اور ہمارے غیر مقلد صاحب کو بھی اس کا اندازہ نہیں تھا۔ اب سابقہ گفتگو کے بعد وہ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ انہیں اپنے عمل اور دعوے کے ثبوت کے لئے کس طرح کی دلیل پیش کرنی ہے، لہٰذا ہم انہیں موقع دیتے ہیں کہ وہ مزید تحقیق کر کے آئیں۔

☆☆☆☆☆

سنی: جی صاحب مزید تحقیق کے بعد کیا دلائل لائے ہیں؟

غیر مقلد: مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جن علماء سے میں مل سکا ہوں وہ مدلل گفتگو کے بنیادی اصولوں سے ہی بے بہرہ ہیں، میں نے ان سے مسلسل ننگے سر نماز پڑھنے کے ثبوت میں ایسی ایک حدیث پوچھی جس میں آنحضرت ﷺ کا مسلسل ننگے سر نماز پڑھنا مذکور ہو لیکن انہوں نے وہی دلائل پیش کیئے جو ہماری سابقہ گفتگو میں پیش ہو چکے تھے، لیکن جب میں نے انہیں عرض کیا کہ یہ دلائل مجبوری و تنگدستی کی کیفیت سے متعلق ہیں، وسعت اور فراوانی سے نہیں، یا نفلی اور گھر کی نماز سے متعلق ہیں فرض اور مسجد کی نماز سے متعلق نہیں، یا ایک آدھ دفعہ کا عمل ہے اور اس سے ہر وقت ننگے سر نماز پڑھنا ثابت نہیں ہوتا تو یہ سنکر بعض تو خاموش ہو گئے اور بعض نے ڈانٹ کر مجھے نکال دیا۔

سنی: جناب آپ اور آپ کے علماء ہمیشہ ننگے سر نماز پڑھنے کے سنت اور افضل ہونے پر بخاری و مسلم کی حدیث تو کجا کوئی صحیح حدیث بلکہ ایک ضعیف حدیث بھی قیامت تک پیش نہیں کر سکتے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار اُن سے یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

مگر تم لوگ ہو کہ مستقل سنت کے دامن میں پناہ لینے کی بجائے محض مسلکی تعصب فرقہ پرستی، اندھی تقلید اور ضد کی وجہ سے سنت کی مخالفت کرتے ہو اور بڑے فخر سے بلکہ ڈھٹائی سے جھوم جھوم کر پڑھتے ہو:

ساڈا مسلک اہل حدیث وے سانوں لوگ وہابی کیندے نے

غیر مقلد: چلیں آپ بتائیں ننگے سر نماز ہو جاتی ہے کہ نہیں؟

سنی: گفتگو کے شروع میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ نماز کا ہو جانا اور مستقل سنت کے مطابق ہونا دو الگ باتیں ہیں، ہم کہتے ہیں نماز ہو جاتی ہے لیکن سنت کے مخالف

ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ مسنون افضل اور زیادہ ثواب والے طریقے سے نماز ادا کرے، بلا وجہ اور بلا دلیل صرف تعصب اور ضد کی بناء پر ایسا طریقہ نہ اپنائے جس سے ثواب میں کمی ہو اور سنت کی مخالت ہو۔

ذیل میں تمہارے ہی علماء کے فتاویٰ درج ہیں جس میں انہوں نے سر ڈھانپ کر نماز پڑھنے کو افضل اور مسنون قرار دیا ہے۔

(۱) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کا فتویٰ بیان ہو چکا۔

(۲) مولانا شرف الدینؒ کا فتویٰ: (ننگے سر) نماز ادا ہو جائے گی مگر سر ڈھانپنا اچھا ہے، آنحضرت ﷺ نماز میں اکثر عمامہ یا ٹوپی رکھتے تھے۔ مگر یہ بعض کا جو شیوہ ہے کہ گھر سے پگڑی یا ٹوپی سر پر رکھ کر آتے ہیں اور ٹوپی یا پگڑی قصداً اتار کر ننگے سر نماز پڑھنے کو اپنا شعار بنا رکھا ہے اور پھر اس کو سنت کہتے ہیں بالکل غلط ہے، یہ فعل سنت سے ثابت نہیں۔ ہاں اس فعل کو مطلقاً نا جائز کہنا بھی بیوقوفی ہے، ایسے ہی برہنہ سر کو بلا وجہ شعار بنانا بھی خلاف سنت ہے اور خلاف سنت بیوقوفی ہی تو ہوتی ہے۔ (فتاوی ثنائیہ ۱/۵۲۳)

(۳) مولانا غزنویؒ کا فتویٰ: اگر ننگے سر نماز فیشن کی وجہ سے ہے تو نماز مکروہ ہے، اگر خشوع کے لئے ہے تو تشبّہ بالنصاریٰ ہے۔ اسلام میں سوائے احرام کے ننگے سر رہنا خشوع کے لئے نہیں ہے، اگر سستی کی وجہ سے ہے تو منافقین کی عادت ہے، غرض ہر لحاظ سے ناپسندیدہ ہے۔ (فتاوی علماء اہل حدیث ۲/۲۹)

(۴) شیخ الکل میاں نذیر حسینؒ کا فتویٰ: نماز میں سر ڈھانکنا ضروری نہیں ہاں ایک مسنون امر ہے اگر کرے تو اولیٰ ہے نہ کرے تو عتاب نہیں۔ (فتاوی نذیریہ ۱/۲۴۰)

(۵) تمہارے فتاوی ستاریہ میں: (سر ڈھانپنے کی بابت لکھا ہے) اگر عمل

کرے تو اچھا ہے اگر نہ کرے تو نماز ہو جائے گی۔ (۱۸۲/۴)

(۶) **تمہاری ''نماز نبوی'' میں ہے:** سر ڈھانپنا زیادہ سے زیادہ مستحب ہے لوگوں کو اس کی ترغیب تو دی جاسکتی ہے مگر نہ ڈھانپنے پر ملامت نہیں کرنی چاہئے۔ ص ۸۳ (تعجب ہے کہ تم سنت کی مخالفت کرنے والے کو ملامت کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتے۔ آخر کیوں؟)

(۷) **فتاوی نذیریہ میں ہے:** ''یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد'' اس آیت پاک سے ثابت ہوا کہ ٹوپی اور عمامہ سے نماز پڑھنا اولیٰ ہے کیونکہ لباس زینت ہے اگر عمامہ اور ٹوپی رہتے ہوئے تکاسلاً برہنہ سر نماز پڑھے تو مکروہ ہے''۔ (فتاویٰ نذیریہ جلد ۱ / صفحہ ۲۴۰)

(۸) **تمہارے فتاویٰ ستاریہ میں ہے:** ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''خذوا زینتکم عند کل مسجد'' اس آیت سے ثابت ہوا کہ ٹوپی یا عمامہ وصاف جوتی کے ساتھ نماز پڑھنی اولیٰ وافضل ہے کیونکہ ٹوپی اور عمامہ وصاف جوتی باعث زیب و زینت ہے۔ اور نمازی کو اچھی ہیئت میں کھڑا ہونا چاہیئے لیکن اگر کوئی شخص بلا عذر ننگے سر نماز پڑھ لے تو جائز ہے اور کوئی مضائقہ نہیں''۔ (۵۹/۳)

(ٹوپی اور عمامہ کی افضلیت کو آیت سے ثابت کیا، مگر تعجب ہے کہ بلا عذر ننگے سر نماز پڑھنے پر کوئی مضائقہ نہیں؟)

(۹) **پیر جھنڈا راشدیؒ کا فتویٰ:** غیر مقلدین کے عظیم محقق اور ان کے امام پیر محبّ اللہ راشدی سندھی لکھتے ہیں: احادیث کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر و بیشتر اوقات آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سر پر یا تو عمامہ باندھے رہتے یا سر

پر ٹوپیاں ہوتی تھیں، اور راقم الحروف کے علم کی حد تک سوائے حج وعمرہ کوئی ایسی صحیح حدیث دیکھنے میں نہیں آئی جس میں یہ ہو کہ آنحضرت ﷺ ننگے سر گھومتے پھرتے تھے یا کبھی سر مبارک پر عمامہ وغیرہ تھا لیکن مسجد میں آ کر عمامہ وغیرہ اتار کر رکھ لیا اور ننگے سر نماز پڑھنی شروع کی۔ کسی محترم دوست کی نظر میں ایسی کوئی حدیث ہو تو ہمیں ضرور مستفید کیا جائے۔ (الاعتصام صفحہ نمبر ۲۔ ۹ر جولائی ۱۹۹۳ء)۔

مزید لکھتے ہیں: ''آجکل جو نئی نسل خصوصاً اہل حدیث جماعت کے افراد نے یہ معمول بنا رکھا ہے اسے چلتے ہوئے فیشن کا اتباع تو کہا جا سکتا ہے مسنون نہیں، کیا کسی چیز کے جائز ہونے کا یہ مطلب ہے کہ مندوبات و مستحبات کو بالکل ترک کر دیا جائے؟ جواز کے اظہار کے لئے کبھی کبھی اتفاقاً بھی ننگے سر رہنے پر عمل کیا جا سکتا ہے لیکن آج کل کے معمول سے تو یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ کتب احادیث میں جو جو مندوبات و مستحبات، سنن ونوافل کے ابواب موجود ہیں یہ سراسر فضول ہیں اور ہمیں صرف جواز اور رخص پر ہی عمل کرنا ہے یہ کوئی اچھی بات نہیں''۔ (الاعتصام صفحہ ۶)۔ بقول شاعر:

پس پردہ ہے اتباع ہوا ہوئی جاتی ہے یہ ادا بے نقاب
عیاں جبکہ ہو جائے کھوٹا کھرا تو ہو جائے ان کا غروب آفتاب

(۱۰) علامہ وحید الزمان: نے بھی سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنے کو مکروہ شمار کیا ہے۔ (کنز الحقائق ۲۷)۔

(۱۱) تمہاری کتاب ''نماز مسنون'' میں ہے: ننگے سر رہنا اور ننگے سر ہی نماز پڑھنا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے معمولات کے خلاف ہے۔ (ص: ۱۸)

(اب مقام افسوس نہیں ہے کہ تمہارا طرز عمل رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کے معمولات کے خلاف ہے؟)

(۱۲) تمہاری کتاب ''صلاۃ المسلمین'' میں ہے: غرض یہ کہ ایسی کوئی حدیث نہیں کہ جس میں ننگے سر صلاۃ ادا کرنے کی صراحت ہو، اور وہ بھی بغیر عذر کے۔ (ص ۴۳)

کبھی تم نے غور کیا کہ تمہارے امام مسجد سر ڈھانپ کر نماز پڑھانے کا اہتمام کرتے ہیں اور زیادہ ثواب کماتے ہیں، لیکن عام لوگوں سے سنت کی مخالفت کرا کے انہیں اس ثواب سے محروم رکھتے ہیں۔ بلکہ تمہارے علماء کے فتوے کے مطابق انہیں بیوقوف بناتے ہیں۔ کیا تم بیوقوف بننا پسند کرو گے؟

آپ اجازت دیں تو ایک سوال موضوع سے ہٹ کر پوچھ لوں؟

غیر مقلد: فیصلہ کمیٹی اجازت دے تو پوچھ لیں۔

فیصلہ کمیٹی: اگر اس موضوع کو سمجھنے سمجھانے سے اس سوال کا تعلق ہے تو پوچھ لیں۔

سنی: آپ کے نزدیک نماز میں رفع یدین کرنے کی کیا حیثیت ہے؟

غیر مقلد: ہمارے بعض علماء اس کو سنت کہتے ہیں جیسا کہ ہمارے مولانا اسماعیل سلفی نے اپنی کتاب ''رسول اکرم ﷺ کی نماز'' ص ۶۱ پر لکھا ہے اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے اپنی کتاب ''اہل حدیث کا مذہب'' میں لکھا ہے کہ رفع یدین کرنا مستحب اور اولیٰ ہے۔

سنی: تعجب ہے کہ رفع یدین والے مسنون و مستحب و اولیٰ عمل کی اشاعت کے لئے تم اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیتے ہو، ہر محفل ہر گفتگو اور ہر تحریر میں یہ مسئلہ زیر بحث لاتے ہو۔ جبکہ سر ڈھانپ کر نماز پڑھنے والے مسنون و مستحب و اولیٰ عمل کو مٹانے کے لئے تم اپنی توانائیاں صرف کر دیتے ہو۔ اس عملی تضاد سے یہ واضح ہوتا ہے کہ غیر مقلدین کا مقصد سنتوں کی اشاعت نہیں بلکہ ان کا مقصد حدیث و سنت کے نام پر اپنے مزعومہ افکار کی اشاعت ہے حتی کہ اب تمہارے نئے مفتی تو یہاں تک کہنے لگ گئے ہیں کہ: سر ڈھانپنے پر پسندیدہ ہونے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ (الاعتصام صفحہ ۲، ۹ جولائی ۱۹۹۳)

نیز تمہارے خواجہ قاسم لکھتے ہیں: پگڑی یا ٹوپی اگر نبی ﷺ کے لباس میں شامل تھی تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ انہیں پہن کر نماز پڑھنا مستحب قرار دیا جائے۔ (قد قامت الصلاۃ:۱۷۴)

غیر مقلد : سر ڈھانپنے کی بابت ہمارے علماء کا موقف اپنی جگہ لیکن ہمارے عمومی طبقہ پر اس مٹھی بھر غالی گروہ کی چھاپ لگی ہوئی ہے۔

سنی: اسی قسم کے حالات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ تمہاری تحریک کس رخ پر گامزن ہے؟ حقیقت پسندی کی طرف یا انتہاء پسندی اور غلو وتعصب کی طرف۔

الغرض گزشتہ فتاویٰ کا خلاصہ یہ نکلا کہ: ننگے سر نماز ہو جائیگی مگر سر ڈھانپنا اچھا ہے، نماز میں سر ڈھانکنا ضروری نہیں ہاں ایک مسنون امر ہے، سر ڈھانپنا زیادہ سے زیادہ مستحب ہے۔﴿یا بنی آدم خذوا زینتکم﴾ والی آیت سے ثابت ہوا کہ ٹوپی اور عمامہ سے نماز پڑھنا اولیٰ ہے۔ جبکہ برہنہ سر کو بلا وجہ شعار بنانے کو خلاف سنت قرار دیا ہے، ننگے سر نماز ہر لحاظ سے ناپسندیدہ ہے، ننگے سر رہنا اور ننگے سر ہی نماز پڑھنا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے معمولات کے خلاف ہے۔

مگر تعجب ہے کہ اس سب کے باوجود غیر مقلدین بڑی جرأت و بے باکی سے ننگے سر نماز پڑھتے ہیں۔ کیا آپ اس کی کوئی وجہ بیان کرنا پسند کریں گے؟

غیر مقلد: یہ بات میری سمجھ سے بھی بالاتر ہے۔

سنی: آپ رفع یدین کو مستحب یا مسنون قرار دیتے ہیں اور سر ڈھانپ کر نماز پڑھنے کو بھی مستحب یا مسنون قرار دیتے ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ رفع یدین والے عمل کو پھیلانے پر اپنی تمام توانائیاں صرف کرتے ہیں اور اگر کوئی سر ڈھانپنے والی سنت چھوڑ دے تو آپکے کان پر جوں بھی نہیں رینگتی بلکہ تم خود اس سنت کو چھڑانے پر اپنی تمام

توانائیاں صرف کرتے ہو۔ یہ تضاد کیوں ہے؟

غیر مقلد: اس صورت حال کی کوئی معقول وجہ تو میری سمجھ میں بھی نہیں آ رہی۔

سنی : کیا سر ڈھانپ کر نماز پڑھنے کے مسنون و مستحب ہونے پر پوری امت محمدیہ میں کسی کا اختلاف ہے؟

غیر مقلد: میری معلومات کے مطابق تو اِسمیں کسی کا اختلاف نہیں۔

سنی: اچھا رکوع وغیرہ والے رفع یدین کے مسنون و مستحب ہونے پر پوری امت محمدیہ کا اتفاق ہے؟

غیر مقلد : بہرحال اس میں اختلاف تو موجود ہے اور احادیث بھی دونوں طرح کی آئی ہیں۔

سنی : کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ متفقہ سنت کے خلاف تو آپ نے محاذ قائم کر رکھا ہے جبکہ اختلافی سنت کی بات ہر گلی محلّہ میں ہوتی ہے اور رفع یدین نہ کرنے والوں پر فتوے لگائے جاتے ہیں، مناظرہ کے چیلنج ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ کیا ہے؟

غیر مقلد : یہ تو بالکل نیا سوال ہے اور بڑا اہم ہے اس طرف کبھی میری توجہ نہیں گئی۔ البتہ ایک اور حوالہ ذہن میں آیا کہ سر ڈھانک کر نماز پڑھنے کی بابت ہمارے (فتاویٰ ستاریہ ۱۸۲/۴) میں لکھا ہے کہ یہ سنت زائدہ ہے سنت ہدیٰ اور تعبدی نہیں۔

سنی: سنت زائدہ، سنت ہدیٰ اور سنت تعبدی والی تقسیم پر بھی کوئی حدیث پیش کر دیں۔ نیز حدیث شریف سے اس کی تعریف بھی پیش کر دیں۔

غیر مقلد: فتاویٰ ستاریہ میں تو اس کی کوئی دلیل نہیں لکھی ہوئی۔

سنی: اس کا یہ مطلب ہوا کہ تم جس سنت پر عمل نہ کرنا چاہو اس کو سنت زائدہ کہہ کر چھوڑ دو۔ لیکن اس طرز عمل کے خلاف تمہارے کسی ادیب کا قلم حرکت میں نہیں آیا۔

تمہارے کسی خطیب کی زبان سے صدائے احتجاج بلند نہیں ہوئی۔ تمہارے کسی کم علم نے مناظرے کا چیلنج نہیں دیا، تمہارے کسی مفتی نے فتویٰ جاری نہیں کیا۔ اس پر کوئی پمفلٹ تقسیم نہیں کیا گیا، بلکہ اس طرح چپ کھڑے ہو تم جیسے کہ کچھ ہوا نہیں۔ اس سب کے باوجود تمہارا نعت خوان سٹیج پر ننگے سر کھڑے ہو کر یہ کہتا ہے۔

ساڈا مسلک اہل حدیث وے　　　سانوں لوگ وہابی کہندے نے

جبکہ حقیقت یہ ہے :

حدیثوں پر عمل کرنے کے دعوے اور ہوتے ہیں

پیمبر (ﷺ) کی اطاعت کے تقاضے اور ہوتے ہیں

الغرض واضح ہوا کہ تمہارا مقصد حدیثوں اور سنتوں کی اشاعت و تبلیغ نہیں۔ بلکہ حدیث کا نام لیکر اپنے مزعومہ افکار کی اشاعت ہے۔ اب آپ ننگے سر نماز پڑھ کر اور لوگوں کو پڑھا کر کیا کھو رہے ہیں کیا پا رہے ہیں؟ یہ آپ کا ذوق انتخاب ہے۔ آپ مزید کچھ کہنا پسند کریں گے؟

غیر مقلد :محترم! ابھی کوئی کسر باقی ہے؟ آج کی گفتگو کے بعد میرے ذہن میں بس ایک شعر گردش کر رہا ہے:

اغیار کا جادو چل ہی چکا ہم ایک تماشہ بن ہی گئے

اوروں کو جگانا یاد رہا خود ہوش میں آنا بھول گئے

سنی :محترم! جب آپ کے ہاں حدیث کا نام صرف دکھاوے کیلئے لیا جاتا ہے عمل کیلئے نہیں۔ جب تم صحابہؓ کے قول، فعل اور فہم کو نظر انداز کر کے چودھویں پندرھویں صدی کے واعظوں، مصنفوں، حاشیہ نگاروں اور امام مسجدوں کی تقلید کرو گے تو اسکا طبعی نتیجہ وہی نکلے گا جو آپ دیکھ رہے ہیں۔

کمیٹی کا فیصلہ:

(۱) سنی اور غیر مقلد اس بات پر متفق ہیں کہ ننگے سر نماز ہو جاتی ہے لیکن افضل اور مسنون طریقہ کیا ہے؟ اس سلسلہ میں:

(۲) ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا مستقل عمل ننگے سر نماز پڑھنے کا تھا یا سر ڈھانپ کر؟ آپ ﷺ کے مستقل ننگے سر نماز پڑھنے کو ثابت نہیں کیا جا سکا۔ جبکہ سر ڈھانپنے کی بابت خود مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ صاحب نے اعتراف کیا ہے کہ ''صحیح مسنون طریقہ نماز کا وہی ہے جو آنحضرت ﷺ سے بالدوام ثابت ہوا ہے۔ یعنی بدن پر کپڑے اور سر ڈھکا ہوا ہو، پگڑی سے یا ٹوپی سے'' اور دیگر غیر مقلد علماء نے بھی اس کے قریب قریب فتویٰ صادر کیا ہے۔

(۳) غیر مقلد نے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے والی روایات پیش کی ہیں، لیکن ان سے اس کا موقف ثابت نہیں ہوتا چونکہ ان سے۔

(ا) ایک کپڑا باندھ کر نماز پڑھنا ثابت ہوا۔ تین چار کپڑے پہن کر ننگے سر نماز پڑھنا ثابت نہ ہوا۔

(ب) ان میں گھریلو، نفلی اور انفرادی نماز کا تذکرہ ہے جن سے مسجد میں فرائض اور اجتماعی طرز عمل ثابت نہیں ہوتا۔

(ج) کبھی کبھار کا عمل ہے۔ اس سے مستقل اور ہمیشہ کا عمل ثابت نہیں ہوتا۔

(د) الغرض مستقل عمل کیلئے ہمیں آپ ﷺ کے مستقل طرز عمل کو دیکھنا ہوگا اور وہ سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا ہے۔

(۴) غیر مقلدین رفع یدین کو مسنون و مستحب اور اولیٰ کہتے ہیں۔ اس طرح سر ڈھانپ کر نماز پڑھنے کو بھی مسنون و مستحب اور اولیٰ قرار دیتے ہیں۔ لیکن اول الذکر سنت کو پھیلانے اور مؤخر الذکر سنت کو مٹانے میں وہ عملی تضاد کا شکار کیوں ہیں؟ اِسکی وجہ بھی بیان نہیں کی جا سکتی۔

وتر کی دعاء قنوت رکوع سے پہلے یا بعد؟

سنی :محترم وتر کی دعاء قنوت کے حوالے سے درج ذیل سوالات پر اپنا مسلک بیان فرمائیں گے؟

(۱) وتروں کی دعاء قنوت رکوع سے پہلے ہے یا رکوع کے بعد؟

(۲) وتروں کی دعاء قنوت میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی چاہیئے یا بغیر ہاتھ اٹھائے؟

(۳) دعاء قنوت کے جو الفاظ حدیث شریف میں وارد ہیں انمیں تبدیلی یا کمی بیشی ہوسکتی ہے یا نہیں؟

غیر مقلد: جناب خیبر سے کراچی تک اور انڈیا و بنگلہ دیش میں ہماری ہر مسجد میں وتروں کی دعاء قنوت رکوع کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ ہمارے شیخ الحدیث جانباز صاحب نے لکھا ہے: قنوت رکوع سے پہلے یا بعد دونوں طرح درست ہے اکثر صحیح روایات رکوع کے بعد کی تائید کرتی ہیں (صلاۃ المصطفی ۲۵۹) ہمارے محدث مبارکپوری صاحب نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔(تحفۃ الاحوذی ۱/۳۴۳)۔

(۲) ہم ہاتھ اٹھا کر وتروں کی دعاء قنوت پڑھنے کو سنت سمجھ کر کرتے ہیں۔

(۳) دعاء قنوت کے الفاظ جس طرح حدیث شریف میں وارد ہیں اسی طرح پڑھیں ان میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔(ملاحظہ ہو: صلاۃ المصطفیؐ:ص ۱۱۷)۔

سنی :بات کو آگے بڑھانے سے پہلے قنوت نازلہ اور قنوت وتر میں فرق واضح کر دیں تاکہ دلائل پیش کرتے وقت کوئی کنفیوژن نہ ہو۔

غیر مقلد :آپ نے بڑا اہم موضوع پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ جو دعا ہنگامی حالات میں مسلمانوں کی خیر خواہی یا کفار و دشمنان اسلام کے لئے بد دعا کے طور پر فرض

نمازوں میں کی جاتی ہے وہ قنوت نازلہ ہے اور جو متعین دعاءِ قنوت وتروں میں پڑھی جاتی ہے وہ قنوت وتر ہے جیسے: ''اللھم اھدنی فیمن ھدیت... ''وغیرہ۔

سنی: اب آپ نے دلائل دیتے وقت خیال رکھنا ہے کہ ہماری گفتگو قنوت وتر کے حوالہ سے ہے۔ آپ نے اس کے رکوع کے بعد ہونے پر دلائل پیش کرنے ہیں۔ قنوت نازلہ کی بابت تو سبھی متفق ہیں کہ وہ رکوع کے بعد ہے۔

غیرمقلد: آپ مجھے الف، ب نہ پڑھائیں، میں ان چیزوں کو سمجھتا ہوں۔

سنی: مناسب سمجھیں تو قنوت وتر کے رکوع کے بعد ہونے پر صحیح بخاری و مسلم کے دلائل پیش کر دیں۔

غیرمقلد: جی بالکل ہم یہاں آئے کس لیئے ہیں؟

((ا)) یہ دیکھیئے ہمارے سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں: ''اور قنوت کا محل آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ہے (صحیح مسلم)'' (ملاحظہ ہو: صلاۃ الرسولؐ: ص۳۶۰)۔

ڈاکٹر لقمان سلفی صاحب نے اس کتاب کے حاشیہ صفحہ ۲۳۱ پر اور دوسرے حاشیہ نگار زبیر صاحب نے تسہیل الوصول میں صفحہ ۲۹۵ پر مکمل سکوت اختیار کیا ہے اور اس حوالہ پر کوئی اعتراض نہ کر کے اس کے صحیح ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اتنی واضح دلیل کے بعد اب ہمارے موقف کی صداقت میں کوئی شبہ باقی رہ گیا ہے؟

سنی: یہ لیجئے صحیح مسلم۔ اس میں پوری عبارت پڑھیں سیالکوٹی صاحب کی نقل کردہ عبارت سے اس کا موازنہ کریں اور پھر سیالکوٹی صاحب اور حاشیہ نگاروں کو داد دیں۔

صحیح مسلم کی کتاب المساجد میں ہے: **باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوات اذا نزلت بالمسلمین نازلة والعیاذباللہ و استحبابه فی الصبح دائما و بیان ان محله بعد رفع الرأس من الرکوع فی الرکعة الاخیرة و استحباب**

الجهر به ـ قنوت مستحب ہے تمام نمازوں میں جب مسلمانوں پر کوئی مصیبت ٹوٹ پڑے۔ اللہ کی پناہ۔ اور۔ صبح کی نماز میں اس قنوت کا ہمیشہ مستحب ہونا اور اس کا موقع محل آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ہے اور اس کا جہر مستحب ہے۔

(۱) سیالکوٹی صاحب نے ''محله'' (اس کی جگہ) کو بدل کر ''محل القنوت'' (قنوت کی جگہ) لکھ دیا تاکہ پڑھنے والا سمجھے کہ یہ ایک مستقل عبارت ہے جبکہ یہ ضمیر سابقہ قنوت کی طرف لوٹ رہی ہے جو کہ قنوت نازلہ ہے نہ کہ قنوت وتر۔

(۲) گزشتہ عبارت میں صراحت ہے کہ یہاں ایسی قنوت کا ذکر ہے جو کسی مصیبت کے نزول کے وقت پڑھی جاتی ہے، سیالکوٹی صاحب نے اصل حقیقت کو چھپانے کے لئے مکمل عبارت نقل نہ کی بلکہ اس میں جوڑ توڑ کر کے قنوت نازلہ والی عبارت کو قنوت وتر پر چسپاں کر دیا۔

(۳) اس حرکت کو تم علمی خیانت کہو، امانت کا خون کہو دیانت کا جنازہ کہو تمہیں اختیار ہے۔ میں اس پر کچھ تبصرہ نہیں کرتا۔ تعجب ہے کہ (القول المقبول: ص۵۸۲)، (حاشیہ لقمان: ۲۳۱) (تسہیل: ۲۹۵) پر مذکور تحریف کی بابت کوئی نوٹس نہیں لکھا گیا۔

غیرمقلد: یہ جو صحیح مسلم آپ کے ہاتھ میں ہے یہ کسی مقلد ناشر کی چھپی ہوئی تو نہیں؟

سنی: محترم اب صحیح بخاری و مسلم میں ناشرین کی بناء پر بھی تفریق ہونے لگی؟ بہر حال اطمینان رکھیئے یہ آپ ہی کے نشریاتی ادارے دارالسلام کی چھپی ہوئی ہے۔

غیرمقلد: ہمارے سیالکوٹی صاحب تو بڑی ذمہ داری سے حوالہ دیتے ہیں نہ جانے یہاں اتنی بڑی چوک کیسے ہوگئی؟ بہر حال ان کا مطالعہ بڑا وسیع ہے انہوں نے رکوع کے بعد قنوت پڑھنے پر مزید تین دلیلیں بھی لکھی ہیں وہ پیش کرتا ہوں۔

((۲)) ان أبا هريرة كان يحدث ان رسول الله ﷺ كان يدعو فى الصلاة حين يقول سمع الله لمن حمده ابوہریرہؓ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ نماز میں جب سمع الله لمن حمده کہتے تو (پھر) دعاء قنوت پڑھتے تھے (نسائی)۔ (صلاۃ الرسولؐ ۳۵۹)

سنی : جناب نسائی شریف کی مکمل حدیث اور سیالکوٹی صاحب کی آدھی حدیث کا موازنہ کریں تو واضح ہو جائے گا کہ اس حدیث کا تعلق قنوت نازلہ سے ہے یا قنوت وتر سے ہے؟ پوری روایت ملاحظہ ہو:

ان أبا هريرةَ كان يحدّث أنّ رسولَ الله ﷺ كان يَدعُوفى الصَّلاةِ حين يقولُ سَمِعَ الله لِمن حَمده رَبنا ولَك الحَمدُ ثُم يَقُولُ وهو قَائم قَبل أَن يَسجُدَ: اللهمَّ انج الوليدَ بنَ الوليدِ و سلمة بَنَ هشام و عياشَ بن أبى ربيعةَ والمستضعفينَ. من المُؤمِنينَ اللهمَّ اشدد وطاتك على مضر...... (سنن نسائی حدیث نمبر ۱۰۷۵)

حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سمع الله لمن حمده، ربنا ولك الحمد کے بعد دعا کرتے پھر سجدہ سے قبل کھڑے ہوئے یہ فرماتے: اے اللہ ولید بن الولید، سلمۃ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور کمزور مسلمانوں کو نجات عطاء فرما، اے اللہ مضر قبیلہ پر اپنی گرفت سخت کر دے۔

(۱) اب اگر سیالکوٹی صاحب پوری روایت بیان کرتے تو واضح ہو جاتا کہ یہ تو ہنگامی حالات سے متعلق قنوت نازلہ ہے، لہٰذا انہوں نے آدھی حدیث ذکر کر کے بقیہ حدیث کو بیان نہیں کیا۔

(۲) اسی صلاۃ الرسولؐ کا حاشیہ نگار تسہیل الوصول میں اس روایت کی بابت یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہے کہ ''یہ قنوت نماز فجر میں ہے'' (ص ۲۹۵)

اس ساری صورتحال میں آپ سیالکوٹی صاحبؒ کے اس استدلال کو کیا عنوان دیں گے؟

غیر مقلد: بڑی ہی بھیانک صورتحال سامنے آ رہی ہے، بہرحال سیالکوٹی صاحب کی اگلی روایت پیش کرتا ہوں:

((۳))عن ابی ہریرۃؓ قال: لمارفع رسول اللہ ﷺ رأسه ...... قال...... حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو دعاء قنوت پڑھتے (نسائی)۔(صلاۃ الرسولؐ ص ۳۵۹) رکوع کے بعد دعاء قنوت کی بابت یہ روایت تو بڑی واضح اور فیصلہ کن نوعیت کی ہے اس میں تو کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے نا؟

سنی: غیر مقلدین کے دلائل ہوں اور ان میں شک وشبہ کی گنجائش نہ ہو بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اس روایت میں تو تحریف وتلبیس کی حد ہوگئی۔اور وہ بھی دن دیہاڑے، سنن نسائی کی روایت کا پورا متن ملاحظہ کریں اور چودھویں صدی میں غیر مقلدین کی تحریف حدیث کا کرشمہ دیکھیں:عن ابی ھریرۃ قال لمارفع رسول اللہ ﷺ رأسه من الركعة الثانية من صلاة الصبح قال اللهم انج الوليد بن الوليد ......(نسائی حدیث:۱۰۷۴)

حضرت ابو ہریرۃؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز میں دوسرے رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا: اے اللہ ولید بن الولید کو نجات دے......

(۱) آپ نے دیکھا کہ سیالکوٹی صاحب نے ”من الركعة الثانية من صلاة الصبح“ ”نماز فجر کے دوسرے رکوع“ کا لفظ کاٹ کر وہاں نقطے لگا دیئے نیز قال کے بعد ہنگامی دعا کی جگہ نقطے لگا دیئے تا کہ قاری پر واضح نہ ہو جائے کہ یہ قنوت نازلہ ہے قنوت وتر نہیں۔نیز کیا ”قال“ کا معنی ”دعاء قنوت پڑھتے“ ہے؟

(۲) اسی کتاب کے حاشیہ نگار محقق شہیر زبیر علی زئی نے تسہیل الوصول ص ۲۹۵ پر سنن نسائی میں حضرت ابو ہریرۃؓ کی مندرجہ بالا دونوں روایتوں کی تخریج کی لیکن انکے نمبر بدل دیئے ۱۰۷۴ کی جگہ ۱۰۷۳ اور ۱۰۷۵ کی جگہ ۱۰۷۴ لکھ دیا اس تبدیلی میں

کیا راز ہے؟ اس سے وہ خود ہی پردہ اٹھائیں گے۔

نیز حاشیہ نگار نے مصنف موصوف کی تحریف شدہ عبارت کی تخریج تو کر دی لیکن اِس تحریف کی نشاندہی نہ کی۔ جبکہ اسی صلاۃ الرسولؐ کے حاشیہ نگار سندھو صاحب نے وضاحت کی ہے کہ مؤلف نے اِس حدیث میں رأسہ...اور قال ... کے درمیان درج ذیل الفاظ حذف کر دیئے ہیں:"من الرکعة الثانیة من صلاة الصبح" جبکہ امانت علمی کا تقاضا یہ تھا کہ موصوف اِن الفاظ کو حذف نہ کرتے بلکہ ذکر کرتے کیونکہ انہوں نے اِس حدیث سے وتروں میں دعائے قنوت کا محل رکوع کے بعد ہے پر استدلال کیا ہے جبکہ یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ حوادث نازلہ کی قنوت تھی جسے آپ ﷺ نے نماز فجر میں دوسری رکعت میں رکوع کے بعد پڑھا (القول المقبول ص:۵۸۸)

نیز لقمان سلفی صاحب نے بھی تنبیہ لکھی ہے کہ:"مؤلف نے اس حدیث میں راسہ اور قال کے درمیان درج ذیل الفاظ حذف کر دیے ہیں "من الرکعة الثانیة من صلاة الصبح" جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حوادثِ نازلہ کی قنوت تھی جسے آپؐ نے نماز فجر میں دوسری رکعت میں رکوع کے بعد پڑھا"۔ (ص ۲۳۰)

محترم! اہل حدیث نام رکھ کر پیارے پیغمبر ﷺ کی مبارک حدیثوں کے ساتھ آپ کا یہ سلوک کس حقیقت کی غمازی کرتا ہے؟

غیرمقلد :احادیث نبویہ کے ساتھ ہمارے ذمہ دار علماء کا یہ سلوک دیکھ کر واقعی مجھے بھی بہت مایوسی ہو رہی ہے۔ جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے۔

بہر حال رکوع کے بعد دعاء قنوت کی بابت سیالکوٹی صاحب نے ایک اور دلیل بڑی واضح لکھی ہے جس کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔

((۴)) **قنت رسول الله ﷺ...اذا قال سمع الله لمن حمده من الركعة الآخرة.** قنوت پڑھی رسول اللہ ﷺ نے آخر رکعت میں **سمع الله لمن حمده** کہہ چکنے کے بعد (ابوداؤد)۔

سنی: مسلسل گول ہو رہے ہیں لیکن آپ اعتماد سے میدان میں ڈٹے ہوئے ہیں میں آپ کی خود اعتمادی کی داد دیتا ہوں لیکن ایمانداری سے دیکھئے اور موازنہ کیجیئے کہ سیالکوٹی صاحب نے حسب سابق اس روایت کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا ہے:

ابوداؤد کی اصل روایت ملاحظہ ہو: ''**قنت رسول الله ﷺ شهرا متتابعاً في الظهر والعصر والمغرب و العشاء و صلاة الصبح في دبر كل صلاة اذا قال سمع الله لمن حمده من الركعة الآخرة يدعو على أحياء من بني سليم على رعل وذكوان ......**'' (ابوداؤد حدیث:۱۴۴۳) رسول اللہ ﷺ نے مسلسل ایک مہینہ قنوت پڑھی ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نماز صبح کے آخر میں جب آپ ﷺ آخری رکعت میں **سمع الله لمن حمده** کہتے، بنوسلیم کے قبیلہ رعل وذکوان پر بددعا کرتے۔

(۱) موازنہ کریں کہ سیالکوٹی صاحب نے **شهرا متتابعاً** سے لے کر **في دبر كل صلاة** تک حدیث کا حصہ حذف کر دیا جس میں اس قنوت کے ایک مہینہ پڑھے جانے اور ظہر عصر مغرب عشاء اور صبح میں پڑھے جانے کا ذکر تھا۔ جس سے صاف پتہ چلتا تھا کہ یہ قنوت نازلہ ہے قنوت وتر نہیں۔

(۲) **من الركعة الآخرة** کے بعد قبیلہ رعل وذکوان پر بددعا کا ذکر تھا اس کو بھی ذکر نہ کیا چونکہ اس سے بھی پتہ چلتا تھا کہ یہ قنوت نازلہ ہے قنوت وتر نہیں۔

الغرض اپنے آپ کو حدیث کے مطابق ڈھالنے کی بجائے سیالکوٹی صاحب نے کانٹ چھانٹ کر کے حدیث کو اپنے مطابق ڈھالنے کی مذموم کوشش کی ہے۔

(۳) صلاۃ الرسولؐ کے حاشیہ نگار تحریف احادیث کو نظر انداز کرتے ہوئے بڑے ادب کے ساتھ کم از کم اتنا لکھنے پر مجبور ہو گئے کہ ’’یہ حدیث بھی قنوت نازلہ کے بارے میں ہے‘‘۔

(۴) سندھو صاحب حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی مندرجہ بالا دونوں روایتوں کی بابت لکھتے ہیں کہ مؤلف رحمہ اللہ نے مذکورہ دونوں حدیثوں سے اس مسئلہ پر دلیل لی ہے کہ وتروں میں دعاء قنوت رکوع کے بعد کی جائے مگر ان حدیثوں سے اس مسئلہ کیلئے دلیل لینا محل نظر ہے کیونکہ ان کا تعلق قنوت نازلہ سے ہے قنوت وتر سے نہیں۔(القول المقبول ص ۵۸۸)

(۵) ڈاکٹر لقمان سلفی صاحب لکھتے ہیں: ’’مؤلف رحمہ اللہ نے مذکورہ دونوں حدیثوں سے اس مسئلہ پر دلیل لی ہے کہ وتر میں دعاء قنوت رکوع کے بعد کی جائے مگر ان کا یہ استدلال محل نظر ہے کیونکہ ان کا تعلق قنوت نازلہ سے ہے قنوت وتر سے نہیں‘‘۔(صلاۃ الرسول مع حاشیہ لقمان سلفی ۲۳۱)

تمہاری اس مرکزی کتاب اور اس کے اتنے بڑے مصنف کا یہ حال ہے تو باقی مصنفوں کا کیا حال ہوگا؟ وہ تو انہی کے خوشہ چین ہیں۔اب ان سب پر کیا اعتماد رہ گیا؟ کہ قنوت وتر کے رکوع کے بعد ہونے پر کوئی ایک صحیح حدیث بھی نہیں تو اپنا موقف صحیح حدیث کے مطابق بدلنے کی بجائے انہوں نے مذکور حدیثوں کو بدل دیا۔

غیر مقلد: یہ سب کچھ دیکھ کر تو میرا سر شرم سے جھکا جا رہا ہے، ہمیں تو یہی باور کرایا گیا تھا کہ رکوع کے بعد قنوت کے دلائل بڑے مضبوط ہیں جیسا کہ ’’امتیازی مسائل‘‘ میں عبداللہ روپڑی صاحبؒ نے لکھا ہے کہ: بلکہ بہتر بعد میں ہے کیونکہ زیادہ روایتیں اس پر ہیں(ص ۹۳) اور ہمارے شیخ الحدیث جانباز نے بھی لکھا ہے کہ ’’اکثر صحیح

روایات رکوع کے بعد کی تائید کرتی ہیں۔(صفحہ۲۵۷،۲۵۹) جبکہ سیالکوٹی صاحب تو اس پر ایک صحیح حدیث بھی پیش نہ کر سکے۔

سنی :یہی وہ زبانی جمع خرچ ہے جس کے پیچھے آپ لوگ آنکھیں بند کر کے چلے جارہے ہیں اور کبھی اسے اتباع حدیث کہتے ہیں تو کبھی اجتہاد کا راگ الاپتے ہیں جبکہ حقیقت میں یہ چودھویں صدی کے اماموں، واعظوں، مصنفوں، مترجموں اور مولویوں کی اندھی تقلید ہے، فرقہ پرستی اور تعصب ہے، اس کا اندازہ اب ایک اور زاویہ سے کریں کہ ذیل میں قنوت وتر بعد الرکوع کی بات تمہارے ہی علماء کا تبصرہ پیش خدمت ہے مگر فرقہ پرستی، جمود اور تعصب کا یہ عالم ہے کہ اس پر عمل کرنے والا کوئی نہیں۔

نہ وہ بدلا نہ تم بدلے نہ یاران سخن بدلے
میں کیسے اعتبارِ انقلابِ آسماں کر لوں

(۱) تمہاری ''نماز نبوی'' مطبوعہ ۱۹۹۸ء میں ہے کہ: وتر میں رکوع کے بعد قنوت کی تمام روایات ضعیف ہیں، اور جو روایات صحیح ہیں ان میں صراحت نہیں کہ آپ ﷺ کا رکوع کے بعد والا قنوت ''قنوتِ وتر'' تھا یا ''قنوتِ نازلہ''؟ لہٰذا صحیح طریقہ یہ ہے کہ وتر میں قنوت رکوع سے قبل کیا جائے۔(صفحہ۲۳۶)

(۲) تمہاری ''مسنون نماز'' مطبوعہ ۲۰۰۰ء میں دار السلام شعبۂ تحقیق وتالیف کے ڈائریکٹر لکھتے ہیں: ''تاہم دعائے قنوت جو وتر کی ہے وہ رکوع سے قبل ہے، صاحب مرعاۃ نے بھی اسے ہی راجح قرار دیا ہے''۔(صفحہ۸۴)

(۳) تمہارے ''الاعتصام'' رسالہ میں ہے: ''ان روایات وشواہد کا تقاضا ہے کہ نماز وتر میں قنوت رکوع سے پہلے ہونی چاہئے'' (صفحہ۲۰۔۲۵، رجب ۱۴۱۲ھ) نیز لکھا ہے: وتر میں دعائے قنوت کے متعلق ہمارا رجحان بھی یہ ہے کہ رکوع سے

پہلے ہونی چاہئے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا اس کے متعلق کھلا فرمان اور واضح عمل ہمارے لیئے قطعی فیصلہ کی حیثیت رکھتا ہے، اس کے علاوہ بیشتر صحابہ کرامؓ سے بھی یہی بات منقول ہے، اگرچہ بعض صحابہؓ کے متعلق کچھ ایسے آثار ملتے ہیں کہ وہ رکوع کے بعد دعا کرتے تھے لیکن وہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان اور عمل کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے، پھر وہ محدثین کے معیار صحت پر بھی پورے نہیں اترتے۔ (صفحہ ۱۸، الاعتصام ۱۴ فروری ۱۹۹۲ء)۔

ع: ہم کہتے کہتے ہار گئے اور انہوں نے کچھ بھی نہ سنا

(۴) تمہارے ''الدعوۃ'' رسالہ کے مفتی صاحب لکھتے ہیں اس روایت سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جو دعا ہنگامی حالات میں مسلمانوں کی خیر خواہی اور کفار و دشمنان اسلام کے لیئے بددعا کے طور پر کی جاتی ہے وہ رکوع کے بعد ہے جسے قنوت نازلہ کہا جاتا ہے، اور جو دعا رکوع سے قبل مانگی جاتی ہے وہ قنوت وتر ہے۔ (صفحہ ۵۰۔ اپریل ۱۹۹۳ء)

الغرض گزشتہ چند سالوں میں اہل حدیث علماء نے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے کہ قنوت وتر رکوع کے بعد پڑھنا ضعیف اور رکوع سے پہلے پڑھنا صحیح ہے لیکن تمہاری مساجد میں آج تک اس صحیح طریقہ پر عمل شروع نہیں ہوا، آخر کیوں؟

آقا (ﷺ) نے دعائیں مانگی تھیں وتروں میں جھکنے سے پہلے
تم لوگوں کو منظور نہیں بے باک بخاری کی باتیں

غیر مقلد: غالباً گرد و پیش کے مقلدانہ ماحول نے ہمیں بھی اپنے علماء کا ایسا پکا مقلد بنا دیا ہے کہ صحیح حدیث اپنانے کی بجائے ہم اپنے مسلکی موقف پر قائم ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہماری یہ روش صحیح ہے۔

ہاتھ اٹھا کر دعاءِ قنوت

سنی: غیر مقلد حضرات عام دعا کی طرح ہاتھ اٹھائے ہوئے قنوت وتر پڑھتے ہیں، اس کی کوئی دلیل بیان کریں گے۔

غیر مقلد: "صلاۃ الرسولؐ" میں سیالکوٹی صاحبؒ نے تو اس کی کوئی دلیل نہیں لکھی، اور عجیب بات ہے کہ دوسری کتابوں میں بھی اس کی کوئی دلیل بیان نہیں کی گئی، اور مجھے خود بھی کوئی واضح حدیث اس سلسلہ میں یاد نہیں۔

سنی: تم ہاتھ اٹھا کر قنوت وتر پڑھتے ہو، حدیث نبوی سے اس کی دلیل تمہیں اور تمہارے مصنفین کو بھی معلوم نہیں ہے، اگر بغیر دلیل جانتے ہوئے تمہارے علاوہ اور کوئی عمل کرے تو تم اسے تقلید کہتے ہو، اور اگر تم خود ایسا کرو تو اہل حدیث رہتے ہو، یہ عجیب تفریق نہیں؟ اچھا آپ حضرات قیاس پر بھی عمل کرتے ہیں؟

غیر مقلد: ہم قرآن وحدیث کے علاوہ کسی چیز پر عمل نہیں کرتے اور قیاس کو تو ہم بڑی ناپسندیدہ چیز سمجھتے ہیں، اس پر عمل کیسے کر سکتے ہیں؟

سنی: تم لوگ عام دعا کی طرح قنوت وتر میں بھی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہو، اسکی دلیل کیا ہے؟ ذرہ دل پر ہاتھ رکھ کر یہ حوالہ سن لیں، اور جھوم کر پڑھیں:

بنتے ہو وفادار وفا کر کے دکھاؤ ☆ کہنے کی زبان اور ہے کرنے کی ادا اور

(۱) تمہاری "مسنون نماز" میں لکھا ہے کہ: "دعائے قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کی صراحت نبی ﷺ سے منقول نہیں، تاہم قنوت نازلہ پر قیاس کر کے ہاتھ اٹھائے جا سکتے ہیں"۔ (صفحہ ۸۴)

(۲) تمہاری جماعت الدعوۃ کے ترجمان "مجلۃ الدعوۃ" میں ہے: "جو لوگ قنوتِ وتر ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں وہ اُسے قنوتِ نازلہ پر قیاس کرتے ہیں" (ص ۵۰۔ اپریل ۱۹۹۳ء)

(۳) تمہاری کتاب ''حیّ علی الصلاۃ'' میں ہے: ''قنوت کیلئے ہاتھ اٹھانے کی روایت قنوت نازلہ کے بارے میں تو نبی علیہ السلام سے موجود ہے، وتر کے بارے میں کوئی مرفوع روایت نہیں ملتی اِلاّ یہ کہ اسے اس پر قیاس کرلیا جائے''۔ (ص ۵۴)

الغرض دوسروں کو قیاس پر عمل کرنے کا طعنہ دینے سے پہلے ذرہ **اپنے گریبان میں بھی جھانک لیا کرو!**

(۴) تمہاری ''نماز نبوی'' (مطبوعہ ۱۹۹۸ء میں ہے: ''دعائے قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کے بارہ میں کوئی مرفوع روایت نہیں ہے، البتہ مصنف ابن ابی شیبہ میں بعض آثار ملتے ہیں'' (ص ۲۴۷)

(جبکہ آثار تو تمہارے نزدیک حجت ہی نہیں پھر یہ عمل کس دلیل کی بناء پر؟)

(۵) تمہاری ''تسہیل الوصول'' (مطبوعہ ۲۰۰۵ء میں ہے: ''بہتر یہ ہے کہ قنوت وتر میں ہاتھ نہ اٹھائے جائیں'' (صفحہ ۲۹۷) ۔پھر مندرجہ بالا مفتیوں اور انکی مسجدوں سمیت تمہاری تمام مسجدوں میں اس بہتر طریقہ پر عمل کیوں نہیں ہورہا؟ شاید فرقہ پرستی، اندھی تقلید، جمود اور تعصب مانع ہے۔

دعا میں کمی بیشی کا مسئلہ

سنی: وتر کی دعاء قنوت مسنون دعاؤں میں سے ایک دعا ہے اس میں کمی بیشی کی بابت آپ کا کیا موقف ہے؟

غیرمقلد: ہمارے شیخ الحدیث جانباز صاحب لکھتے ہیں: دعاؤں کے الفاظ اسی طرح پڑھنے چاہئیں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائے ہیں کیونکہ غیر ثابت شدہ الفاظ کہنا بدعت ہے اور رسول اللہ ﷺ کے اقوال وفرامین میں بے جا اضافہ ہے جو کسی طرح بھی قابل مدح وستائش نہیں ہوسکتا۔ (صلاۃ المصطفیٰ ص ۱۱۷)

سنی: شیخ الحدیث صاحب نے تو بدعت کا اتنا بڑا فتویٰ لگا دیا کہ وہ خود بھی اس کی زد

میں آ گئے اور مولانا سیالکوٹی صاحبؒ کو بھی اس کا نشانہ بنادیا۔

غیرمقلد: بھلا یہ کیسے؟ ہم تو بدعت سے یوں بھاگتے ہیں جس طرح تیر کمان سے۔

سنی: جانباز صاحب نے ''صلاۃ المصطفیٰ'' (ص۲۵٦) پر دعاء قنوت کے جو الفاظ لکھے ہیں ان میں ''نستغفرک و نتوب الیک'' بھی ہے اور یہی الفاظ سیالکوٹی صاحب نے ''صلاۃ الرسولؐ'' (صفحہ ۳٦۱) پر درج کیئے ہیں جبکہ تمہاری ''نماز نبوی'' (صفحہ ۲۳۷) پر لکھا ہے کہ: ''نستغفرک و نتوب الیک کے الفاظ رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں موجود نہیں بلکہ بعض علماء کی طرف سے اضافہ ہیں''۔

نیز تمہاری ''مسنون نماز'' صفحہ ٦۷ پر لکھا ہے: ''نستغفرک و نتوب الیک'' کے الفاظ صاحب حصن حصین اور امام نووی وغیرہ نے نقل کیے ہیں لیکن کسی حدیث کی کتاب میں یہ الفاظ نہیں ملتے بعض نے صراحت بھی کی ہے کہ یہ اضافہ علماء کی طرف سے ہے''۔ دوسروں پر کفر و شرک بدعت و گمراہی کے فتوے لگانے میں تو آپ بڑے جرأت مند ہوتے ہیں، اب یہاں بدعت کا فتویٰ کس کس پر لگائیں گے؟

غیرمقلد: آپ نے صحیح تجزیہ کیا۔ دوسروں پر فتوے لگانے میں تو ہم چودہ صدیوں کے لوگوں کو معاف نہیں کرتے لیکن ہمیں اپنے علماء کی بابت لب کشائی کی اجازت نہیں۔ لہٰذا آپ مجھے تبصرہ سے معذور سمجھیں۔

سنی: اچھا تو بدعت کو بدعت کہنا چاہیئے اور اس کی نشاندہی ہونی چاہیئے یا نہیں تاکہ لوگ اس سے بچ سکیں۔

غیرمقلد: مجھے آپ سے اتفاق ہے، بدعت کی نشاندہی ہونی چاہیئے اور اس پر خاموشی انتہائی ناپسندیدہ ہے۔

سنی: صلاۃ الرسولؐ کے حاشیہ نگار نے تسہیل الوصول ۲۹۵ پر ان کلمات کی بابت کوئی تبصرہ نہیں کیا (واضح رہے کہ اسی حاشیہ نگار نے نماز نبوی کا حاشیہ بھی لکھا ہے)

''صلاۃ الرسولؐ '' کے دوسرے حاشیہ نگار ڈاکٹر لقمان سلفی بھی صفحہ ۲۳۱ پر خاموشی سادھ گئے بلکہ اس دعا کے حاشیہ میں مختلف کتب حدیث کا حوالہ دے کر یہ باور کرایا کہ یہ مکمل قنوت ان کتب حدیث میں موجود ہے جبکہ ''نستغفرک ونتوب الیک'' کے الفاظ متعلقہ کتب حدیث بلکہ کسی بھی حدیث کی کتاب میں نہیں۔

کیا آپ اس خاموشی بلکہ **تلبیس** کو بھی ناپسندیدہ قرار دیں گے؟

غیر مقلد : کوئی اور ہوتا تو قطع نظر اس کے کہ وہ بڑا ہے یا چھوٹا میں اس کے لئے یہ الفاظ بلکہ اس سے بھی سخت الفاظ کہہ دیتا بلکہ فتویٰ جاری کر دیتا لیکن اپنوں کا کچھ حق بھی ہوتا ہے کہ اگر میں ان کی غلطی کا دفاع نہیں کر سکتا تو کم از کم ان پر تنقید تو نہ کروں۔ پھر لقمان سلفی صاحب تو ہندوستان میں خصوصاً اور پاکستان میں عموماً ہمارے اداروں کے ساتھ مالی تعاون بھی کراتے ہیں، ایسے لوگوں پر تنقید تو اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔

کمیٹی کا فیصلہ : (۱) قنوت نازلہ کے رکوع کے بعد ہونے پر اتفاق ہے، جبکہ قنوت وتر کے رکوع سے پہلے یا بعد ہونے میں اختلاف ہے۔

(۲) ابتداء دعوے میں کہا گیا تھا کہ اکثر صحیح روایات سے قنوت بعد الرکوع ثابت ہے جبکہ مدعی اپنے موقف پر ایک صحیح حدیث بھی پیش نہ کر سکا جبکہ سیالکوٹی صاحب نے قنوت نازلہ والی چار دلیلوں میں کانٹ چھانٹ اور تبدیلی کر کے قنوت وتر بعد الرکوع ثابت کرنے کی افسوسناک کوشش کی۔

(۳) اہل حدیث کے اپنے حوالوں سے ثابت ہو گیا کہ قنوت وتر کا رکوع سے پہلے ہونا صحیح اور راجح ہے۔ پتہ نہیں اہلحدیث کی مساجد میں اس پر عمل کیوں نہیں ہوتا؟

(۴) اہل حدیث یوں تو قیاس کی بہت مذمت کرتے ہیں۔ لیکن عام دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر دعاءِ قنوت پڑھنے پر قیاس سے استدلال کرتے ہیں۔ یہ عجیب تضاد ہے۔

حصہ چہارم

چُھپے راز

میں راز ایسا کروں گا افشاں
جو چاک سارے حجاب کردے

- غیر مقلد اور حرمین شریفین
- غیر مقلد اور صحیح بخاری
- غیر مقلد اور غلط حوالے

فاتحہ سے پہلے بسم اللہ
سینہ پر ہاتھ باندھنا
غائبانہ نماز جنازہ

فاتحہ خلف الامام
آمین ایک نئے تناظر میں
آیتوں کا جواب دینا

غیر مقلد اور تقلید
دعائے قنوت کب اور کیسے؟
ننگے سر نماز پڑھنا

غیر مقلد اور حرمین شریفین
غیر مقلد اور صحیح بخاری
غیر مقلد اور غلط حوالے

اہل حدیث
اور
ضعیف حدیثیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

☆ عام طور پر اہل حدیث حضرات سادہ لوح عوام کو یہ باور کراتے ہیں کہ حرمین شریفین میں انہی کے مسلک پر عمل ہو رہا ہے۔ یہ دعویٰ حقیقت واقعہ کے ساتھ ایک سنگین مذاق ہے، اور اگر انہیں پھر بھی اپنے موقف پر اصرار ہے تو ہم بڑے ادب سے سوال کا حق محفوظ رکھتے ہیں کہ رمضان میں بیس تراویح اور آخری عشرہ میں تراویح کے بعد تہجد نیز تین وتر ، جمعہ کی دو اذانیں، جمعہ کے دونوں خطبے عربی میں، نماز جنازہ آہستہ، سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ آہستہ پڑھنا اور باجماعت نماز میں بعض آیتوں کا جواب نہ دینا یہ سب کچھ آپ کے اِس دعوے کی تائید کرتا ہے یا تردید؟ بہرحال آئندہ تحریر سے اِس موضوع کے تفصیلی گوشے واضح ہوں گے۔

☆ اہل حدیث حضرات صحیح بخاری سے اپنی گہری وابستگی کا اظہار کرتے ہیں۔اس وابستگی میں کتنی صداقت ہے؟ اسکا اندازہ آئندہ تحریر سے ہو سکے گا۔ بلکہ اہل حدیث عوام سے ہماری مؤدبانہ درخواست ہے کہ آپکو اِن حقائق سے بے بہرہ رکھکر آپ کا فکری استحصال کیا گیا ہے، لہٰذا اب آپ اس استحصالی طبقہ کی فکری غلامی سے آزاد ہوکر بڑی جرأت کیساتھ بخاری کی اِن حدیثوں پر عمل شروع کردیں نیز اپنے اہل حدیث بھائیوں اور علماء کو اِس پر عمل کی دعوت دیں۔ اگر وہ اِس پر عمل پیرا ہو جائیں تو بہتر ہے ورنہ آپ جان لیں کہ بخاری سے اُنکی وابستگی کا نعرہ کس قدر کھوکھلا ہے؟

☆ اہل حدیث عوام یہ سوچتے ہوں گے کہ اہل سنت والجماعت احناف اُنکے علماء کی کتابوں پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ جبکہ اِن کتابوں میں تو حدیثیں بیان کی گئی ہیں، دراصل علماء اہل سنت والجماعت کو جس حقیقت کا پتہ ہے وہ اہل حدیث عوام سے اوجھل ہے کہ اِن کتابوں میں حدیثوں کے غلط حوالے، حدیثوں کے غلط ترجمے اور حدیثوں میں تحریف وتبدیلی کا ایک بازار گرم ہے۔ لہٰذا یہ مصنف غیر معتبر لوگ ہیں، پھر اُنکی کتابیں معتبر کیسے ہونگی؟

آئندہ صفحات میں حکیم محمد صادق سیالکوٹی صاحبؒ کی کتاب ''صلاۃ الرسولؐ ''اور بعض دوسری کتابوں کے کل (۴۲) غلط حوالے درج کئے گئے ہیں۔

جنمیں صحیح بخاری ومسلم کے (۹)، صرف صحیح بخاری کے (۶) اور صرف صحیح مسلم کے (۸)۔ گویا مجموعی طور پر صحیح بخاری کے (۱۵) اور صحیح مسلم کے (۱۷) یعنی کل (۳۲) حوالے ہیں۔

جبکہ صحاح ستہ کے عنوان سے (۱۳)، نسائی کے (۴)، ترمذی کے (۲)، ابن ماجہ کے (۲)، ابو داود کے (۲)، موطا کا (۱)، مسند امام اعظمؒ کا (۱)، دارمی کا (۱)، ابن ابی شیبہ کا (۱)، غنیۃ الطالبین کا (۱) اور حصن حصین کے (۲) غلط حوالے درج ہیں۔ جبکہ ایک جگہ حضرت ابوہریرۃؓ کی طرف ایک قول کی غلط نسبت کی گئی ہے۔ تو یہ کل (۶۳) غلط حوالے ہوگئے۔

الغرض آئندہ تحریر میں اس حقیقت کا اظہار وانکشاف خود علماء اہل حدیث کی تحریروں کے حوالے سے پیش خدمت ہے۔ اُمید ہے کہ پہلی دفعہ اِس تحریر کی اشاعت کے بعد اہل حدیث عوام اپنی کتابوں اور مصنفین کی بابت کوئی جرأتمندانہ اور غیر جانبدار فیصلہ کرسکیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مقلد اور حرمین شریفین

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ

غیر مقلد : کچھ دوستوں نے بتایا کہ آپ عمرہ اور زیارت کے لئے حرمین شریفین جارہے ہیں، اسلئے میں آپ سے ملنے آیا ہوں، آپ مجھے ملاقات کے لئے کچھ وقت دیں گے؟

سنی: بہت شکریہ، اور بھی بہت سارے احباب وہاں جا کر دعاؤں کی یاددہانی کے لئے تشریف لائے تھے، کہ عمرہ کے لئے جانے والے سے دعا کے لئے کہنا سنت ہے۔ یقیناً آپ بھی اسی مبارک جذبہ سے سرشار آئے ہوں گے۔

غیر مقلد :اس سنت کا علم تو مجھے آپ کی زبانی آج ہوا ہے۔ دراصل میں حج وعمرہ پر جانے والے احباب کی خدمت میں چند گذارشات لے کر حاضر ہوتا ہوں، اور اسی پس منظر میں آیا ہوں، آپ حرمین شریفین پہنچ کر دیکھیں گے کہ وہاں بھی لوگ آمین اونچی کہتے ہیں اور رفع یدین کرتے ہیں جس سے ہمارے مسلک کی تائید ہوتی ہے، لہٰذا یہ سب کچھ دیکھ کر آپ بھی ہمارا مسلک اختیار کریں۔ بس اجازت، اب آپ کی واپسی پر دوبارہ ملاقات ہوگی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

غیر مقلد: پتہ چلا کہ آپ واپس آ گئے ہیں، جی چاہا کہ آپ سے کچھ تبادلہ خیالات ہو جائے۔ فرمائیے آپ نے وہاں جو کچھ دیکھا اس کی روشنی میں کیا رائے قائم کی؟

سنی: میرے اللہ کا گھر اتنا وسیع ہے کہ کالے گورے عربی عجمی مقلد اور غیر مقلد سبھی کے لیے کھلا ہے، ہر شخص اپنی اپنی زبان اپنے اپنے لہجہ اور اپنے اپنے مسلک کے مطابق

عبادت کرتا ہے، کوئی روک ٹوک نہیں، کوئی تنگ نظری نہیں، کوئی تعصب نہیں، یہی حال میرے پیارے نبی ﷺ کی مسجد نبوی کا ہے، کوئی کسی پر اعتراض نہیں کرتا، کوئی یہ چیلنج نہیں کرتا کہ فلاں عمل ثابت کرنے والے کو ایک لاکھ روپیہ انعام۔ لہٰذا پہلے ہی دن اخوّت و بھائی چارے کی یہ فضاء دیکھ کر میں نے تمہاری اس فرقہ پرستی والی بات کو اپنے ذہن سے جھٹک دیا تھا جو کہ انتہائی تنگ نظری پر مبنی تھی۔

غیر مقلد: آپ نے میری بات نہیں سمجھی۔ آپ یہ بتائیں کہ وہاں رفع یدین کی سنت زندہ ہے کہ نہیں؟

سنی: جو لوگ دوسرے ملکوں سے عمرہ وغیرہ کے لئے آتے ہیں وہ اپنے اپنے مسلک کے مطابق نماز ادا کرتے ہیں۔ جہاں تک مقامی حضرات کا تعلق ہے اس میں بھی ہر مسلک کے لوگ موجود ہیں، رفع یدین کرنے والے بھی اور نہ کرنے والے بھی، تم لوگوں کو رفع یدین کرنے والے تو نظر آتے ہیں، رفع یدین نہ کرنے والے نظر نہیں آتے؟

غیر مقلد: میرا مطلب یہ ہے کہ جب حرمین شریفین میں بھی رفع یدین پر عمل ہو رہا ہے تو آپ لوگ اس پر عمل کیوں نہیں کرتے؟

سنی: اگر تم نے حرمین شریفین میں رفع یدین کرنے والوں کو استدلال کی بنیاد بنانا ہے تو رفع یدین نہ کرنے والوں کو استدلال کی بنیاد کیوں نہیں بناتے؟ آخر وہ عمل بھی تو حرمین شریفین میں ہی ہو رہا ہے، بلکہ ٹی وی پر حرمین شریفین کی نماز دیکھ کر اندازہ کر لیں کہ رفع یدین کرنے والے زیادہ ہیں کہ نہ کرنے والے؟

غیر مقلد: میرا مطلب یہ تھا کہ وہاں کے امام بھی رفع یدین کرتے ہیں۔

سنی: آپ کو علم ہے کہ شیخ سبیّل صاحب امام حرم مکی نے باقاعدہ اعتراف کیا ہے کہ حرمین شریفین کے ائمہ حضرات امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد ہیں (شرعی فیصلے ص ۲۱۸)

اگر اماموں کی رفع یدین کو بنیاد بنانا ہے تو ان کا مقلّد ہونا تمہیں کیوں منظور نہیں؟ بلکہ تاریخی طور پر حرمین شریفین میں آج تک کوئی ایک غیر مقلد امام متعین نہیں ہوا، جو آٹھ تراویح پڑھاتا ہو، جنازہ اونچی پڑھاتا ہو، نماز ننگے سر پڑھاتا ہو، جمعہ کا ایک خطبہ عربی میں اور دوسرا خطبہ غیر عربی زبان میں دیتا ہو، اور ائمہ اربعہ کی تقلید کو شرک کہتا ہو، اور صحابہ کرام کے قول، فعل، اور فہم کو مسترد کرتا ہو۔　بقول شاعر:

مقلّد حرم کے مصلّوں پہ ہیں　یہی تیرہ صدیوں سے ہے انتظام
یہ سلفی موحّد ہیں گر واقعی　ہوئے کیوں نہ پھر یہ حرم کے امام؟

غیر مقلد: چلو وہاں اونچی آمین تو ہوتی ہے نا، وہ تو مان لو۔

سنی: میں نے اس پر بھی غور کیا تو اندازہ ہوا کہ لاکھوں کے مجمع میں چند ہزار لوگ مختلف جگہوں سے اونچی آمین کہتے ہیں تو ہر طرف سے آواز آتی ہے، لیکن خاموش اکثریت کی خاموشی تو کسی کو سنائی نہیں دیتی۔

غیر مقلد: وہاں بعض امام سورۃ فاتحہ پڑھ کر کچھ دیر خاموش رہتے ہیں تاکہ مقتدی بھی سورۃ فاتحہ پڑھ لیں چونکہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام بھی فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں۔

سنی: لیکن وہی بعض امام نماز تراویح میں سورۃ فاتحہ پڑھ کر ذرہ بھی نہیں رکتے کہ مقتدیوں کو فاتحہ پڑھنے کا موقع ملے۔ تمہارے اصول کے مطابق تو پھر کسی مقتدی کی تراویح صحیح نہیں ہوئی۔ چونکہ مقتدیوں کو فاتحہ پڑھنے کا موقع نہیں ملا۔

غیر مقلد: مجھے لگتا ہے کہ آپ بڑے متعصب مقلد ہیں اور قرآن وحدیث کی پیروی نہیں کرتے، لہٰذا اب مجھے اجازت دیں۔

سنی: یہ تو آنے والی گھڑیاں واضح کریں گی کہ متعصب کون ہے؟ دراصل آپ نے

میری حرمین شریفین روانگی سے قبل مجھے جس حقیقت کی طرف متوجہ کیا تھا میں نے بڑی گہرائی سے اس کا جائزہ لیا ہے، اب مجھے بھی آپ سے کچھ باتیں دریافت کرنی ہیں۔

نمبر(۱) : وہاں رمضان میں بیس تراویح ہوتی ہیں آپ بیس تراویح چھوڑ کر آٹھ کیوں پڑھتے ہیں؟ اور یہاں حرمین شریفین قابل استدلال کیوں نہیں ٹھہرتے؟

جو آمین بالجہر کا شوق ہو حرم کے عمل کو بنائیں دلیل
کریں بات ہم جب تراویح کی پلٹ کر یہ کرنے لگیں قال و قیل

غیر مقلد : یہ غلط بیانی ہے ہمارے علماء تو تقریروں میں بتاتے ہیں کہ وہاں آٹھ تراویح ہوتی ہیں۔

سنی: چلو آج رات کو سعودی ٹی وی چینل پر تراویح کی نماز براہ راست نشر کی جائے گی تم رکعات گن کر دیکھ لینا کہ آٹھ پڑھتے ہیں یا بیس؟

غیر مقلد : یہ ٹی وی والوں کے بارے میں تو مشہور حقیقت ہے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں اور کیمرہ مین ہاتھ کی صفائی دکھاتے ہیں، ان کے لئے آٹھ کو بیس کر کے دکھانا کون سا مشکل ہے؟ نیز ہمیں بیس تراویح والے امام کے پیچھے تراویح پڑھنی پڑے تو ہمارے لوگ آٹھ پڑھ کر نکل جاتے ہیں۔

سنی : واقعی آٹھ تراویح کے بعد حرمین شریفین سے کچھ لوگ نکل جاتے ہیں، اور صحن حرم میں بیٹھ کر گپیں لگاتے ہیں یا بازاروں میں گھومتے ہیں، اچھا وہ تم لوگ ہو۔ مکمل بیس تراویح پڑھنے والوں کو سامنے رکھ کر اگر اِن جانے والوں کا تناسب نکالا جائے تو وہ دو فیصد کے قریب ہوگا۔ جس سے واضح ہوا کہ وہاں بھی غیر مقلدین کا تناسب دو فیصد اور مقلدین کا تناسب اٹھانوے فیصد ہے، اب انصاف سے بتاؤ کہ حرمین شریفین کے معمولات کو بنیاد بنانا ہے تو دو فیصد افراد کو بنیاد بناؤ گے یا اٹھانوے فیصد افراد کو بشمول ائمہ حرمین شریفین؟

غیر مقلد : جناب مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ آپ کے ساتھ تو یہ موضوع چھیڑ کر مجھے اُلٹے لینے کے دینے پڑیں گے۔ بہر حال اس گفتگو کو صیغہ راز میں رکھیے گا چونکہ ہر بات بتانے کی نہیں ہوتی، اچھا تو آپ کا سفر کیسا گذرا؟ یہاں پہنچ کر سفر کی تھکاوٹ دور ہوگئی؟

سنی: سوال نمبر(۲) : الحمدللہ سفر خیریت سے گذرا، اور تھکاوٹ کا احساس ہی نہیں ہوا۔ اچھا تو وہاں رمضان میں تراویح کے بعد تین وتر پڑھائے جاتے ہیں اور تم ایک وتر پڑھتے ہو۔

غیر مقلد : یہ سب تم مقلدین کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیاں اور غلط بیانیاں ہیں۔ ہمارے علماء ومقررین بتاتے ہیں کہ وہ بھی ایک وتر پڑھتے ہیں۔

سنی : سوال نمبر(۳) : تم کہتے ہو کہ تراویح اور تہجد ایک چیز ہے، جبکہ وہاں آخری عشرہ میں بیس تراویح کے بعد کچھ دیر ٹھہر کر دس رکعت تہجد اور تین وتر باجماعت پڑھائے جاتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حرمین شریفین والوں کے نزدیک بھی نماز تراویح اور تہجد دو علیحدہ علیحدہ مستقل نمازیں ہیں۔ نیز یہ کہ بیس رکعت ادا کی جانے والی نماز تراویح ہے اور اس کے کچھ دیر بعد دس رکعت ادا کی جانے والی نماز تہجد ہے۔ جبکہ اس کے برعکس تمہارا دعویٰ ہے کہ تہجد اور تراویح ایک ہی چیز ہے۔

غیر مقلد: اچھا جی اب اجازت، آپ نے تو غیر ضروری قسم کی باتیں شروع کر دی ہیں۔

سنی: یقیناً غیر ضروری ہیں چونکہ آپ کی منشا کے خلاف جارہی ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ میں آپ کے دیئے ہوئے اصول اور گائیڈ لائین کی روشنی میں عرض کر رہا ہوں۔

سکھایا تھا تمہیں نے قوم کو یہ شور وشر سارا
جو اس کی انتہاء ہم ہیں تو اس کی ابتداء تم ہو

الغرض آپ میرے گزشتہ سوال کا جواب دیں۔ اور مجھے مطمئن کریں۔

غیر مقلد: دراصل اور کچھ حضرات بھی عمرہ سے واپس آئے ہیں مجھے ان سے بھی ملنا ہے۔

سنی: آخر میں بھی تو عمرہ سے واپس آیا ہوں۔ مجھ سے کیا قصور سرزد ہو گیا ہے جو اتنی جلدی واپس جا رہے ہیں؟

سوال نمبر(٤): جاتے جاتے مجھے یہ بتادیں کہ آپ لوگ تو جنازہ کی قرأت و دعا اونچی پڑھتے ہیں، جبکہ حرمین شریفین میں آہستہ پڑھتے ہیں۔ یہاں آپ حرمین شریفین والے اس عمل کو کیوں نہیں اپنا لیتے؟

غیر مقلد: میں نے یہ بات اپنے بہت سارے مولوی صاحبان سے پوچھی تھی، لیکن ان سے بھی اس کا جواب نہ بن پڑا تھا۔ اچھا اب مجھے اجازت دیں۔

سنی: چائے آ گئی ہے، بس یہ پیالی ختم ہونے تک میں آپ کا وقت لوں گا۔

سوال نمبر(٥): یہ فرمائیں کہ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں جمعہ کی دو اذانیں مسجد کے اندر ہوتی ہیں اور آپ لوگ ایک اذان دیتے ہیں، اور حرمین شریفین والے عمل کو نظر انداز کرتے ہیں۔

غیر مقلد: یار چائے بہت گرم ہے پرچ پلیٹ منگوالیں میں ٹھنڈی کر کے پی لوں۔

سنی: ابھی پرچ پلیٹ آ جاتی ہے۔

سوال نمبر(٦): ذرہ یہ تو بتائیں کہ حرمین شریفین میں نماز جمعہ میں جب امام ﴿سبح اسم ربک الأعلی﴾ پڑھتا ہے تو کسی مقتدی کی آواز سبحان ربی الاعلی سے سنائی نہیں دیتی۔ جبکہ آپ کے ہاں حرمین شریفین والے اِس عمل کے برعکس مقتدی سبحان ربی الاعلی اجتماعی آواز میں اونچی کہتے ہیں۔

غیر مقلد: چائے ختم ہو چکی ہے، اب حسب وعدہ اجازت دیں، چونکہ مجھے اس محلّہ میں ۹ نمبر گلی میں ایک اور صاحب سے ملنا ہے۔

سنی: جی اکٹھے چلتے ہیں راستے میں آپ سے بات چیت بھی جاری رہے گی، آپ میرے گزشتہ سوالات کا جواب تو دیں۔

سوال نمبر(۷): نیز یہ فرمائیں کہ حرمین شریفین میں امام سورۃ فاتحہ سے قبل بسم اللہ اونچی آواز سے نہیں پڑھتا، جبکہ آپ کے ہاں بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھی جاتی ہے۔ یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والے عمل کی مخالفت کیوں ہوتی ہے؟

غیر مقلد: مجھے یاد آیا کہ یہ سامنے والی گلی نمبر ۴ میں بھی مجھے ایک صاحب سے ملنا ہے گلی نمبر ۹ بعد میں جاؤں گا۔ اب تو اجازت دے دیں، کرم ہوگا۔

سنی: **سوال نمبر(۸)**: چلیں یہ سامنے گلی نمبر ۴ والے مکان تک پہنچتے پہنچتے بتائیں کہ حرمین شریفین میں جمعہ کے دونوں خطبے عربی میں ہوتے ہیں یا غیر عربی میں ؟

غیر مقلد: عربی میں ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارے فتاوی ستاریہ میں لکھا ہے کہ: ''شرعاً خطبہ سامعین کی مادری زبان میں ہونا چاہیے'' (۱/۱۹۶)۔

الغرض جب شرعی مسئلہ یوں ہے تو آپ کو ہم پر کیا اعتراض ؟

سنی: اس شرعی مسئلہ کی کوئی دلیل؟ نیز اگر ایسا ہے تو پھر دونوں خطبے مادری زبان میں دیا کرو، ایک مادری زبان میں اور دوسرا خطبہ عربی میں کیوں؟

عربی کی بجائے اردو میں جو خطبۂ جمعہ دیتے ہیں
وہ لائیں حدیثِ پیمبرؐ جو کرتے ہیں بخاری کی باتیں

غیر مقلد: یہ فتاوی ستاریہ ہمارے امام عبدالستار صاحب کی طرف منسوب ہے، امام صاحب کا قول اور فتویٰ ہی ہمارے لئے دلیل ہے ۔

سنی: کیا آپ سے دوبارہ ملاقات ہوسکتی ہے؟

غیر مقلد: ہرگز نہیں۔

سنی: یہ جو صاحب گلی نمبر ۴ میں عمرہ سے واپس آئے ہیں، اُن سے دعا کی درخواست اور ملاقات کے لیے میں بھی آپ کے ساتھ آ سکتا ہوں؟

غیر مقلد: ہرگز ہرگز نہیں۔

سنی: کیا آپ کا ایڈریس، فون نمبر یا موبائل نمبر مل سکتا ہے؟

غیر مقلد: میں یہ غلطی نہیں کر سکتا۔

سنی: ازراہ کرم کسی دن میرے ہاں کھانے کی دعوت قبول کرلیں، دعوت قبول کرنا تو سنت ہے۔ آپ بتائیں کونسا دن مناسب رہیگا؟

غیر مقلد: اِسکا جواب آپ فتاویٰ ستاریہ (جلد ۴ ص ۴۹، ۵۵) پر ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

سنی: یہ کیا بے ربط جواب ہے؟

غیر مقلد: بس آپ متعلقہ حوالہ دیکھ لیں، آپ میرے اشارے کو سمجھ جائیں گے۔

سنی: زندگی میں پھر ملاقات ہوگی یا نہیں بس ایک وضاحت چاہتا ہوں اگر اجازت ہو۔

غیر مقلد: یار تم تو میرے لیے کمبل بن گئے جسے میں چھوڑتا ہوں لیکن وہ مجھے نہیں چھوڑتا۔ چلو پوچھو۔

سنی: یہ نواب وحید الزمان صاحب کون ہیں؟

غیر مقلد: کتب حدیث کے سلفی مترجم ہیں ہمارے عوام اور اکثر علماء کی حدیث دانی انہی کے ترجموں کی مرہون منت ہے۔

سنی: تمہاری کتاب ''حدیث نماز'' ص ۲۰ کے حاشیہ پر نواب وحید الزمان صاحب کا جو ارشاد نقل کیا گیا ہے اگر وہ آپکو بتادوں تو امید ہے کہ آئندہ آپکو اِس طرح کی ملاقاتوں کا تردّد نہیں کرنا پڑیگا، نیز آپکا اور لوگوں کا وقت بھی بچ جائیگا۔

غیر مقلد: ضرور بتایئے وہ تو ہمارے مرکزی عالم ہیں۔

سنی: موصوف لکھتے ہیں: بہت سارے اکابر علماء نے تصریح کر دی اِس بات کی کہ مدینہ منورہ یا مکہ معظّمہ کے لوگوں کے قول وفعل کی کچھ سند نہیں ہے، کیونکہ دونوں مقامات میں بدعات کا رواج بہت ہو گیا ہے (حدیث نماز ص۲۰)۔

غیر مقلد: سچ پوچھو تو ایک شعر غیر اختیاری طور پر ذہن میں آ گیا ہے:

نکلنا خلد سے آدمؑ کا سنتے آئے تھے لیکن
بڑے بے آرزو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

☆ ☆☆☆ ☆

سنی: (لائبریری میں فتاویٰ ستاریہ جلد۴ ص ۴۹، ۵۵ دیکھنے کے بعد):

تعصّب کی حد ہے: یہاں تو حنفی اور بدعتی کے گھر کھانا کھانے یا شادی بیاہ میں شرکت کی یہ شرط لکھی ہوئی ہے کہ: "تبلیغ کر سکو تو شرکت میں حرج نہیں اگر تبلیغ نہ کر سکو تو پھر کھانا ٹھیک نہیں"۔ بلکہ فتاوی ستاریہ (۲۸/۴) پر تو اس سے بھی بڑھ کر لکھا ہے کہ: "اہل حدیث کی نماز غیر اہل حدیث کی اقتدا میں بہتر نہیں، اگر سنت و صحیح مسلک واشاعت کی خاطر احناف کی اقتدا میں نماز پڑھی جائے تو جائز کیا بلکہ ضروری ہے"۔

(اِس سے واضح ہو گیا کہ غیر مقلد کی دعوتیں، اُسکی میٹنگیں، اُسکی دوستی، اُسکا میل جول، اُسکی آمدورفت، اُسکی نشست وبرخواست اور اُسکا ہماری مسجدوں میں آنا جانا، خالصتاً اپنے مزعومہ افکار کی ترویج واشاعت کیلئے ہوتا ہے)

☆☆☆

غیر مقلد اور صحیح بخاریؒ

پروفیسر ایوب جالندھری

ہر صبح بخاریؒ کا نعرہ ہر شام بخاریؒ کی باتیں
دکھلاوہ چند مسائل کا منظور نہیں ہیں سب باتیں

دو چار حدیثیں مطلب کی محفل میں سناتے ہیں لیکن
یہ لوگ چھپائے پھرتے ہیں کچھ اور بخاریؒ کی باتیں

آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) آہستہ پڑھتے تھے بسم اللہ فاتحہ سے پہلے
من گھڑت حدیث اپناتے ہیں ٹھکرا کے بخاریؒ کی باتیں

آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعائیں مانگی تھیں وتروں میں جھکنے سے پہلے
کچھ لوگوں کو منظور نہیں بے باک بخاریؒ کی باتیں

دو ہاتھ مصافحہ سنت ہے لکھا ہے بخاریؒ نے یوں ہی
ہر محفل میں رد کرتے ہیں احباب بخاریؒ کی باتیں

یاروں نے کوشش کی باہم تحریف بخاریؒ کی لیکن
نا کام ہوئے ناشاد ہوئے باقی ہیں بخاریؒ کی باتیں

عثمانؓ کی اذان پہ بخاریؒ نے لکھا ہے عمل سب امت کا
اس دور میں کیوں رد ہوتی ہیں لاریب بخاریؒ کی باتیں؟

عربی کی بجائے اردو میں جو خطبۂ جمعہ دیتے ہیں
وہ لائیں حدیث پیمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کرتے ہیں بخاریؒ کی باتیں

اقوال صحابہؓ ٹھکرا کر تنقید کا مورد ٹھہرائیں
یہ زیب انہیں دیتا ہے جو کرتے ہیں بخاری کی باتیں؟

اگر آپکو یہ نظم پسند آئی ہے تو اِسے یاد کریں، دینی جلسوں میں پڑھیں اور اِسکی فوٹو کاپی دوستوں کو تحفہ دیں

غیر مقلد اور صحیح بخاری

سنی: آپ نے ہاتھی دیکھا ہے؟

غیر مقلد: بچپن میں چڑیا گھر میں دیکھا تھا۔

سنی : پھر مجھے آپ اِس محاورے کا مطلب سمجھائیں: ''ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور، کھانے کے اور''۔

غیر مقلد : پہلی نظر میں ہاتھی دیکھا تو اس کے قد کاٹھ کے مطابق بڑے بڑے دانت دیکھے لیکن جب اس کو چارہ کھاتے ہوئے دیکھا تو اندازہ ہوا کہ کھانا چبانے کے لئے استعمال ہونے والے دانت اس کے منہ میں چھوٹے چھوٹے ہیں، ان دو بڑے دانتوں کا کھانے سے تعلق نہیں۔اس محاورے میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

سنی: کیا یہ محاورہ غیر مقلدین پر بھی منطبق ہوتا ہے؟

غیر مقلد: یہ کیا بے جوڑ قسم کا سوال ہے؟

سنی : بے جوڑ نہیں با جوڑ سوال ہے، چونکہ آپ لوگ صحیح بخاری کا نام تو بہت لیتے ہیں، لیکن اس پر عمل نہیں کرتے۔

غیر مقلد: ہم تو صحیح بخاری پر جان دیتے ہیں، تم کہتے ہو کہ اس پر عمل نہیں کرتے۔

سنی: دراصل بخاری کی بابت آپ کے طرز عمل کی تصویر کشی شاعر نے یوں کی ہے:

ہر صبح بخاریؒ کا نعرہ ہر شام بخاریؒ کی باتیں
دکھلاوہ چند مسائل کا منظور نہیں ہیں سب باتیں
دو چار حدیثیں مطلب کی محفل میں سناتے ہیں لیکن
یہ لوگ چھپائے پھرتے ہیں کچھ اور بخاریؒ کی باتیں

غیر مقلد: یہ سب مخالفین کا پروپیگنڈہ ہے۔ ''یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی''

ہمارے خطیب اور مقرر تو بازو ہلا کر اور صحیح بخاری کو لہرا کر صحیح بخاری سے اپنی مکمل وابستگی کا اظہار کرتے ہیں۔

سنی: بازو ہلانے اور کتاب لہرانے کی حد تک تو بات صحیح ہے، مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے صحیح بخاری مکمل پڑھی ہے؟

غیر مقلد: خود تو نہیں پڑھی لیکن ہمارے امام مسجدوں نے تو پڑھ رکھی ہے۔ انہوں نے ہمیں بعض دلائل صحیح بخاری کھول کر اس میں دکھائے ہیں، اگر آپ کے علم میں کچھ ایسی احادیث ہوں جن پر ہمارا عمل نہیں تو میں چیلنج کرتا ہوں کہ آپ مجھے بتائیں ہم اس کو سینہ سے لگائیں گے، لیکن کچھ ہو تو سہی۔

سنی: صحیح بخاری کے باب **مایقول بعد التکبیر** کے ذیل میں حدیث نمبر ۷۴۳ ہے کہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نماز کی ابتداء ﴿**الحمد للہ رب العالمین**﴾ سے کرتے تھے۔ جبکہ آپ لوگ اس کے برخلاف سورۃ فاتحہ سے پہلے اونچی بسم اللہ پڑھنے کے قائل ہو۔ اور اپنی قراءت کا آغاز بسم اللہ سے کرتے ہو۔ اس سلسلہ میں آپ کے ممدوح عالم شیخ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ: ''اہل علم کا اتفاق ہے کہ بسم اللہ اونچی پڑھنے کے بارے میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں، اور جس میں اونچی پڑھنے کا ذکر ہے وہ موضوع اور من گھڑت ہیں''۔ (مختصر فتاویٰ ابن تیمیہ صفحہ ۴۶۔۴۸)

اور تمہاری مشہور کتاب صلاۃ الرسولؐ کا حاشیہ نگار لکھتا ہے: بسم اللہ جہراً پڑھنے کے بارے میں کوئی صحیح صریح دلیل نہیں۔ (القول المقبول ص ۳۵۶) لیکن تم لوگ صحیح بخاری کی اس حدیث کو چھوڑ کر ضعیف اور من گھڑت روایات پر عمل کرتے ہوئے بسم اللہ اونچی پڑھتے ہو۔ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاعر نے کہا:

آقا (ﷺ) آہستہ پڑھتے تھے بسم اللہ فاتحہ سے پہلے
من گھڑت حدیث اپناتے ہیں ٹھکرا کے بخاریؒ کی باتیں

یعنی صحیح بخاری پر عمل کرتے ہوئے تم بسم اللہ آہستہ نہیں پڑھتے، اور اونچی بسم اللہ پڑھنے کے لئے بخاری کی حدیث کو چھوڑ کر ضعیف اور من گھڑت احادیث کا سہارا لیتے ہو۔

غیر مقلد: بخاری کے حوالے سے تو یہ بات پہلی دفعہ میرے علم میں آئی، لیکن ہمارے مصنفین اس طرف اشارہ کرتے چلے آئے ہیں کہ بسم اللہ اونچی پڑھنے کے دلائل بہت کمزور ہیں، لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ پھر بھی ہمارے ائمۂ مساجد اس عمل کو کیوں نہیں چھوڑتے؟

سنی: غالباً مسلکی تعصب، اندھی تقلید، فرقہ پرستی اور جمود کی وجہ سے۔

اپنائیں بخاری جب چاہیں، ٹھکرائیں بخاری جب چاہیں
ہر لمحہ روپ بدلتے ہیں یہ کام ہیں اہل حدیثوں کے

دوسرا مسئلہ: وتروں میں رکوع سے پہلے دعاءِ قنوت

سنی: صحیح بخاری میں **باب القنوت قبل الرکوع و بعدہ** کے ذیل امام بخاری نے چار حدیثیں ذکر کی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ وتر کی دعاءِ قنوت رکوع سے پہلے ہوتی ہے جبکہ رکوع کے بعد والی قنوت نماز فجر اور مغرب وغیرہ میں آپ ﷺ نے ایک مہینہ تک پڑھی جب قبیلہ رعل اور ذکوان نے ستر صحابہؓ کو شہید کر دیا تھا۔ ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۱۰۰۱ تا ۱۰۰۴۔ نماز فجر اور مغرب وغیرہ والی قنوت کے رکوع کے بعد ہونے پر تو سب کا اتفاق ہے۔ لیکن وتروں کی دعاءِ قنوت رکوع سے پہلے ہے۔

جبکہ آپ لوگ وتروں کی دعائے قنوت بھی رکوع کے بعد پڑھ کر صحیح بخاری کی اس روایت کی مسلسل مخالفت کرتے ہو۔ اسی کی بابت شاعر نے کہا ہے:

وتروں میں دعائیں مانگی تھیں آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جھکنے سے پہلے
کچھ لوگوں کو منظور نہیں بے باک بخاریؒ کی باتیں

غیر مقلد: صحیح بخاری کے حوالے سے تو یہ بات پہلی دفعہ میرے علم میں آئی، البتہ ہمارے نئے مصنف وضاحت کر رہے ہیں کہ وتروں میں رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھنے والا موقف دلیل کی رو سے کمزور ہے، مجھے تعجب ہے کہ ہمارے مسلک کے لوگ پھر بھی بڑی جرأت سے بخاری کی مخالفت پر کیوں ڈٹے ہوئے ہیں؟

سنی: تعجب نہ کریں مسلکی تعصب، اندھی تقلید، فرقہ پرستی اور جمود کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔

تیسرا مسئلہ: دو ہاتھ سے مصافحہ کرنا

سنی: صحیح بخاری میں **باب المصافحة** کے ذیل میں امام بخاری نے حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد سکھائی تو میرا ہاتھ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا۔ اس کے بعد دوسرا باب قائم کیا "**باب الأخذ باليدين**" دونوں ہاتھ پکڑنے کا بیان، اس کے ساتھ لکھا ہے کہ "حضرت حماد نے حضرت ابن مبارک کیساتھ دو ہاتھوں سے مصافحہ کیا"۔ اس میں پھر حضرت ابن مسعودؓ کی تشہد والی روایت نقل کی ہے تو گویا امام بخاریؒ نے دو ہاتھوں سے مصافحہ کو ثابت کیا ہے۔ لیکن تم بھی عجیب ہو کہ بخاری بخاری کا نام لیتے ہو اور ہر محفل میں ایک ہاتھ سے مصافحہ کر کے ان کے خلاف عمل کرتے ہو۔ اس سلسلہ میں شاعر نے کہا ہے:

دو ہاتھ مصافحہ سنت ہے لکھا ہے بخاریؒ نے یوں ہی
ہر محفل میں رد کرتے ہیں احباب بخاریؒ کی باتیں

غیر مقلد: آخر ہمارے علماء کے پاس بھی تو ایک ہاتھ سے مصافحہ کی کوئی دلیل ہوگی۔

سنی : گویا دلیل تمہیں بھی معلوم نہیں۔ ایمانداری سے بتاؤ یہی اندھی تقلید نہیں تو کیا ہے؟ کہ تم بلا دلیل ہر محفل میں ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہو، بہر حال تمہیں مہلت ہے کہ صحیح بخاری کے اس معیار کی کوئی صریح حدیث لاؤ جس میں ایک ہاتھ سے مصافحہ ثابت ہو۔

غیر مقلد : لیکن بخاریؒ کی اس حدیث پر عمل کرنے سے تو ہمارا مسلکی تشخص ختم ہو جائے گا۔ ہم تو ایک ہاتھ والے مصافحہ سے پہلی نظر میں ہی اپنے اہلحدیث بھائی کو پہچانتے ہیں۔

سنی : محترم! اسی کا نام تو مسلکی جمود، فرقہ پرستی اور تعصب ہے۔ حتی کہ تمہارے بعض وڈیروں نے تو صحیح بخاری کے ایک پبلشر کو یہاں تک کہا کہ منہ مانگی دولت لے لو بس صحیح بخاری میں سے دو ہاتھ سے مصافحہ والی یہ روایتیں اور باب نکال دو، یہ ہمارے لئے درد سر بنی ہوئی ہیں۔ پبلشر نے اللہ سے ڈرتے ہوئے انکار کر دیا۔ اس کی طرف شاعر نے اشارہ کیا:

یاروں نے کوشش کی با ہم تحریف بخاری کی لیکن
ناکام ہوئے ناشاد ہوئے باقی ہیں بخاریؒ کی باتیں

دوسری اہم بات یہ ہے کہ اِن روایتوں پر امام بخاریؒ نے عنوان قائم کئے ہیں: ''مصافحہ کا باب'' اور ''دونوں ہاتھ پکڑنے کا باب''۔ کہیں تو امام بخاری کے قائم کردہ عنوان سے استدلال کرنے لگتے ہو اور یہاں انہی امام بخاری کی روایات اور ان پر قائم کردہ عنوانات پر عمل پیرا ہونے کی بجائے مختلف حیلے بہانے تراشتے ہو اور اِن روایات کی خانہ ساز تاویلیں کرتے ہو۔

چوتھا مسئلہ: جمعہ کی دو اذانیں

سنی : خلیفہ راشد حضرت عثمانؓ نے جمعہ کی دوسری اذان شروع کی، جس کی بابت امام بخاریؒ نے لکھا ہے: ''**فثبت الأمر علی ذلک**'' حدیث ۹۱۶ کہ حضرت عثمانؓ

والی اس اذان پر مسلسل عمل ہونے لگا۔لیکن امت کے اس متفقہ طرز عمل کے مقابل تم دوسری اذان نہیں دیتے۔

غیر مقلد : ہمارے علماء بخاریؒ کی اس بات پر عمل نہ کرنے کا یہ جواز پیش کرتے ہیں کہ اذان عثمانی مسجد سے باہر ہوتی تھی۔دیکھیں ہمارے خواجہ قاسم صاحب نے جمعہ کی دوسری اذان کے بابت بڑی وضاحت سے لکھا ہے کہ:''ہر جگہ اور ہمیشہ اور پھر مسجد کے اندر ایک سے زائد اذان کو معمول بنالینا سنت کے خلاف ہی تو ہے۔اس سے اجتناب کرنا چاہئے''۔(حی علی الصلاۃ ص۱۱۰)۔

سنی:تم بھی بھولے ہو،تم ان سے کیوں نہیں کہتے کہ جناب آپ بھی مسجد سے باہر یہ اذان دے لیا کریں،تاکہ نہ امت کے متفقہ طرز عمل سے باہر ہوں،نہ بخاریؒ کی مخالفت ہو۔

☆ دوسرا یہ کہ بقیہ اذانیں بھی تو مسجد سے باہر ہوا کرتی تھیں۔جیسا کہ آپ کی اپنی کتاب نماز نبوی صفحہ۱۱۳+۱۱۴ پر ہے:''ایک صحابیہ فرماتی ہیں کہ مسجد کے قریب تمام گھروں سے میرا مکان اونچا تھا اور حضرت بلالؓ اس مکان پر چڑھ کر فجر کی اذان دیتے تھے۔''(نیز صلاۃ الرسولؐ حاشیہ لقمان سلفی ص۱۰۰)۔

اب اس کے باوجود اگر یہ اذانیں تم اپنی مسجدوں کے اندر رکھے ہوئے الاؤڈ سپیکر پر دے سکتے ہو تو جمعہ کی یہ اذان مسجد میں کیوں نہیں دی جاسکتی؟

☆ تیسرا یہ کہ حرمین شریفین میں بھی جمعہ کی دو اذانیں ہوتی ہیں اور دونوں مسجد کے اندر ہوتی ہیں۔کیا اِس معمول کو بھی سنت کے خلاف قرار دوگے؟

غیر مقلد : تعجب ہے کہ ہمارے عوام وخواص،عالم وجاہل،اور کسی امام ومقتدی کی توجہ اس طرف نہیں گئی۔اب ہم اپنے علماء سے کہیں گے کہ چلو جمعہ کی دوسری اذان مسجد سے باہر دے دیا کرو۔

سنی: تمہاری توجہ نہیں گئی، چونکہ تمہارے ذہنوں پر مسلکی تعصب فرقہ، پرستی اور تقلیدی جمود نے تالے لگا رکھے ہیں، تم اپنے ذہن سے نہیں سوچتے۔ شاعر نے بجا کہا ہے:

عثمانؓ کی اذان پہ بخاریؒ نے لکھا ہے عمل سب امت کا
اس دور میں کیوں رد ہوتی ہیں لاریب بخاریؒ کی باتیں؟

غیر مقلد: دراصل آنحضرت ﷺ کے دور میں ایک اذان ہوتی تھی اور حضرت عثمانؓ نے دوسری اذان کا اضافہ کیا تو ہم پیغمبر ﷺ والے عمل کی بناء پر ایک اذان دیتے ہیں۔

سنی: خود پیغمبر ﷺ نے خلفاء راشدین کی سنتوں پر عمل کرنے اور انہیں مضبوطی سے تھامنے کی تلقین کی ہے۔ (سنن ابی داود، حدیث ۴۶۰۷۔ سنن ترمذی ۳۶۸)

اب تم خلیفہ راشد کی اذان عثمانی ترک کر کے اس حدیث کو چھوڑنے کا ارتکاب کر رہے ہو، نیز بخاریؒ کے بقول پوری امت کا اس پر عمل ہے اور تم امت سے علیحدہ ایک راستہ اختیار کر رہے ہو، لیکن اپنے سادہ لوح عوام کی نظروں سے یہ سب کچھ چھپانے کے لئے بڑے بڑے دعوے کرتے ہو۔

ساڈا مسلک اہل حدیث وے سانوں لوگ وہابی کیندے نے

تمہاری ہی نماز نبوی میں اس اذان کی بابت لکھا ہے: ”حضرت عثمانؓ کا یہ اقدام بدعت نہیں کیونکہ حضرت عثمانؓ خلفاء راشدین میں سے ہیں“ نیز لکھا ہے: ”جسے باقی صحابہ کرام ؓ کی خاموش تائید حاصل تھی اور ظاہر ہے کہ جس چیز پر صحابہ کرام ؓ کا عمومی اتفاق ہو جائے وہ بدعت نہیں ہوا کرتی“۔ (ص ۲۵۸ حاشیہ)

پانچواں مسئلہ گرمیوں میں ظہر کا مستحب وقت

سنی: آپ لوگ بارہ مہینہ ظہر کی نماز ابتدائی وقت میں زوال کے فوراً بعد پڑھتے ہو، جبکہ پیغمبر ﷺ نے گرمیوں میں ظہر کی نماز نسبتاً ٹھنڈے وقت میں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

ملاحظہ ہو صحیح بخاری میں ہے: ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب گرمی شدید ہو جائے تو نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھو، چونکہ گرمی کی شدت جہنم کے اثر سے ہے“ (باب ۹ ”الإبراد بالظهر في شدة الحر“ حدیث نمبر ۵۳۶)، جبکہ اسی باب کی حدیث نمبر ۵۳۸ میں نماز ظہر کی صراحت ہے۔

غیر مقلد : ہمیں تو بتایا گیا تھا کہ یہ حدیث ضعیف ہے، حالانکہ آپ نے تو یہ حدیث صحیح بخاری میں دکھا دی ہے۔ ہاں مجھے یاد آیا کہ: ہماری تسہیل الوصول میں اس حدیث کا بڑا خوبصورت جواب دیا گیا ہے کہ: ”یہ روایت کہ سخت گرمی میں ظہر ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو، سفر کے ساتھ متعلق ہے۔ امام بخاریؒ نے اس پر باب باندھا ہے ”باب الابراد بالظهر في السفر“ سفر میں ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنے کا باب صحیح البخاری باب نمبر ۱۰ قبل حدیث نمبر ۵۳۹۔ لہٰذا سفر والی حدیث کو حضر پر محمول کرنا صحیح نہیں“۔ (ص ۱۱۱) الغرض ہمارے علماء اس حدیث پر اس لئے عمل نہیں کرتے کہ یہ سفر سے متعلق ہے۔

سنی: کیا آپ محسوس کرتے ہیں کہ ”باب ۱۰ قبل حدیث ۵۳۹“ میں کچھ جھول ہے؟

غیر مقلد : کتب حدیث کے نئے ایڈیشنوں میں ابواب واحادیث کے نمبر لگا دیئے گئے ہیں، اس لیئے اب ہمارے سکالر علماء نئے ایڈیشنوں کا حوالہ دیتے ہیں، تم پرانے لوگ ہو اسلئے تمہیں یہ حوالہ عجیب سا لگتا ہوگا۔

سنی: محترم نئے سکالروں کی چالوں کو سمجھنا تم جیسوں کا روگ نہیں۔ بقول شاعر:

ع سچ کہتی ہے یہ دنیا تیری دال میں کالا کالا ہے

اب میری چند گزارشات سنیں اور دیکھیں کہ آپ کے اس نئے غیر مقلد سکالر عالم نے کیا گل کھلائے ہیں؟ اس پر انہیں دل کھول کر داد دیں: اور خود ہی فیصلہ کریں کہ ۲۰۰۵ء کے متمدن دور میں شائع ہونے والی تسہیل الوصول کے غیر مقلد مرتب اپنے

بھولے مقلدین وقارئین کے اعتماد کو کس قدر ٹھیس پہنچا رہے ہیں؟

(۱) ''تسہیل الوصول'' صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی کا حاشیہ ہے، صلاۃ الرسولؐ میں یہ روایت حضرت ابو ہریرۃؓ سے مذکور ہے صحیح بخاری میں اس کا نمبر ۵۳۶ ہے اور امام بخاری نے اس پر جو باب نمبر ۹ قائم کیا ہے وہ (باب الابراد بالظھر فی شدۃ الحر) ہے کہ ''سخت گرمی میں ظہر کو ٹھنڈے وقت پڑھنا''۔ اس کے بعد ۱۰ نمبر باب ہے (باب الابراد بالظھر فی السفر) کہ ''سفر میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت پڑھنا'' اس باب میں حدیث کا نمبر ہے ۵۳۹۔ آپ کے سلفی عالم نے باب نمبر ۹ کی عمومی روایت کو باب نمبر ۱۰ کی طرف منسوب کر دیا تا کہ وہ سفر کے ساتھ خاص ہو جائے۔ یوں اس نے اپنی اور تمہاری آنکھوں میں جو دھول جھونکی ہے اسے تم امانت و دیانت کا خون کہو یا خیانت کا بدترین نمونہ؟ تمہیں آزادی ہے۔ کیا اب بھی تم ان پر اعتماد کرو گے؟

(۲) حاشیہ نگار نے اس خیانت کو چھپانے کے لیے کیا چالاکی کی ہے؟ دلچسپی کے لیے ملاحظہ ہو: اسے معلوم ہے کہ ۵۳۶ نمبر روایت کے باب ۹ میں سفر کا ذکر نہیں اور سفر والے باب ۱۰ کی روایت کا نمبر ۵۳۹ ہے اگر روایت نمبر ۵۳۶ کا صحیح نمبر لکھتا ہے تو خیانت بالکل واضح ہو جاتی ہے لہٰذا اُس نے باب ۱۰ لکھ کر حدیث کا نمبر یوں لکھا قبل ۵۳۹۔ جنہیں غیر مقلد جماعت اپنے دور کا محقق شہیر اور ذہبی کہتی ہے جب اُس کا یہ حال ہے تو تمہارے عام مولوی، امام اور خطیب کا کیا حال ہوگا؟ بقول شاعر:

یاروں نے کوشش کی باہم تحریفِ بخاری کی لیکن
ناکام ہوئے ناشاد ہوئے باقی ہیں بخاریؒ کی باتیں

غیر مقلد: واقعی تسہیل الوصول حاشیہ کی بڑی دھوم تھی اور حاشیہ نگار زبیر علی زئی صاحب کا ہمارے حلقہ میں بڑا نام ہے لیکن جب اس نے صحیح بخاری کیساتھ یہ سلوک کیا تو پھر اس

کی تمام تصنیفات کا کیا اعتبار باقی رہا؟ اور اس کی اپنی شخصیت کس قدر مجروح ہوئی؟ اس کا اندازہ ہر وہ شخص کرسکتا ہے جو خود ایک نظر تسہیل الوصول کا (صفحہ ۱۱۱) دیکھے اور پھر صحیح بخاری کا (باب نمبر۹ اور باب نمبر۱۰) اور (حدیث نمبر۵۳۶ اور ۵۳۹) کو دیکھے۔

سنی: اب آپ کو اندازہ ہوا کہ ''ہاتھی کی طرح غیر مقلدین کے دانت دکھانے کے اور، کھانے کے اور'' والا سوال بے جوڑ تھا یا با جوڑ؟

غیر مقلد: میں نے اپنا بے لوث تبصرہ عرض خدمت کر دیا۔ میرا خیال بلکہ یقین ہے کہ میرے اہل حدیث بھائی اگر تسہیل الوصول اور بخاری کے ابواب کو خود دیکھ لیں گے تو ان کا تجزیہ بھی زیادہ مختلف نہیں ہوگا۔

سنی: تمہارا مسلک موم کا ناک ہے، جدھر چاہے موڑ دو، اس کا کوئی اصول نہیں۔ مگر تعجب ہے کہ اس سب کے باوجود تم بخاری بخاری کا راگ الاپتے ہو، تمہاری اسی صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے شاعر نے کہا ہے:

بخاری پر عمل کرنے کے دعوے اور ہوتے ہیں
پیمبر (ﷺ) کی اطاعت کے تقاضے اور ہوتے ہیں

اب اسی تسہیل الوصول سے حاشیہ نگار غلام مصطفیٰ امن پوری صاحب کی ایک تنقیدی عبارت نقل کر کے گزارش ہے کہ آپ خود یا موصوف امن پوری صاحب گزشتہ صورت حال پر اپنا بے لاگ تبصرہ ارشاد فرمائیں: ''جس حدیث کو محدثین نے صحیح اور قابل عمل قرار دیا ہے فوراً اسے تسلیم کرتے ہوئے عمل پیرا ہونا چاہیے، یہی نبی کریم ﷺ کے ساتھ سچی محبت کی علامت ہے۔ اگر ہم صحیح حدیث کو اپنے نظریہ کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں گے تو پھر ہمارے اور یہودیوں کے درمیان کیا فرق باقی رہ جائے گا'' (ص۲۹۳)۔

الغرض بخاری باب نمبر۹ کی ''حدیث نمبر ۵۳۶ متعلقہ گرمیوں میں نماز ظہر'' صحیح نہیں تھی یا قابل عمل نہیں تھی یا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تمہاری محبت سچی نہیں تھی کہ اس پر فوراً عمل پیرا ہونے کی بجائے آج ایک صدی گزر گئی تم سب غیر مقلدین کا اس پر عمل نہیں ہے اور ۲۰۰۵ء میں تو حد ہوگئی جب تم نے اس حدیث کو اپنے نظریے کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی۔ تسہیل الوصول (ص ۲۹۳) والی مذکورہ عبارت کے آخری حصہ کی بابت ہر قاری یہ محسوس کرے گا کہ یہ ''چھوٹا منہ اور بڑی بات'' کے مترادف ہے، بہر حال اب امن پوری صاحب خود ہی بخاری کی حدیث نمبر ۵۳۶ اور ۵۳۹ کے حوالہ سے اپنے بارے میں بے لاگ تبصرہ کریں گے، ہمیں تو تبصرہ کی ہمت نہیں۔

غیر مقلد: پتہ نہیں ہمارے علماء ہمیں اندھیرے میں کیوں رکھے ہوئے ہیں؟

سنی: یہ سب کچھ تمہارے تعصّب، مسلکی جمود، اندھی تقلید اور فرقہ پرستی کا طبعی نتیجہ ہے۔

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

اور محترم یہ سب کچھ تحقیق و اجتہاد کے نام پر ہو رہا ہے۔

خود تمہارے نواب نورالحسن خاں صاحبؒ نے اس حقیقت کا واضح اعتراف کیا ہے کہ: ودر اشتد ادحر تبرید ظہر آمدہ (عرف الجادی ص ۸) کہ ''سخت گرمی میں ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنا وارد ہے''۔ لیکن غیر مقلدین کی کسی مسجد میں بخاری کی اس حدیث پر عمل نہیں ہو رہا۔ آخر کیوں؟

نہ وہ بدلا نہ تم بدلے نہ یارانِ سخن بدلے
میں کیسے اعتبارِ انقلاب آساں کر لوں؟

غیر مقلد: واقعی یہ سب کچھ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ صحیح بخاری یا مسلک؟

غیر مقلد اور غلط حوالے

سنی : کوئی خطیب اپنے سامعین کو، یا کوئی مصنف اپنے قارئین کو کسی کتاب کا حوالہ دے اور وہ چیز سرے سے اس کتاب میں موجود ہی نہ ہو تو ایسے حوالے اور حوالہ نگار کی بابت آپ کا کیا خیال ہے؟

غیر مقلد : میں اپنا خیال بیان کرنے سے پہلے ایک واقعہ سناؤں جس سے ایسے شخص کی حیثیت خود ہی واضح ہو جائے گی۔

ایک محدّث دور دراز کا سفر کر کے دوسرے محدّث سے حدیث سیکھنے گئے، پوچھتے پوچھتے ان تک پہنچے تو دیکھا کہ وہ خالی دامن اکٹھا کیے اپنے جانور کو بلا رہا تھا، جانور نے سمجھا کہ یہ مجھے کچھ کھانا دے گا وہ قریب آیا تو محدّث نے اپنا خالی دامن چھوڑ دیا اور جانور کو پکڑ لیا۔ مسافر محدّث اس سے حدیث سنے بغیر واپس آنے لگے تو لوگوں نے کہا: آپ طویل سفر طے کر کے آئے اور حدیث سیکھے بغیر واپس کیوں جا رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ جو شخص ایک جانور کو دھوکہ دے سکتا ہے اس پر کیا اعتماد کہ وہ انسان کو دھوکہ نہیں دے گا؟

میں سمجھتا ہوں کہ جو شخص کسی کتاب کا حوالہ دے اور اس کتاب میں وہ بات نہ ہو تو اس محدّث کی طرح اس پر اعتماد باقی نہیں رہے گا، اس کی باقی تحریر و تقریر بھی غیر معتمد ہو جائے گی، اور اس طریقہ کو علمی خیانت شمار کیا جائے گا۔

سنی : کیا آپ کے علماء اہل حدیث لوگوں پر اپنے علم اور مسلک کی دھاک بٹھانے کیلئے حدیثوں کے غلط حوالے بھی دیتے ہیں؟

غیر مقلد : ہمارے پاس صحیح حوالوں کی کوئی کمی ہے کہ ہم غلط حوالوں کا سہارا لیں؟ ہم حوالہ دیتے ہیں بخاری سے اس کے بعد مسلم سے پھر ابوداؤد سے پھر ترمذی سے پھر ابن ماجہ سے پھر نسائی سے پھر سنن بیہقی سے پھر ابن خزیمہ سے پھر ابن حبّان سے پھر حاکم سے

پھر مسند ابو یعلی سے......اگر کوئی حوالہ ایک کتاب میں نہیں تو دیگر کتب حدیث سے مل جاتا ہے پھر غلط حوالہ کیوں دیں؟ ہم اہل حدیث ہیں اگر حدیث شریف کے ساتھ ہم ایسا کریں تو ہم صحیح اہل حدیث نہیں بلکہ غلط اہل حدیث ہو جائیں گے، نیز یہ پیارے پیغمبر ﷺ کی حدیث کا معاملہ ہے جس میں ہمارے علماء بڑی احتیاط سے کام لیتے ہیں اور غلط حوالہ دینے کو ہم علمی خیانت تصور کرتے ہیں، اور ایسے عالم کی کتاب سے ہمارا اعتماد اٹھ جاتا ہے۔

ہماری کتاب ''نماز نبوی'' (ص:۱۹) پر تو ایسے حوالہ جات کو اکاذیب کا عنوان دیا گیا ہے۔

سنی: (ا) بخاری و مسلم کا غلط حوالہ: سیالکوٹی صاحب نے (صلاۃ الرسولؐ:۱۵۳) پر اذان کے جفت کلمات کا ذکر کیا ہے اور حوالہ (بخاری و مسلم) کا دیا ہے، ذرا (بخاری) و (مسلم) سے اذان کے جفت کلمات اسی ترتیب و تعداد کے ساتھ دکھا دیں۔

غیر مقلد: ضرور جی ضرور......لیکن کیسے ڈھونڈوں؟ سیالکوٹی صاحب نے کوئی صفحہ نمبر جلد نمبر نہیں لکھا......(صحیح بخاری) میں بھی اذان کے کلمات اس انداز میں نہیں مل رہے......(صحیح مسلم) میں بھی نہیں مل رہے......آدمی تو بڑے ذمہ دار ہیں......چلیں (القول المقبول حاشیہ صلاۃ الرسول) دیکھتا ہوں سندھو صاحب نے اس کی تخریج کی ہوگی اس کے مطابق بخاری و مسلم سے حوالہ نکالنا آسان ہوگا۔ لیکن (صفحہ ۲۸۵) پر انہوں نے اس کے تخریج ہی نہیں کی ...... بلکہ اُنہوں نے صلاۃ الرسولؐ کے متن سے بخاری و مسلم کا حوالہ حذف کر دیا۔ آخر کیوں؟ چلو یہ لقمان سلفی صاحب کا حاشیہ ہے ڈاکٹر صاحب نے تو اس کا حوالہ نکالا ہوگا......لیکن انہوں نے بھی (صفحہ ۹۰) پر خاموشی سادھ رکھی ہے...... بلکہ انہوں نے بھی کتاب کے متن سے بخاری و مسلم کا حوالہ حذف کر دیا۔ آخر کیوں؟ امید کی آخری کرن ہمارے مایۂ ناز ذہبی حاشیہ نگار محقق شہیر زبیر علی زئی صاحب حاشیہ (تسہیل الوصول) ہے انہوں نے تو کمپیوٹرائزڈ تحقیق سے اس کا حوالہ ضرور ڈھونڈھ نکالا

ہوگا......اوہو! انہوں نے تو (صفحہ ۱۲۰) پر چوراہے میں بھانڈا پھوڑ دیا کہ: ''اذان کے الفاظ صحیح بخاری و مسلم میں نہیں'' جب ایک چیز صحیح بخاری و مسلم میں نہیں تو پتہ نہیں سیالکوٹی صاحب نے بخاری و مسلم کا حوالہ کیسے دے دیا؟ اب یہ راز کھلا کہ سندھو صاحب اور سلفی صاحب نے اِس خیانت کو چھپانے کیلئے کتاب کے متن سے بخاری و مسلم کا حوالہ حذف کر دیا۔ جبکہ کسی حاشیہ نگار کو مصنف کی تحریر میں تصرف کا اختیار نہیں ہوتا۔

سنی: جب تمہاری معتمد ترین کتاب (صلاۃ الرسولؐ) کا یہ حال ہے تو باقی غیر مقلد مصنفوں کی کتابوں پر کیا اعتماد؟ تمہاری دو نسلیں اس کتاب پر عمل کرتے ہوئے گزر گئیں جن پر ان کو اور تا حال تم کو اعتماد تھا اور ہے جب اسکا کا یہ حال ہے تو نئے مصنفوں کا کیا حال ہوگا؟

ع جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

(۲) بخاری و مسلم کا غلط حوالہ: سیالکوٹی صاحب نے (صلاۃ الرسولؐ: صفحہ ۱۵۴) پر تکبیر کے طاق کلمات ذکر کر کے بخاری و مسلم کا حوالہ دیا ہے تو یہ طاق کلمات ان میں دکھا دیں۔

غیر مقلد: آپ نے کیا سمجھا کہ اگر اذان کے معاملہ میں علمی خیانت ہوگئی ہے تو اقامت کے معاملہ میں بھی ہوگئی ہوگی؟ ابھی میں آپ کو صحیح بخاری و مسلم میں سے یہ حوالہ نکال کر دکھاتا ہوں...... پہلے ذرہ لقمان سلفی صاحب کے حاشیہ میں بخاری و مسلم کا صفحہ نمبر دیکھ لوں پھر متعلقہ صفحہ آپ کو دکھا دوں گا......لیکن یہاں (صفحہ ۹۱) پر تو لکھا ہے کہ بخاری و مسلم میں ان کلمات کی تفصیل نہیں...... چلو (القول المقبول) میں دیکھتا ہوں شاید انہوں نے متعلقہ صفحہ ڈھونڈ لیا ہو......عجیب بات ہے کہ یہاں بھی (صفحہ ۲۸۸) پر لکھا ہے کہ بخاری و مسلم میں ان کلمات کی تفصیل نہیں......ابھی میں مایوس نہیں ہوا، ہمارے ذہبی صاحب نے (تسہیل الوصول) میں حوالہ نکال لیا ہوگا......**اے بسا آرزو کہ خاک شد**۔ وہاں بھی (صفحہ ۱۲۱) پر لکھا ہے کہ: ''ان کلمات کی تفصیل صحیح بخاری و مسلم

میں نہیں'' میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ جب ان کلمات کی تفصیل صحیح بخاری و مسلم میں نہیں ہے تو پھر سیالکوٹی صاحب نے صحیح بخاری و مسلم کا حوالہ کیوں دیا ہے؟

سنی :تمہاری اذان واقامت ہی غلط حوالوں پر مشتمل ہے تو نماز تک پہنچ کر کیا گل کھلائے ہوں گے؟

(۳) بخاری و مسلم کا غلط حوالہ:اچھا سیالکوٹی صاحب نے صفحہ ۱۵۶ پر حی علی الفلاح کے بعد و لا یستدر لکھ کر بخاری و مسلم کو حوالہ دیا ہے ذرہ انہی الفاظ کے ساتھ یہ روایت بخاری و مسلم میں دکھادیں۔

غیر مقلد :آپ تیر تکّے نہ چلائیں کہ ہر حوالہ پر اعتراض کرتے جارہے ہیں یہ دیکھیں حاشیہ لقمان سلفی......لیکن یہاں تو (صفحہ ۹۲) پر تنبیہ لکھی ہے کہ:''مؤلف رحمہ اللہ نے اس روایت کو بخاری و مسلم کی طرف منسوب کیا ہے مگر ان دونوں کے ہاں و لا یستدر کے الفاظ نہیں ہیں'' ویسے تو لقمان سلفی صاحب (القول المقبول) کے خوشہ چیں ہیں چلو احتیاطاً دیکھتا ہوں شاید کوئی نئ تحقیق ملے......لیکن میرا اندازہ صحیح نکلا کہ اس میں (صفحہ ۲۹۱) پر پورے حاشیہ میں ایک لائین بڑی جلی قلم سے لکھی ہے کہ:''مؤلف نے اس روایت کو صحیح بخاری و مسلم کی طرف منسوب کیا ہے، مگر یہ صحیح نہیں، کیونکہ دونوں کے ہاں و لا یستدر کے الفاظ نہیں، چلیں تیسرا حاشیہ (تسہیل الوصول) دیکھ لیتا ہوں شاید ۲۰۰۵ء میں کمپیوٹرائزڈ تحقیق و ریسرچ والے اس نسخہ میں کوئی حوالہ ڈھونڈ ھ لیا گیا ہو......لیکن انہوں نے بھی مجھے مایوس کیا ہے اور (صفحہ ۱۲۴) پر لکھا ہے کہ:''یہ مکمل روایت صحیح بخاری و مسلم کی بجائے ابوداؤد میں ہے (اور لا یستدر کی بجائے **لم یستدر** کا لفظ ہے)'' پتہ نہیں پھر سیالکوٹی صاحب نے ابوداؤد کا حوالہ دینے کی بجائے بخاری و مسلم کا حوالہ کیوں دے دیا؟ نیز جب ابوداؤد کی حدیث میں بھی **لم یستدر** کا لفظ ہے تو پھر اپنی طرف سے **و لا یستدر** لکھ کر حدیث میں تحریف کیوں کی؟

سنی :تم ایسے مصنفوں کی کتابیں پڑھ کر دوسروں پر فتوے لگاتے ہو،انہیں چیلنج کرتے ہو،انہیں غلط کہتے ہو،اور اپنی اصل غلطی کو غلطی کہنے سے گریزاں ہو۔

شیشہ کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے
دیوار آہنی پہ تماشہ تو دیکھئے

(۴) مسلم کا غلط حوالہ:اچھا سیالکوٹی صاحب نے (صفحہ۱۵۷) پر اذان میں ترجیع کے حوالہ سے حضرت ابومحذورہؓ کی جو روایت نقل کی اس کے الفاظ ہیں:"**القی علي رسول الله ﷺ التاذین هو بنفسه فقال قل** ......"مسلم" اور پھر اذان کے کلمات لکھ کر صحیح مسلم کا حوالہ دیا۔تو یہ سارا پس منظر اور کلمات اذان اسی تعداد میں صحیح مسلم میں دکھا دیں۔

غیرمقلد :یہ(تسہیل الوصول:ص۱۲۴) میں اس کی تخریج کی گئی ہے اس کے مطابق صحیح مسلم کی (حدیث نمبر۳۷۹) ہے،اس میں اصل حوالہ پڑھ لیں اور اعتراضات کا سلسلہ بند کر دیں۔

سنی:یہ دوسرے حصہ کی تخریج ہے پہلے کی تخریج نہیں ہے۔نیز سیالکوٹی صاحب نے اللہ اکبر چار دفعہ لکھا ہے اس(حدیث نمبر۳۷۹) میں دو دفعہ ہے،نیز اس کے الفاظ سیالکوٹی صاحب کے الفاظ سے مطابقت نہیں رکھتے،پھر صحیح مسلم کا حوالہ کس بنیاد پر دیا ہے؟

نیز روایت کا پہلا حصہ ا **لقی علي رسول الله ﷺ التاذین هو بنفسه** کے الفاظ صحیح مسلم میں دکھا دیں۔

غیرمقلد :یہ الفاظ تو صحیح مسلم کی روایت میں نہیں ہیں۔پتہ نہیں پھر سیالکوٹی صاحب نے مسلم کا حوالہ کیسے دے دیا؟ البتہ لقمان سلفی صاحب نے (صفحہ۹۳) پر تنبیہ لکھ کر گتھی سلجھائی ہے کہ"مؤلف رحمہ اللہ کے ہاں جس سیاق سے یہ حدیث ہے یہ ابوداؤد کا سیاق ہے (حدیث:۵۰۳)۔

سنی : گتھی سلجھنے کے باوجود الجھی ہوئی ہے کہ سیالکوٹی صاحب نے ابوداؤد کی روایت کو مسلم کی طرف کیوں منسوب کیا؟ آپ اسے علمی امانت کہیں گے یا علمی خیانت؟ اور کیا ایسے مصنفوں کی کتابوں پر اعتماد کیا جا سکتا ہے؟ ادھر بعض حاشیہ نگاروں کو دیکھو کہ وہ بھی لیپا پوتی کر کے اس صورت حال کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

(۵) بخاری و مسلم کا غلط حوالہ: سیالکوٹی صاحب نے (صفحہ ۲۱۹) پر رکوع کی دعاؤں میں: **سبحان ذی الجبروت والملکوت و الکبریاء والعظمة** لکھ کر بخاری و مسلم کا حوالہ دیا ہے تو یہ دعا بخاری و مسلم میں نکال کر دکھا دیں۔

غیر مقلد : میں ذرہ حاشیہ لقمان سلفی میں صفحہ نمبر معلوم کر لوں پھر اصل کتاب سے حوالہ نکال دیتا ہوں..... مگر یہاں تو (صفحہ: ۱۳۸) پر تنبیہ لکھی ہے کہ ''مؤلف نے اس حدیث کو بخاری و مسلم کی طرف منسوب کیا ہے، مگر یہ حدیث صحیحین میں نہیں ہے'' ..... چلیں سندھو صاحب کی (القول المقبول) دیکھ لیتا ہوں..... لیکن انہوں نے بھی (صفحہ ۳۹۹) پر یہی مقدم الذکر تنبیہ لکھی ہوئی ہے..... ذرہ ٹھہریں تو تیسرا حاشیہ (تسہیل الوصول) دیکھ لوں..... کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہیں ان تینوں حاشیہ نگاروں نے ایکا تو نہیں کیا ہوا چونکہ انہوں نے بھی لکھا ہے کہ ''یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم میں نہیں'' (صفحہ: ۱۸۷)

سیالکوٹی صاحب کہتے ہیں کہ بخاری و مسلم میں ہے اور یہ تینوں حاشیہ نگار کہتے ہیں کہ نہیں ہے، اب کس کی مانیں کس کی چھوڑیں؟ تقریباً ساٹھ سال سے تو ہمارے وڈیرے سیالکوٹی صاحب کی مان کر چلتے رہے اگر وہ صحیح تھے تو یہ حاشیہ نگار غلط ہیں اور اگر حاشیہ نگار صحیح ہیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ سیالکوٹی صاحب اور ساٹھ سال تک ان کے مقلدین غلط تھے۔

سنی : لیکن محترم یہ سلسلہ رکا نہیں، ان حاشیوں کو پڑھنے والے تو چند فیصد ہیں اور ان کو سمجھنے والے شاید گنتی کے چند لوگ ہوں، اکثریت تو آج بھی صلاۃ الرسول سیالکوٹی کو ہی

سینے سے لگائے بیٹھی ہے، جسکی بابت ۲۰۰۵ء میں (تسہیل الوصول: صفحہ ۱۶) پر لکھا گیا ہے کہ: (صلاۃ الرسولؐ) آج بھی گزشتہ صدی کی اس اہم موضوع پر شائع شدہ کتب میں صف اول کی کتاب شمار کی جاتی ہے۔

(۶) مسلم کا غلط حوالہ: اچھا سیالکوٹی صاحب نے (صفحہ ۲۴۶) پر لکھا ہے کہ: ''سجدے میں دونوں ہاتھوں کا کانوں کے برابر رکھنا بھی آیا ہے۔'' اور حوالہ مسلم کا دیا ہے، تو آپ صحیح مسلم میں یہ حدیث دکھا دیں۔

غیر مقلد: یہ تو مشہور مسئلہ ہے یہ تو صرف مسلم میں نہیں بلکہ بخاری میں بھی ہوگا دیکھتا ہوں کہ لقمان سلفی صاحب نے کون سا صفحہ لکھا ہے؟...... عجیب بات ہے وہ تو (صفحہ: ۱۵۵) پر لکھ رہے ہیں کہ ''اس معنی کی کوئی حدیث بخاری و مسلم میں نہیں ملی''، ظاہر ہے سندھو صاحب نے بھی یہی لکھا ہوگا...... واقعی انہوں نے (القول المقبول: صفحہ ۴۲۷) پر لکھا ہے کہ ''مجھے مسلم میں کوئی ایسی حدیث نہیں ملی جس میں یہ مسئلہ ہو''...... چلیں تیسرا حاشیہ (تسہیل الوصول) دیکھ لیتے ہیں شاید اس میں کوئی کمپیوٹرائیزڈ حوالہ نکال لیا گیا ہو...... مگر انہوں نے بھی ہماری تمناؤں کا خون کرتے ہوئے لکھ دیا ہے کہ ''یہ مسلم میں نہیں'' (۲۱۴)

پتہ نہیں سیالکوٹی صاحب نے جا بجا صحیح بخاری و صحیح مسلم کے غلط حوالے کیوں دیئے ہیں؟ ہم تو ان کی کتاب پڑھ کر اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ اہل حدیث کے اکثر مسائل صحیح بخاری و مسلم سے ثابت ہیں لیکن آج تو بڑی شرمندگی اٹھانی پڑ رہی ہے کہ یہ سب کچھ رات کا خواب تھا، ریت کا سراب تھا، ایک سبز باغ تھا جو ہمیں دکھایا گیا۔ اس سب کے باوجود ۲۰۰۰ء میں بھی سندھو صاحب صلاۃ الرسولؐ کی بابت یہ کہہ رہے ہیں کہ ''یہ کتاب نماز کے موضوع پر ایک جامع اور مدلل کتاب ہے، بلکہ اگر یوں کہہ دیا جائے کہ یہ اپنے موضوع پر ایک بے نظیر کتاب ہے تو اس بات میں مبالغہ نہ ہوگا (القول المقبول: ص ۱۱)۔

سنی: جی محترم اگر آپ کے حلقہ میں سیالکوٹی صاحب کی (صلاۃ الرسولؐ) کو بے نظیر قرار دیا گیا ہے تو گویا آپ کے پاس اس کی کوئی نظیر اور مثال نہیں، جب بے نظیر کتاب کے حوالوں کا یہ حال ہے تو آپ کی باقی کتابوں کا کیا حال ہوگا؟

''قیاس کن زگلستان من بہار مرا'' (میرے باغ کو دیکھ کر میری بہار کا اندازہ کرلو)

(۷) بخاری کا غلط حوالہ: (تسہیل الوصول: ص ۱۷) پر (صلاۃ الرسولؐ) کو مایۂ ناز کتاب قرار دیا گیا ہے، اس مائیہ ناز کتاب کے (صفحہ ۳۴۳) پر ''**اذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولو االلھم ربنا لک الحمد**'' کا حوالہ بخاری ومسلم دیا گیا ہے۔ یہ حوالہ ذرہ بخاری میں نکال کر دکھا دیں۔

غیر مقلد: آپ چوڑے ہوتے جا رہے ہیں، (صلاۃ الرسول) کے حاشیہ (تسہیل الوصول: ص ۲۷۹) میں اس کا حوالہ دیکھیں: ''صحیح مسلم حدیث نمبر ۹۱۵ ''۔

سنی: محترم مجھے اس حوالہ کا پتہ ہے آپ مجھے بخاری شریف میں یہ حوالہ دکھا دیں۔

غیر مقلد: یہ (تسہیل الوصول: صفحہ ۲۷۹) ملاحظہ کریں یہاں سیالکوٹی صاحب کی عبارت میں بھی صرف صحیح مسلم کا حوالہ ہے صحیح بخاری کا نہیں۔

سنی : محترم آپ بھولے ہیں یا مجھے بھولا بنا رہے ہیں، آپ کو اپنے قدیم و جدید مصنفین کے مزاج کا مجھ سے زیادہ پتہ ہے بقول شاعر: ایں خانہ ہمہ آفتاب است، یہاں ایک سے ایک بڑھ کر ہے، جب سیالکوٹی صاحبؒ نے صحیح بخاری ومسلم کا حوالہ دیا جیسا کہ یہ دیکھیں (صفحہ ۳۴۳) پر ہے اور واقعتاً حوالہ صحیح بخاری میں نہیں تھا تو تسہیل والے ذہبی صاحب نے ہاتھ کی صفائی دکھا کر متن سے بخاری کا نام حذف کر دیا تا کہ سیالکوٹی صاحبؒ کی غلطی کو چھپایا جائے۔ لیکن یہ غلطی اس وقت تک غلطی رہے گی جب تک اصل کتاب (صلاۃ الرسول: صفحہ ۳۴۳) پر بخاری کا نام باقی ہے اور مسلسل چھپ کر اپنے قارئین کو غلط فہمی میں ڈال رہا ہے۔

اس ذہبی حاشیہ نگار سے تو سندھو صاحب ہی اچھے ہیں جنہوں نے حقیقت واقعہ کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھ دیا کہ ''یہ حدیث بخاری میں نہیں'' (القول المقبول: ص ۵۵۵) اور لقمان سلفی صاحب نے بھی حاشیہ میں اعتراف کیا ہے کہ یہ حدیث بخاری میں نہیں ہے (۲۱۹) اوران دونوں حضرات نے اصل متن میں تحریف نہیں کی اور اصل حوالہ ''بخاری و مسلم'' کو متن میں باقی رکھا۔

غیر مقلد : بڑے میاں بڑے میاں چھوٹے میاں کیا کہنے؟ پرانوں کی غلطیوں کی سزا ہم پچاس سال سے بھگت رہے ہیں، اب نئے سکالر بھی اسی ڈگر پر چل کر مصنف کی تحریر میں قطع و برید کر رہے ہیں تو نہ جانے مزید کتنی دہائیاں ہمیں اس کی سزا بھگتنی پڑے گی؟

سنی: محترم اب آپ پچھتائیں نہیں چونکہ:

سکھایا تھا تمہیں نے قوم کو یہ شور و شر سارا
جو اس کی انتہاء یہ ہیں تو اس کی ابتداء تم ہو

اس سب کے باوجود ۲۰۰۵ء چھپنے والی تمھاری (تسہیل الوصول) کے (صفحہ ۱۶) پر لکھا ہے: ''صلاۃ الرسول ﷺ آج بھی گزشتہ صدی کی اہم موضوع پر شائع شدہ کتب میں صف اول کی کتاب شمار کی جاتی ہے''۔

(۸) مسلم کا غلط حوالہ: اچھا اصل موضوع کی طرف آئیں: سیالکوٹی صاحبؒ نے صفحہ ۴۳۵ پر پہلی دعا اللھم اغفر لحینا و میتنا ...... لکھ کر مسلم کا حوالہ دیا ہے، تو آپ مجھے یہ دعا صحیح مسلم میں دکھا دیں۔

غیر مقلد : ان حاشیہ نگاروں نے تو مجھے ہر دفعہ بہت مایوس کیا ہے، میں خود ہی صحیح مسلم میں حوالہ ڈھونڈھتا ہوں، ظاہر ہے **کتاب الجنائز** میں ہی ہوگا...... مگر صحیح مسلم **کتاب الجنائز** میں تو یہ دعا نہیں مل رہی۔ چلو حاشیوں کو دیکھتا ہوں شاید کوئی سراغ لگ جائے:

لقمان سلفی صاحب نے تو (صفحہ ۲۸۴) پر صاف لکھ دیا ہے کہ: ''یہ حدیث مسلم میں نہیں''۔ (القول المقبول: صفحہ ۷۰۸) پر بھی لکھا ہے کہ: ''یہ مسلم میں نہیں''۔ (تسہیل الوصول) والے نے تو کوئی چاند ہی چڑھانا ہوتا ہے، بہر حال اس کو بھی دیکھ لیتا ہوں، اس کے (صفحہ ۳۵۴) پر متن میں صحیح مسلم کا ذکر ہے لیکن حاشیہ میں ابن ماجہ اور ابوداؤد کا حوالہ ہے، یہ ذہبی صاحب بھی عجیب چیز ہے، کتاب کا نام رکھا ہے: (**تسهيل الوصول الى تخريج و تعليق صلاة الرسول ﷺ**) ۔تو تخریج کا پہلا مرحلہ ہوتا ہے کہ مصنف کے حوالہ کی مثبت یا منفی تخریج۔ کہ آپ واضح کریں کہ مصنف کے دیئے ہوئے حوالہ میں یہ حدیث ہے تو کہاں ہے؟ اور اگر نہیں تو بھی وضاحت کریں، لیکن حاشیہ نگار نے مصنف کے حوالہ کو نظر انداز کر کے اور بلا تبصرہ چھوڑ کر اپنی ہی تخریج کر دی۔

سنی : آپ جس شخص پر تنقید کر رہے ہیں وہ اس وقت آپ کے طبقہ میں چوٹی کا سکالر شمار ہوتا ہے، بلکہ ایک پروفیسر صاحب نے تو انہیں محقق شہیر کے لقب سے نوازا ہے جب اُن کا علمی معیار یہ ہو جو آپ دیکھ رہے ہیں تو پھر باقی غیر مقلد لوگوں کے علمی معیار کا اندازہ آپ خود ہی لگائیں اور اپنے مسلک کی خیر منائیں۔اور یہ بھی اچھا ہوا کہ ۲۰۰۵ء میں انہوں نے (صلاۃ الرسول ﷺ) کے حاشیہ کو ''تخریج و تعلیق'' کا عنوان دیدیا ورنہ ۱۹۹۸ء میں (نماز نبوی) کے حاشیہ کو ''تحقیق و تخریج'' کا عنوان دیا تھا، گویا اس وقت شاید موصوف کو یہ شعور ہی نہ تھا کہ انکا یہ کام تحقیق کے زمرے میں آتا بھی ہے یا نہیں۔

(۹) بخاری و مسلم کا غلط حوالہ: اچھا جی سیالکوٹی صاحبؒ نے (صفحہ ۴۴۱) پر لکھا ہے کہ ''نماز جنازہ کی تکبیریں چار پانچ چھ بھی کہہ سکتے ہیں (بخاری و مسلم)''۔ آپ مجھے پانچ تکبیروں کا ذکر بخاری میں اور چھ تکبیروں کا ذکر بخاری یا مسلم میں دکھا دیں۔

غیر مقلد : میرے بخاری کے نسخہ میں تو پانچ اور چھ تکبیروں کا ذکر نہیں نیز میری صحیح مسلم میں بھی چھ تکبیروں کا ذکر نہیں ہے۔

سنی : محترم اگر آپ سیالکوٹی مصنف موصوفؒ کا صحیح بخاری و مسلم کا نسخہ بھی لے آئیں تو اس میں بھی آپ کو یہ تذکرہ نہیں ملے گا۔ ادھر آپ کے لقمان سلفی صاحب اپنے حاشیے (صفحہ ۲۸۷) اور سندھو صاحب (القول المقبول: صفحہ ۱۲۷) پر بیک زبان کہہ رہے ہیں: ''مؤلف نے چار پانچ اور چھ تکبیروں کے لئے بخاری و مسلم کا حوالہ دیا جو صحیح نہیں ہے کیونکہ پانچ تکبیروں کا ذکر صرف مسلم میں ہے، بخاری میں نہیں۔ جبکہ چھ کا ذکر ان دونوں میں نہیں'' بلکہ تمہاری کتاب ''خاتمہ اختلاف'' ص ۵۸ پر ہے: ''چھ تکبیریں کہنے کا رسول اللہ ﷺ سے ثبوت کسی صحیح یا حسن طریق سے نہیں ہے۔'' جب صورت حال یہ ہے تو پھر سیالکوٹی صاحبؒ نے بخاری و مسلم کا حوالہ کیوں دیا؟

غیرمقلد: ہم تو سیالکوٹی صاحب کو بڑا باریک بین مصنف اور محقق عالم سمجھتے تھے۔ لیکن یہ علمی ماحول تو کسی اور چیز کی گواہی دیتا ہے، حالات کسی اور طرف اشارہ کرتے ہیں۔

سنی : جب تم صحابہ کرامؓ اور تابعین کے فہم دین کو نظر انداز کر کے چودھویں صدی کے لوگوں کے فہم پر اعتماد کرو گے اور ان کی تقلید کرو گے تو پھر وہی کچھ ہوگا جو تم دیکھ رہے ہو، اس سب کے باوجود ۲۰۰۵ء میں تم (تسہیل الوصول: ص ۱۷) پر لکھتے ہو کہ: ''صلاۃ الرسولؐ احادیث و روایات کی صحت کے اعتبار سے خرابیوں سے مبرّا ہے اور پائی جانے والی دیگر کئی کتب سے زیادہ معلوماتی اور معتبر ہے'' جب زیادہ معتبر اور معلوماتی کتاب کا یہ حال ہے تو تمہاری باقی کتابوں کا کیا حال ہوگا؟

(۱۰) مسلم کا غلط حوالہ: بہر حال آپ یہ بتائیں کہ سیالکوٹی صاحب نے (صفحہ ۴۴۰) پر لکھا ہے کہ: ''جنازہ میں امام کو قرأت، دعا اونچی آواز سے پڑھنی چاہئے (مسلم)''۔ یہ حوالہ مجھے مسلم میں دکھا دیں۔

غیرمقلد : یہ دیکھیں جی ہمارے ذہبی صاحب نے (تسہیل الوصول: ص ۳۵۶) میں حوالہ ڈھونڈ نکالا ہے: ''صحیح مسلم حدیث: ۹۶۳ ''۔

سنی : اس حدیث کے حقیقی مفہوم کی بحث میں پڑے بغیر بڑی سیدھی گذارش کرتا ہوں کہ اس حدیث میں صرف دعا کا ذکر ہے جبکہ سیالکوٹی صاحبؒ نے قرأت اور دعا دو چیزوں کے جہر کو مسلم کی طرف منسوب کیا ہے اب اونچی قرأت والی حدیث صحیح مسلم میں دکھا دیں؟

غیر مقلد: اچھا میں ذرہ دوسرے حاشیہ نگاروں کو دیکھ لوں ......لیکن یہاں تو لقمان سلفی صاحب نے (صفحہ ۲۸۶) پر واضح لکھا ہے کہ: ''نماز جنازہ میں بآ واز بلند قرأت کی صراحت صحیح مسلم میں نہیں''۔ نیز ا(لقول المقبول صفحہ: ۱۰۷) پر بھی یونہی لکھا ہے'' اب پتہ نہیں سیالکوٹی صاحب نے اونچی قرأت کی غلط نسبت صحیح مسلم کی طرف کر کے مسلک کی ساکھ بنائی یا بگاڑی؟

سنی : <u>(۱۱) بخاری و مسلم کا غلط حوالہ</u>: سیالکوٹی صاحب نے (صفحہ ۳۷۷) پر تہجد کی دعاء افتتاح نقل کر کے بخاری و مسلم کا حوالہ دیا ہے تو بعینہ یہ دعا مجھے صحیح بخاری و مسلم میں دکھا دیں۔

غیر مقلد : جی ہاں یہ لیجئے (تسہیل الوصول: صفحہ ۳۰۴) اور حاشیہ لقمان سلفی (صفحہ ۲۴۰) پر صحیح بخاری کی (حدیث نمبر ۱۱۲۰) اور صحیح مسلم کی (حدیث نمبر ۷۶۹) کا حوالہ دیا ہے، اور یہ دیکھیں صحیح بخاری و صحیح مسلم میں یہ حوالہ آپ کے سامنے ہے۔

سنی : آپ سیالکوٹی صاحب کے الفاظ پڑھتے جائیں اور ان کو بخاری و مسلم کی متعلقہ حدیثوں سے ملاتے جائیں آپ کو بہت سے الفاظ میں فرق ملے گا۔

غیر مقلد : جی ہاں مختلف الفاظ میں فرق تو موجود ہے۔ (صلاۃ الرسولﷺ) والی مکمل عبارت نہ تو بخاری میں ہے نہ مسلم میں۔

سنی : تعجب ہے کہ یہ مختلف عبارت لکھ کر صحیح بخاری و مسلم کا حوالہ دینے کی بجائے کیوں نہ بخاری یا مسلم کی اصل عبارت درج کرتے اور پھر اس کتاب کا حوالہ دیتے تا کہ یہ فرق

نہ ہوتا۔ لیکن حسب سابق انہوں نے یہ عبارت کسی اور کتاب سے نقل کی اور حوالہ بخاری و مسلم کا دے دیا، لیکن یہ سربستہ راز کب تک چھپے رہیں گے؟

(۱۲) مسلم کا غلط حوالہ: اچھا تو سیالکوٹی صاحب نے (صفحہ ۴۰۳) پر نماز استخارہ کے بیان میں دعا لکھی ہے **اللھم انی استخیرک بعلمک** ...... اور مسلم کا حوالہ دیا ہے۔ یہ دعا مجھے اس میں دکھا دیں۔ واضح رہے کہ لقمان سلفی صاحب نے (صفحہ ۲۶۰) اور (القول المقبول: صفحہ ۶۵۰) پر لکھا ہے کہ: ''یہ حدیث صحیح مسلم میں نہیں''۔

غیر مقلد: یہ لیں جناب ہمارے زبیر اٹکی صاحب نے (تسہیل الوصول: صفحہ ۳۲۹) پر بڑی عرق ریزی کے بعد حوالہ لکھا ہے صحیح مسلم **التھجد: باب ماجاء فی التطوع مثنی مثنی** (حدیث نمبر ۱۱۶۴)۔ چلیں اس کے بعد کوئی اور سوال ہو تو کر لیں۔

سنی: مندرجہ بالا حوالہ صحیح مسلم میں دکھا دیں۔ اگر تمہارے حوالوں پر اعتبار ہوتا تو ہم سیالکوٹی صاحبؒ کے حوالوں پر ہی اعتبار کر لیتے، آپ ناراض نہ ہوں چونکہ آپ صورت حال مسلسل دیکھ رہے ہیں۔

غیر مقلد: آپ بلاوجہ وقت ضائع کرنا چاہتے ہیں، بہرحال ہر چیز لکھی ہوئی ہے صرف کتاب کھول کر متعلقہ باب اور حدیث نمبر نکالنا ہے...... صحیح مسلم میں تو یہ باب ہی سرے سے موجود نہیں اور (۱۱۶۴) نمبر حدیث میں اس دعا کا دور تک کوئی اشارہ نہیں۔

سنی: کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا۔ محترم میں خاموش ہو جاتا ہوں لیکن آپ خود سوچیں کہ آپ کے مصنف اور حاشیہ نگار کس کو دھوکہ دے رہے ہیں؟ اپنے ہی ہم مسلکوں کو؟ اور ایک غلطی کو چھپانے کے لئے مزید سنگین غلطیاں کر رہے ہیں اور اس صورت حال میں تم سب کسی نہ کسی درجہ میں ان کے شریک ہو کیونکہ سیالکوٹی صاحب نے ضعیف حدیثیں پیش کیں اور غلط حوالے دیئے تو تم نے ان کے لئے عذر تراشے اور انکو داد دی۔

دیکھیں سندھو صاحب سیالکوٹی صاحب کی بابت لکھتے ہیں: ''مؤلف رحمہ اللہ نے اس کتاب میں متعدد ضعیف حدیثیں بھی ذکر کردی ہیں، دراصل موصوف جس ماحول میں تھے اس میں صحیح اور ضعیف حدیث میں تمیز بہت کم ہی کی جاتی تھی اور ضعیف احادیث سے حجّت لینے، استدلال کرنے اور ان پر عمل کرنے سے بہت کم اجتناب کیا جاتا تھا، اس لیئے انہیں ہم اس بارے میں معذور سمجھتے ہیں'' (القول المقبول ۱۴)۔

نیز سیالکوٹی صاحبؒ کی بابت ''تسہیل الوصول'' کے ناشر صفحہ ۱۷ پر لکھتے ہیں: ''جس دور میں یہ کتاب لکھی گئی تھی اس دور میں تحقیق وتخریج کے وہ مواقع میسر نہ تھے جو کہ آج کے کمپیوٹرائزڈ ترقی یافتہ دور میں موجود ہیں اس لیئے بعض مسائل بیان کرتے ہوئے جن چند ایک مقامات پر مؤلف رحمہ اللہ سے بشری تقاضوں کی پیش نظر کمزوری اور کوتاہی محسوس کی گئی اور موجود تحقیق کی روشنی میں کسی حدیث میں ضعف پایا گیا تو اس کی احسن انداز سے پوری ذمہ داری کے ساتھ نشاندہی اور شواہد کے ثبوت درج کرتے ہوئے قاری کو درست موقف سے آگاہ کردیا گیا ہے''۔

جبکہ اگر کوئی اور یہ غلطیاں کرتا تو اس کے خلاف پمفلٹ چھپتے، تقریریں ہوتیں اور فتوے جاری ہوتے، اس دہرے معیار نے تمہارے نئے مصنفوں کو مزید غلط حوالے پیش کرنے کے لئے حوصلہ تازہ دیا اور حضروی حاشیہ نگار سیالکوٹی مصنف پر سبقت لے گئے اور تم نے اس پر ان کو داد دی بلکہ محقق شہیر اور ذہبی جیسے القاب سے نوازا۔

غیر مقلد: مجھے یوں محسوس ہوتا ہی کہ زمین میرے پاؤں کے نیچے سے سرک رہی ہے اور اپنے قدیم وجدید مصنفوں پر اعتماد کا گراف مسلسل گرتا جارہا ہے۔

سنی: یہ ایک طبعی ردعمل ہے، بقول شاعر:

تمہاری تحریک اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

(۱۳) مسلم کا غلط حوالہ: اچھا تو سیالکوٹی صاحب نے صفحہ ۴۲۹ پر عیادت کی دعا: لابأس طهور ان شاء الله (بخاری مسلم) ذکر کیا ہے یہ دعا مجھے صحیح مسلم میں دکھا دیں۔

غیر مقلد : یہ لقمان سلفی صاحب نے صفحہ ۱۲۷۹ اور سندھو صاحب نے القول المقبول صفحہ ۶۹۶ پر لکھا ہے کہ یہ صحیح مسلم میں نہیں، پتہ نہیں سیالکوٹی صاحبؒ نے پھر مسلم کا حوالہ کیسے دے دیا؟ دراصل ہمارے علماء اکثر بخاری مسلم ہی کی بات کرتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ سبقت قلم سے بخاری کے بعد مسلم کا نام لکھا گیا ہو۔

سنی : بجا فرمایا۔ آپ کے علماء چونکہ اکثر صحیح بخاری و صحیح مسلم کا نام لیتے ہیں اس لئے گزشتہ (۱۲) حوالہ جات میں بھی سبقت قلمی سے دوسری کتب حدیث کی بجائے بخاری و مسلم کا نام لکھا گیا ہوگا؟

(۱۴) بخاری کا غلط حوالہ: اچھا یہ بتائیں کہ سیالکوٹی صاحبؒ نے صفحہ ۱۹۳ پر بسم الله ... الحمدلله... اور پھر آمین کا ذکر کر کے صفحہ ۱۹۵ پر صحیح بخاری کا حوالہ دیا ہے تو آپ اس میں مجھے یہ تینوں چیزیں دکھا دیں۔

غیر مقلد : ابھی حوالہ دکھاتا ہوں یہ تسہیل الوصول صفحہ ۱۵۸ پر صحیح بخاری کی حدیث نمبر ۷۸۰ کا حوالہ لکھا ہے۔ اب اس میں کوئی شک باقی ہے؟

سنی : بخاری کی حدیث نمبر ۷۸۰ میں یہ تینوں چیزیں (بسم الله. الحمدلله. آمین) دکھا دیں۔

غیر مقلد : آپ بڑے وہمی ہیں، ذہبی صاحب کے حوالہ کے بعد مزید کسی تحقیق کی گنجائش رہ جاتی ہے؟ بہر حال یہ بخاری کی حدیث نمبر ۷۸۰ ہے......لیکن......لیکن اس میں تو صرف آمین کا ذکر ہے، بسم الله اور الحمدلله تو اس میں مذکور ہی نہیں، پتہ نہیں ہمارے علماء پیارے پیغمبر ﷺ کی احادیث مبارکہ کے غلط حوالے کیوں دیتے

ہیں؟ اور صحیح بخاری کو تو انہوں نے بازیچۂ اطفال بنا دیا ہے۔

ہاں ہاں یہ دیکھیں لقمان سلفی صاحب نے صفحہ ۱۱۹ پر حدیث نمبر ۸۰ ۷ کے ساتھ حدیث نمبر ۱۰ ۷ کا حوالہ بھی دیا ہے تو اِن تینوں چیزوں کا تذکرہ ۱۰ ۷ میں ہوگا۔

سنی : ہوگا والی بات نہ کریں یہ بخاری ہے اس کی حدیث ۱۰ ۷ میں یہ تینوں چیزیں دکھا دیں، کرم ہوگا۔

غیر مقلد : ذہبی صاحب نے تو ایم اے کیا ہے، لیکن لقمان سلفی صاحب تو ڈاکٹر ہیں اور فاضل مدینہ یونیورسٹی ہیں ان کی تحقیق کو تو آپ چیلنج نہ کریں۔ بہر حال اتمام حجت کے لئے آپ کو حدیث نمبر ۱۰ ۷ میں یہ تینوں چیزیں دکھا دیتا ہوں......ارے! حدیث نمبر ۱۰ ۷ کا ان تین چیزوں میں سے کسی ایک سے بھی کوئی تعلق نہیں، پتہ نہیں ہندی ڈاکٹر صاحب نے ایسا کیوں کیا؟

سنی : محترم: ایں خانہ ہمہ آفتاب است۔ آپ کو یہاں ایک سے ایک بڑھ کر ملے گا۔ تم بیچارے غیر مقلد کن لوگوں پر اعتماد کیے بیٹھے ہو؟ جو تمہارے اعتماد کو ٹھیس پہنچاتے ہیں؟ تم ان کی کتابیں پڑھتے ہو جو تمہارا فکری استحصال کرتے ہیں؟ تم ان کے حاشیہ پڑھتے ہو جو غلط حوالے دیتے ہیں؟ چونکہ پڑھے لکھے ایم اے اور ڈاکٹر لوگوں کی علمی چالوں کو سمجھنا تم عام لوگوں کے بس کا روگ نہیں، بہر حال تم ان سے اس فارسی مصرعہ کا ترجمہ تو پوچھو: (ما اہل حدیثیم دغا را نشناسیم)۔

(۱۵) بخاری کا حوالہ؟ سیالکوٹی صاحبؒ نے صفحہ ۴۵۸ پر بادل گرجنے کی دعا بحوالہ بخاری لکھی ہے یہاں اس حوالہ سے کیا مراد ہے؟

غیر مقلد : آپ بعض دفعہ ایسے سوال پوچھتے ہیں جو اظہر من الشمس ہوتے ہیں، جب مصنفین حوالہ میں بخاری لکھتے ہیں تو ان کی مراد صحیح بخاری ہوتی ہے۔

سنی : لیکن اس کتاب کے سلفی حاشیہ نگار تو صحیح بخاری شریف کی بجائے ادب مفرد کا حوالہ دے رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو: (حاشیہ لقمان سلفی ص ۳۰۳، القول المقبول ص ۷۵۵)۔

یہاں باعث تعجب ہے کہ لقمان سلفی صاحب نے اِس صورتحال کو چُھپانے کیلئے متن سے بخاری کا نام ہی حذف کر دیا جبکہ ذہبی صاحب نے تسہیل الوصول کے صفحہ ۲۷۳ پر کتاب کے متن میں بخاری کی بجائے ترمذی لکھ دیا اور پھر حاشیہ میں ترمذی ہی کا حوالہ دیا۔ متن میں اِس تبدیلی کا اختیار انکو کس نے دیا؟ یہ غلطی اسوقت تک غلطی رہے گی جب تک اصل کتاب ''صلاۃ الرسول ؐ'' کے صفحہ ۴۵۸ پر بخاری کا حوالہ موجود ہے۔

غیرمقلد: پتہ نہیں ہمارے مصنف اور حاشیہ نگار ہمیں بھول بھلیّوں میں کیوں ڈالتے ہیں؟

سنی : محترم تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی موصوف سیالکوٹی صاحب نے یہ سب کچھ کیا اور ۲۰۰۵ء میں تم نے ان کو داد دی کہ یہ گزشتہ صدی کی صف اوّل کی، زیادہ معتبر اور خرابیوں سے مبرّا کتاب ہے۔ (تسہیل الوصول ص ۱۶، ۱۷)

(۱۶) بخاری و مسلم کا غلط حوالہ: بہر حال سیالکوٹی صاحبؒ نے صفحہ ۱۷۴ پر ''مسجد کا نمازی خدا کے سایہ میں'' کے عنوان میں حضرت ابو ہریرۃؓ کی روایت ذکر کی اور بخاری و مسلم کا حوالہ دیا، یہ روایت بخاری و مسلم میں دکھا دیں۔

غیرمقلد : دیکھئے جی حاشیہ لقمان سلفی صفحہ ۱۰۵، اور القول المقبول صفحہ ۳۱۹ پر بخاری حدیث نمبر ۶۶۰ اور مسلم کی تخریج کر دی گئی حتیٰ کہ تسہیل الوصول میں صفحہ ۱۳۷ پر بھی بخاری و مسلم کا حوالہ دیا گیا ہے۔

سنی : یہ سب حوالہ جات مجھے بھی معلوم ہیں، آپ اپنی ہی کتابوں کی تخریج دکھانے کی بجائے مجھے حدیث کا متن صحیح بخاری و مسلم میں دکھا دیں۔

غیرمقلد : ابھی دکھا دیتا ہوں......لیکن سیالکوٹی صاحب کی حدیث کی عبارت نہ تو صحیح بخاری کی عبارت سے مطابقت رکھتی ہے نہ صحیح مسلم سے؟

پتہ نہیں سیالکوٹی صاحب نے حوالہ کیسے دے دیا؟ اور حاشیہ نگاروں نے کسی وضاحت کے بغیر بخاری و مسلم کی تخریج کر کے چپ کیوں سادھ لی؟

سنی : **(۱۷) بخاری کا غلط حوالہ**: اچھا تو سیالکوٹی صاحب نے بچوں کے جنازے کی دعا لکھی ہے: (**اللھم اجعلہ لنا سلفاً و فرطاً و ذخراً و اجراً**) اور بخاری شریف کا حوالہ دیا ہے آپ مجھے یہ مکمل دعا بخاری میں دکھا دیں جسمیں و ذخراً لفظ بھی موجود ہو۔

غیر مقلد : یہ دیکھیں لقمان سلفی صاحب نے بخاری (۲۰۳/۳ فتح الباری) اور تسہیل الوصول میں صحیح بخاری باب ۶۵ کا حوالہ دیا ہے اور کوئی تبصرہ نہیں کیا، اگر و ذخراً کا لفظ وہاں نہ ہوتا تو ہمارے سکالر اسکی وضاحت کر دیتے۔

سنی: آپ اگر مگر نہ کریں یہ صحیح بخاری لیں اور اسمیں یہ لفظ دکھا دیں۔

غیر مقلد : ابھی دکھا دیتا ہوں تا کہ آپکا شک دور ہو جائے... لیکن صحیح بخاری میں تو اِس دعا میں و ذخراً کا لفظ نہیں۔ پتہ نہیں سیالکوٹی صاحب نے حوالہ دیتے وقت صحیح بخاری دیکھی تھی؟ اور زیادہ تعجب تو حاشیہ نگار لقمان سلفی صاحب اور ذہبی صاحب پر ہے کہ انہوں نے بھی بخاری کا حوالہ دیا لیکن اس لفظ کی عدم موجودگی پر چپ سادھ لی۔

سنی: حالانکہ ۲۰۰۰ء میں سندھو صاحب وضاحت کر چکے ہیں کہ بخاری میں و ذخراً کا لفظ نہیں (القول المقبول ص ۱۷۷)۔ اور مندرجہ بالا دونوں حاشیے اسکے بعد لکھے گئے ہیں۔

(۱۸) بخاری کا غلط حوالہ: سیالکوٹی صاحب نے لکھا ہے: ''نماز میں مرد کو ناف سے گھٹنے تک اور دونوں کندھے ڈھانکنے ضروری ہیں، اور مستورات کو تمام بدن ڈھانکنا ضروری ہے حتی کہ دونوں پاؤں ٹخنوں سے نیچے تک سوائے منہ اور دونوں ہاتھوں کے'' اور بخاری شریف کا حوالہ دیا ہے (ص ۳۲۲)۔ انڈر لائین حصہ مجھے بخاری شریف میں دکھا دیں۔

غیر مقلد: آپ مجھے بخاری شریف کا پابند کیوں کرتے ہیں میں اصل عبارت تسہیل الوصول والے نسخے (ص ۲۶۰): سے پڑھ کر حوالہ دکھا دونگا۔ ''نماز میں مرد کو ناف سے گھٹنے تک (ابوداؤد) (الف)''۔ ''اور دونوں کندھے ڈھانکنے ضروری ہیں (بخاری) (ب)''۔ ''اور مستورات کو تمام بدن ڈھانکنا ضروری ہے، حتیٰ کہ دونوں پاؤں ٹخنوں سے نیچے تک سوائے منہ اور دونوں ہاتھوں کے (بخاری شریف) (ج)''۔

(الف) ابوداؤد (الحمام باب النہی عن التعری حدیث ۴۰۱۴)

(ب) صحیح بخاری (الصلاۃ باب اذا صلی فی ثوب واحد۔ حدیث ۳۵۹)

(ج) صحیح بخاری (الصلاۃ باب فی کم تصلی المرأۃ من الثیاب حدیث ۳۷۲)

اب آپ کی تسلی ہو گئی؟

سنی: محقق شہیر ذہبی صاحب نے تو بات کو الجھا دیا ہے:

(۱) میں نے صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی کے اصل نسخہ ص ۳۲۲ سے عبارت پڑھی ہے سندھو صاحب والے نسخہ میں بھی عبارت یونہی منقول ہے (القول المقبول ص ۵۲۴) لقمان سلفی صاحب والے نسخہ میں بھی عبارت یونہی منقول ہے (ص ۲۰۳۔۲۰۴) تسہیل الوصول میں سیالکوٹی صاحب کی عبارت میں جو توڑ پھوڑ، تحریف و اضافہ ہوا ہے، اس کا موازنہ آپ خود کر لیں یہ محقق شہیر ذہبی صاحب کے ہاتھ کی صفائی ہے۔

(۲) اصل صلاۃ الرسولؐ، نیز سندھو صاحب اور لقمان صاحب کے حاشیہ والے نسخہ میں پوری عبارت کو بخاری شریف کی طرف منسوب کیا گیا ہے اس میں ابوداؤد کا ذکر نہیں یہ اضافہ ذہبی صاحب کی تحریف ہے۔

(۳) واضح رہے کہ ''الف'' پیراگراف کا حوالہ ابوداود حدیث نمبر ۴۰۱۴ دیا گیا ہے جبکہ اس میں نماز کا ذکر ہی نہیں نیز ناف سے گھٹنے تک کی صراحت نہیں۔

(۴) مستورات سے متعلق پوری عبارت (ج) کا حوالہ ذہبی صاحب نے بخاری حدیث نمبر۳۷۲ دیا ہے جبکہ اس حدیث میں مذکورہ عبارت نہیں ہے۔ اس لئے سندھو صاحب یہی حدیث نمبر ذکر کر کے لکھتے ہیں: اگر مؤلف کی مراد یہی حدیث ہے تو اس سے استدلال واضح نہیں۔ (القول المقبول ص ۵۲۵)

(۵) اس پوری عبارت اور بخاری کے حوالہ کی بابت سندھو صاحب بحیثیت مجموعی ۲۰۰۰ء میں لکھ چکے ہیں: مؤلف نے یہاں حوالہ دینے میں انتہائی تساہل سے کام لیا ہے، کیونکہ بخاری میں صرف کندھوں کو ڈھانکنے کا ذکر ہے (القول المقبول ص ۵۲۴)

محترم! آپ نے انگریز سے اہل حدیث نام رجسٹرڈ کرا کے پیارے نبی ﷺ کی حدیث کے ساتھ یہی سلوک کرنا تھا؟ اور خصوصاً بخاری شریف کی حدیثوں کے ساتھ۔ (سیالکوٹی صاحب نے نصف صدی قبل جو کارنامہ انجام دیا تھا زبیر صاحب نے ۲۰۰۵ء میں اس کو پروان چڑھا دیا)

(۱۹) نسائی کا غلط حوالہ: ام فروۃ کی روایت ”الصلاۃ لأول وقتھا“ کی بابت سیالکوٹی صاحب نے لکھا ہے کہ احمد، ترمذی اور نسائی میں موجود ہے (ص ۱۴۶) آپ مجھے یہ روایت نسائی میں دکھا دیں۔

غیر مقلد: ۲۰۰۵ء کی کمپیوٹرائزڈ تحقیق والی کتاب تسہیل الوصول دیکھ لیتے ہیں، یہاں ص ۱۱۴ پر تو صلاۃ الرسولؐ کے متن میں نسائی کا لفظ موجود نہیں، لیکن اب مجھے محقق شہیر ذہبی صاحب پر اعتماد نہیں رہا وہ حاشیہ لکھنے بیٹھے تھے اور اصل کتاب میں بھی تحریف کر گذرے، یہاں بھی ایسا ہی ہوا ہے چونکہ نسائی کا لفظ اصل کتاب، لقمان صاحب اور سندھو صاحب والے سب نسخوں میں موجود ہے۔

البتہ لقمان صاحب نے حاشیہ ص ۸۵ پر نسائی کا حوالہ پیش نہیں کیا۔ اوھو سندھو

صاحب نے تو القول المقبول میں صفحہ ۲۷۰ پر تنبیہ لکھی ہوئی ہے کہ: ''مؤلف رحمہ اللہ نے اس حدیث کو نسائی کی طرف بھی منسوب کیا ہے مگر یہ نسائی میں نہیں''

پتہ نہیں سیالکوٹی صاحب پیارے نبی ﷺ کی حدیثوں کا حوالہ دینے میں اتنے غیر محتاط کیوں تھے؟

سنی: وہ تو جو تھے سو تھے۔ آپ ۲۰۰۵ء کے محقق شہیر زبیر ذہبی صاحب سے پوچھیں کہ وہ کتابوں میں تحریف کیوں کرتے ہیں؟

(۲۰) صحاح ستہ کے تیرہ غلط حوالے: اچھا تو سیالکوٹی صاحب نے صفحہ ۱۳۶ پر نماز کے ۲۵ لا مثال محاسن کی بابت لکھا ہے کہ ''صحاح ستہ سے اختصار کے ساتھ ہم اس کے مزید محاسن بیان کرتے ہیں'' یہ ۲۵ محاسن مجھے صحاح ستہ میں دکھا دیں۔

غیر مقلد: آپ مجھے صحاح ستہ کا پابند کیوں کرتے ہیں؟ وہاں تو ''کتب صحاح وغیرھا'' کا لفظ ہے جو کہ تسہیل الوصول صفحہ ۱۰۸ پر کتاب کے متن میں درج ہے۔

سنی: سیالکوٹی صاحب کی اصل کتاب ''صلاۃ الرسول'' گزشتہ صدی سے چھپ رہی ہے اس پر سندھو صاحب اور لقمان صاحب کا حاشیہ بھی چھپ چکا ہے، الغرض اس کے کسی نسخہ میں آپ مجھے ''وغیرھا'' کا لفظ دکھا دیں۔

غیر مقلد: واقعی ان کی کتاب کے ہر ایڈیشن میں صرف صحاح ستہ کا ذکر ہے ''وغیرھا'' کا لفظ نہیں ہے۔ یہ اضافہ صرف ذہبی صاحب نے کیا ہے، وہ بڑے سکالر ہیں لیکن مجھ جیسے عام آدمی کو بھی پتہ ہے کہ حاشیہ نگار کو حاشیہ لکھنے کا حق ہوتا ہے، اصل کتاب میں تبدیلی کا کوئی حق نہیں ہوتا، پھر انہوں نے یہ تبدیلی اور تحریف و اضافہ کیوں کیا؟

سنی: تم غیر مقلدوں کو کیا خبر کہ تمہارے خطیب و ادیب تمہارے ساتھ کیا کھیل کھیل رہے ہیں؟ تم تو بس اندھا دھند انکے پیچھے بھاگے جا رہے ہو، دراصل ان پچیس محاسن

میں سے صرف بارہ محاسن صحاح ستہ میں ہیں، تیرہ محاسن صحاح ستہ میں سرے سے موجود ہی نہیں، جیسا کہ سندھو صاحب لکھتے ہیں: ''مؤلف علیہ الرحمہ نے'' نماز کے لا مثال محاسن'' کے تحت پچیس احادیث نقل کی ہیں اور اُنکو نقل کرنے سے قبل و بعد صحاح ستہ کا حوالہ دیا ہے جبکہ ان میں سے تیرہ احادیث ایسی ہیں جو کتب ستہ میں نہیں ... کس قدر افسوس کن امر ہے کہ ان پچیس حدیثوں میں سے پہلی حدیث کا پہلا حصہ ہی صحاح ستہ کی کسی کتاب میں نہیں ہے، لہٰذا مذکورہ بالا تمام احادیث کیلئے صحاح ستہ کا حوالہ دینا قطعاً صحیح نہیں'' (القول المقبول ۲۶۳)۔

سندھو صاحب کہتے ہیں کہ پچیس میں سے تیرہ حدیثیں کتب ستّہ میں نہیں جبکہ ڈاکٹر لقمان صاحب لکھتے ہیں کہ: ''پچیس احادیث میں سے تیرہ حدیثیں کتب ستّہ میں موجود ہیں (حاشیہ لقمان ص ۷۷)۔ یہ دونوں فاضل مدینہ یونورسٹی حضرات اگر کسی وقت مل بیٹھ کر ایک متفقہ فیصلہ کر دیں تو کتاب کے قارئین پر کرم ہوگا۔

الغرض اسی حقیقت کو چھپانے کیلئے (ایم۔اے پاس) ذہبی صاحب نے متن میں ''وغیرھا'' کا اضافہ کر دیا ہے۔ میرا چیلنج کا مزاج نہیں لیکن تم پاکستان کے کسی غیر مقلد سے پوچھ لو کہ سیالکوٹی صاحب کی عبارت میں صحاح ستہ کے بعد ''وغیرھا'' کا اضافہ کیوں کیا گیا؟ مصنف کی غلطی کو چھپانے کیلئے حاشیہ نگار نے یہ غلطی کیوں کی؟

الغرض اِن چار غیر مقلد سکالروں میں سے ہر ایک کی تحقیق دوسرے سے مختلف ہے:

(۱) سیالکوٹی صاحب کہتے ہیں کہ یہ پچیس حدیثیں صحاح ستہ میں ہیں۔

(۲) سندھو صاحب کہتے ہیں کہ اِن میں سے تیرہ حدیثیں صحاح ستہ میں نہیں۔

(۳) لقمان صاحب کہتے ہیں کہ اِن میں سے تیرہ حدیثیں صحاح ستہ میں ہیں۔

(۴) ذہبی صاحب نے اس خانہ جنگی پر پردہ ڈالنے کیلئے اصل کتاب میں کتب صحاح کے بعد ''وغیرھا'' کا اضافہ کر دیا تا کہ پچیس کی پچیس انمیں شامل ہو جائیں۔

اب ان چار سکالروں کی تقلید کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہزاروں قارئین جب تحقیق کی وادی میں غوطہ زن ہونگے تو نہ جانے جمع تفریق کے مزید کون کون سے نئے نظریئے ایجاد کریں گے؟

(۲۱) ترمذی کا غلط حوالہ: اچھا تو سیالکوٹی صاحب نے صفحہ ۴۵۷ پر چاند دیکھنے کی دعا میں والتوفیق لما تحب و ترضی کا ذکر کیا ہے اور ترمذی کا حوالہ دیا ہے، یہ الفاظ ذرہ مجھے ترمذی میں دکھا دیں۔

غیر مقلد : گفتگو میں مسلسل نئے انکشاف ہو رہے ہیں اور میری معلومات میں یہ باتیں زندگی میں پہلی دفعہ آ رہی ہیں، لیکن یہ نشست کافی طویل ہوگئی ہے اب تھکن محسوس ہونے لگی ہے بقیہ باتیں کسی دوسری نشست تک ملتوی کر دیں یا پھر اختصار سے بقیہ گفتگو مکمل کر لیجائے۔

سنی :مختصراً ملاحظہ ہو کہ "والتوفیق لماتحب و ترضی" کے متعلق لقمان سلفی صاحب نے حاشیہ صفحہ ۳۰۳ اور القول المقبول صفحہ ۷۵۵ پر لکھا ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ اس کو ترمذی کی طرف منسوب کرنا صحیح نہیں۔ اُدھر زبیر صاحب نے اس غلطی پر پردہ ڈالنے کیلئے اصل کتاب کے متن سے "والتوفیق لماتحب و ترضی" کے الفاظ ہی حذف کر دیے (تسہیل الوصول ص ۳۷۳) لیکن یہ غلطی اس وقت تک غلطی رہیگی جب تک صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی ص ۴۵۷ میں یہ الفاظ موجود ہیں اور ترمذی کی طرف منسوب ہیں۔

غیر مقلد: کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ سیالکوٹی صاحب نے غلط حوالہ کیوں دیا؟ اور زبیر اٹکی صاحب نے اس غلطی کو چھپانے کیلئے اصل کتاب کی عبارت میں تبدیلی کیوں کی؟

سنی :**(۲۲) نسائی کا غلط حوالہ:** گھر میں داخل ہونے کی دعا کو سیالکوٹی صاحب نے صفحہ ۴۶۰ پر نسائی کے حوالہ سے ذکر کیا ہے جبکہ حاشیہ لقمان سلفی صفحہ ۳۰۴ اور القول المقبول صفحہ ۷۶۰ پر لکھا ہے کہ "مؤلف نے اس حدیث کو نسائی کی طرف منسوب کیا ہے

جبکہ یہ نسائی میں نہیں"۔

غیرمقلد: پتہ نہیں سیالکوٹی صاحب نے ایسا کیوں کیا؟

سنی: اس سب کے باوجود تسہیل الوصول میں ایک پروفیسر صاحب لکھتے ہیں: "اردو زبان میں نماز کے موضوع پر لکھی جانے والی بیسیوں کتب میں مولانا صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب صلاۃ الرسول ؐ کو اوّلیت کا اعزاز حاصل ہے۔" جب اوّلیت کے اعزاز والی کتاب کا یہ حال اور یہ معیار ہے تو تمہاری بقیہ کتب کا کیا حال ہوگا؟

(۲۳) حصن حصین کا غلط حوالہ: سیالکوٹی صاحب نے صفحہ ۴۷۴ پر ایک دعا میں "وضلع الدین" کے الفاظ ذکر کئے ہیں اور حصن حصین کا حوالہ دیا ہے جن کی بابت لقمان سلفی صاحب نے حاشیہ صفحہ ۳۱۲ پر اور القول المقبول صفحہ ۷۷۶ پر لکھا ہے کہ "مذکورہ تمام کتب میں اس دعا کے آخر میں "وضلع الدین" کے الفاظ نہیں ہیں ادھر ذہبی صاحب کے ہاتھ کی صفائی دیکھیں کہ اس نے متن کتاب سے "وضلع الدین" کے الفاظ ہی حذف کر دیئے۔ (تسہیل الوصول ۳۸۱)۔

غیرمقلد: سیالکوٹی صاحب نے پھر یہ الفاظ کیوں بڑھائے؟ اور ذہبی صاحب کو ان کے حذف کرنے کا اختیار کس نے دیا؟ اک معمّہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا۔

سنی: **(۲۴) حصن حصین کا غلط حوالہ**: سیالکوٹی صاحب نے صفحہ ۴۵۵ پر سوار ہونے کی دعا کا ذکر کیا ہے اور حصن حصین کا حوالہ دیا ہے اس کی بابت حاشیہ لقمان سلفی صفحہ ۳۰۲ اور القول المقبول صفحہ ۷۵۲ پر ہے کہ مؤلف نے اس دعا کے شروع میں الحمدللہ کے بعد جو الفاظ ذکر کیے ہیں یہ اس حدیث میں نہیں ہیں۔

غیرمقلد: اس سب کے باوجود میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے ہمارے لوگ "صلاۃ الرسول ؐ" کو زیادہ معتبر، خرابیوں سے مبرّا اور بے نظیر کتاب کیونکر قرار دیتے ہیں؟

سنی: (۲۵) **موطا کا غلط حوالہ**: سیالکوٹی صاحب نے صفحہ ۲۰۷ پر نماز کی مسنون قرأت کے ذیل میں عمرو بن شعیب کی حدیث نقل کی ہے اور موطا کا حوالہ دیا ہے۔ یہ حدیث ہمیں موطا میں دکھادیں۔

غیر مقلد: جی ضرور! لیکن صلاۃ الرسولؐ کے تینوں حاشیہ نگاروں نے تو متفقہ طور پر لکھ دیا ہے کہ یہ حدیث موطا میں نہیں۔ بلکہ ابو داود میں ہے، ملاحظہ ہو: (حاشیہ لقمان سلفی ص: ۱۲۸)، (القول المقبول ص: ۳۷۷)، (تسہیل الوصول ص: ۱۷۹)۔

سنی: جن کے حوالے اس قدر غلط ہوں ان کی کتابوں پر عمل کرنے والے کیسے صحیح ہوں گے؟

(۲۶) **ابن ماجہ کا غلط حوالہ**: سیالکوٹی صاحبؒ نے صفحہ ۲۶۳ پر لکھا ہے کہ "ابن ماجہ کی روایت میں رب اغفرلی جلسہ میں تین مرتبہ کہنا آیا ہے۔ جب کہ اس کتاب کے تینوں حاشیہ نگار متفقہ طور پر لکھتے ہیں کہ ابن ماجہ میں دو مرتبہ ہے۔ ملاحظہ ہو: (حاشیہ لقمان سلفی ص: ۱۶۵، القول المقبول ص: ۴۴۳، تسہیل الوصول ص: ۲۲۴)۔

جو مصنف حدیث کے معاملہ میں اتنا غیر محتاط ہو کہ ۲ کو ۳ لکھے اس کی کتابوں اور تحریروں پر عمل کرنے والے کتنے غیر محتاط ہوں گے؟

غیر مقلد: واقعی یہ تو بے احتیاطی کی حد ہے، اور وہ بھی پیارے پیغمبر ﷺ کی پیاری حدیث کے بارے میں۔

سنی: تم نے حضرات صحابہؓ کے قول فعل اور فہم کو نا قابل اعتماد کہہ کر چودھویں پندرھویں صدی کے جن لوگوں کی تقلید کی اُنکا علمی معیار آپکے سامنے ہے۔

(۲۷) **ترمذی کا غلط حوالہ**: سیالکوٹی صاحبؒ نے صفحہ ۸۲ پر مسنون وضو کی مکمل ترکیب میں نمبر ۷ کے ضمن میں ترمذی کا حوالہ دیا ہے جبکہ تسہیل الوصول صفحہ ۶۶ پر صراحت ہے کہ جامع ترمذی میں اس مفہوم کی حدیث نہیں ہے، نیز القول المقبول صفحہ ۱۷۰ پر ہے،

''ترمذی میں مجھے کوئی ایسی حدیث نہیں ملی جس میں دائیں بائیں کی صراحت ہو''۔

غیرمقلد : کچھ سمجھ میں نہیں آرہا کہ ہماری اس مرکزی کتاب میں اس قدر غلط حوالے کیسے آ گئے؟ اس صورتحال سے ہمارے اعتماد کو ٹھیس پہنچی اب ہم کس پر اعتماد کریں؟ چونکہ ''تسہیل الوصول'' (ص ۱۶) پر ہے: ''یہ کتاب نماز کے موضوع پر کئی اہم کتب کی ماخذ بھی ہے''۔

سنی: بجا فرمایا چونکہ: ع ''جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا''۔

(۲۸) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی طرف غلط نسبت: سیالکوٹی صاحب صفحہ ۳۸۲ پر تراویح کے ضمن میں لکھتے ہیں: ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی یہی طریقہ جاری رہا۔

جبکہ حاشیہ لقمان سلفی صفحہ ۲۴۳ اور القول المقبول صفحہ ۶۰۹ پر وضاحت ہے کہ: ''یہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا قول نہیں بلکہ زہری کا قول ہے جیسا کہ مالک اور بخاری کی روایت سے پتہ چلتا ہے''۔

غیرمقلد: پتہ نہیں ہمارے علماء احادیث کے بارے میں اتنی بے احتیاطی کیوں کرتے ہیں؟

سنی: جی ہاں محترم! ''درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے''

(۲۹) ابو داود کا غلط حوالہ: سیالکوٹی صاحب رحمہ اللہ نے صفحہ ۲۹۰ پر حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت میں السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کا ذکر بحوالہ ابوداؤد کیا ہے جبکہ (القول المقبول صفحہ ۴۶۸) اور (تسہیل الوصول صفحہ ۲۴۲) پر ہے کہ ابوداؤد کی روایت میں ''وبرکاتہ'' کا لفظ نہیں ہے۔

غیرمقلد : مجھے خود تعجب ہو رہا ہے کہ جب ابوداؤد کی حدیث میں یہ لفظ نہیں ہے تو پھر سیالکوٹی صاحب نے حدیث میں یہ لفظ بڑھانے کی جرأت کیسے کر لی؟

سنی: محترم! معاملہ یہیں تک رُک نہیں گیا۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟

آپ کے مصنفین اور حاشیہ نگاروں کا یہ روزمرہ کا معمول ہے اور بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

(۳۰) دارمی کا غلط حوالہ: سیالکوٹی صاحبؒ نے حضرت نعمان بن مرہؓ کی روایت کو دارمی کی طرف منسوب کیا ہے (ص ۲۲۱)، ذرہ دارمی میں یہ حدیث دکھا دیں۔

غیر مقلد: سندھو صاحب نے تو صفحہ ۴۰۳ پر لکھ دیا ہے کہ دارمی میں یہ حدیث نہیں ہے۔ چلو ذہبی صاحب نے کوئی نہ کوئی کمپیوٹرائزڈ حوالہ نکال لیا ہوگا ...... لیکن...... انہوں نے بھی تسہیل الوصول کے صفحہ ۱۸۹ پر لکھ دیا ہے کہ ''یہ حدیث دارمی میں نہیں ہے'' جب یہ حدیث دارمی میں نہیں ہے تو پھر سیالکوٹی صاحب نے دارمی کا حوالہ کیسے دے دیا؟

سنی: محترم! آپ کے طبقہ میں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔

(۳۱) مسند امام اعظم کا غلط حوالہ: سیالکوٹی صاحب دعائے رسول ﷺ میں زیادتی کے عنوان کے ذیل میں لکھتے ہیں: ''مسند امام اعظمؒ میں بھی اس دعا کی زیادتی کو نوٹ کر کے بے اصل کہا ہوا ہے'' (ص ۲۹۴) یہ بات مجھے مسند امام اعظمؒ میں دکھا دیں۔

غیر مقلد: آج مجھے اس مصرعہ کی تصدیق ہوگئی ''خطائے بزرگان گرفتن خطا است'' کہ بزرگوں کی غلطیاں پکڑنا خود ایک غلطی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیالکوٹی صاحب کی اس عبارت کو نقل کرنے میں خود آپ سے دو غلطیاں ہوئی ہیں:

(۱) سیالکوٹی صاحب کی کتاب میں مسند امام اعظم کا لفظ نہیں بلکہ مسند امام ابوحنیفہ ہے۔

(۲) سیالکوٹی صاحب نے مسند امام ابوحنیفہ نہیں بلکہ اس کے حاشیہ کا ذکر کیا ہے یہ دیکھیں ''تسہیل الوصول الی تخریج و تعلیق صلاۃ الرسول ص ۲۴۳'' پر سیالکوٹی صاحب کی اصل عبارت یوں منقول ہے: مسند امام ابوحنیفہ (کے حاشیہ) میں بھی اس دعا کی زیادتی کو نوٹ کر کے بے اصل کہا ہوا ہے'' اب مجھے بھی پوچھنے کا حق پہنچتا ہے کہ

آپ نے سیالکوٹی صاحب کی عبارت پیش کرنے میں غلط بیانی کیوں کی؟

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

سنی: محترم زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں یہ لیں صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی کا اصل نسخہ اور صفحہ ۲۹۴ نیز سندھو صاحب کی ''القول المقبول فی شرح وتعلیق صلاۃ الرسولؐ'' صفحہ نمبر ۳۴۷ نیز حاشیہ لقمان سلفی بر صلاۃ الرسول صفحہ نمبر ۱۸۵ ہر جگہ پر ''مسند امام اعظمؒ '' لکھا ہوا ہے یا ''مسند امام ابوحنیفہ (کے حاشیہ) میں'' لکھا ہوا ہے۔

غیر مقلد: واقعی یہاں تو ہر جگہ ''مسند امام اعظمؒ '' لکھا ہوا ہے، ذہبی صاحب اپنے حاشیہ میں اس لفظ پر جو مرضی تعلیق لکھ لیتے لیکن سیالکوٹی صاحب کی اصل کتاب میں تحریف اور تبدیلی کا تو ان کو کوئی اختیار نہیں تھا۔

سنی: چھوڑیں اس بات کو یہ محقق شہیر ذہبی صاحب کا مشن ہے اور شاید انہی خدمات کے بدلے ان کو یہ لقب ملا ہے۔ البتہ ان کو بتا دیں کہ اسی تسہیل الوصول صفحہ ۱۶۴ پر یہ لفظ باقی رہ گیا ہے: ''امام اعظم کے استاد کی شہادت'' + ''امام اعظم اپنے استاد گرامی کے متعلق فرماتے ہیں'' لہٰذا آئندہ ایڈیشن میں وہاں بھی تبدیلی کر دیں یا پھر صفحہ ۲۴۳ پر بھی سیالکوٹی صاحب کا اصل لفظ مسند امام اعظم باقی رہنے دیں۔ نیز آپ کے نواب صدیق حسن خانؒ کی کتاب الحطہ ص ۴۲ پر بھی امام ابوحنیفہؒ کیلئے امام اعظم کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ (ملاحظہ ہو ''تذکرہ داؤد غزنوی ص ۳۷۹)۔ نیز غیر مقلد نشریاتی ادرہ دارالسلام کے سربراہ عبدالمالک مجاہد صاحب نے سعودی روزنامے ''اردو نیوز'' کے ''روشنی'' میگزین ۲۵ اپریل ۲۰۰۸ء مین ایک مضمون بعنوان ''امام اعظم ابوحنیفہ'' لکھا ہے۔ اگر امام ابوحنیفہؒ کو امام اعظم کہنا غلط ہے تو نواب صدیق خان صاحب سے لیکر عبدالمالک مجاہد

تک جن غیر مقلد علماء نے اُن کو امام اعظم لکھا ہے۔ اُن سب کے بارے میں آپ کیا فتویٰ دیں گے؟ بہر حال آپ اصل موضوع کی طرف آئیں کہ مسند امام اعظمؒ میں سیالکوٹی صاحب کی یہ بات دکھا دیں۔

غیر مقلد : تعجب ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کو امام اعظم کہنے کے بارے میں جب ہمارے علماء خود ہی باہمی تضاد کا شکار ہیں تو اب ہم کیا کریں؟

جہاں تک مسند امام اعظم کے حوالے کا تعلق ہے تو سندھو صاحب نے اس کا حوالہ ضرور ڈھونڈھ لیا ہوگا......لیکن انہوں نے تو صفحہ ۴۷۴ پر عجیب بات لکھ دی کہ ''مؤلف رحمہ اللہ کے اس کلام کا مطلب میں سمجھ نہیں پایا مجھے تو مسند امام اعظم میں سرے سے یہ دعا ہی نہیں ملی، اگر واقعتہً اس میں یہ دعا ہے اور اس میں مذکورہ کلمات کا اضافہ بھی ہے تو کس نے ان کلمات کو بے اصل کہا ہے؟ بہر حال مؤلف کا یہ کلام انتہائی مبہم ہے''

سنی : جب یہ فاضل مدینہ یونیورسٹی حاشیہ نگار بھی سیالکوٹی صاحب کے اس مبہم کلام کا مطلب سمجھ نہیں پائے تو گذشتہ پچاس برسوں میں اور کون سمجھا ہوگا؟

(۳۲) ابن ابی شیبہ کا غلط حوالہ: اچھا تو سیالکوٹی صاحب نے صفحہ ۳۱۲ پر حضرت عامرؒ کی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ''ورفع یدیه ودعا'' (فتاویٰ نذیریہ بحوالہ ابن ابی شیبہ) آپ مجھے مندرجہ بالا الفاظ ''ابن ابی شیبہ'' میں دکھا دیں۔

غیر مقلد : یقیناً یہ الفاظ ابن ابی شیبہ میں ہونگے چونکہ ہمارے فتاویٰ نذیریہ کی تحقیق تو بڑی معتمد ہوتی ہے۔ مگر......سندھو صاحب نے تو صفحہ ۴۸۸ پر ابوداود نسائی اور ابن ابی شیبہ کا حوالہ دیکر لکھ دیا ہے کہ: ''ان کتب میں انحرف کے بعد ورفع یدیه ودعا۔ یہ الفاظ نہیں ہیں ڈاکٹر لقمان سلفی صاحب نے بھی حاشیہ ص ۱۹۴ میں یونہی لکھا ہے۔ تسہیل الوصول صفحہ ۲۵۱ پر لکھا ہے کہ: ہمارے علم کے مطابق اس روایت کی کسی سند میں ورفع یدیه ودعا کے الفاظ نہیں ہیں''۔

بلکہ سندھو صاحب نے تو اس روایت کے حوالہ سے صفحہ ۴۸۹ پر مزید یہ بھی لکھا ہے:

''تنبیہ: مؤلف رحمۃ اللہ نے اس روایت کو عامر کے حوالہ سے ذکر کیا ہے جو کہ صحیح نہیں، بلکہ صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث یزید بن اسود عامری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے''۔

سنی: اس سب کے باوجود تسہیل الوصول ص ۱۸ پر صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی کی بابت لکھا ہے: ''اسی کتاب کے مطالعے نے تقلید کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہزاروں افراد کو تحقیق کی وادی میں غوطہ زن ہونے پر مجبور کر دیا''

(۳۳) ابن ماجہ کا غلط حوالہ: صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی ص ۱۹۳ پر لکھا ہے کہ:

''**اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم** (ابن ماجہ)'' مجھے یہ الفاظ ابن ماجہ میں دکھا دیں؟

غیر مقلد: سندھو صاحب نے القول المقبول ص ۳۵۰ اور زبیر صاحب نے تسہیل الوصول ص ۱۵۸ پر تو لکھا ہے کہ ابن ماجہ میں ''**اللھم انی أعوذ بک من الشیطن الرجیم**'' کے الفاظ ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ سیالکوٹی صاحب نے ابن ماجہ کے اصل الفاظ نقل کرنے کی بجائے کچھ اور الفاظ لکھ کر ابن ماجہ کا حوالہ کیسے دیدیا

سنی: محترم ذرہ دل پر ہاتھ رکھ کر اگلے چار حوالے ملاحظہ ہوں جنمیں سیالکوٹی صاحب نے اپنے مسلک کو حدیث کے مطابق ڈھالنے کی بجائے حدیث میں کانٹ چھانٹ اور تحریف کر کے اسے اپنے مسلک کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔

(۳۴) صحیح مسلم میں تحریف: سیالکوٹی صاحبؒ صفحہ ۳۶۰ پر لکھتے ہیں: ''امام

نووی رحمہ اللہ شارح مسلم **باب استحباب القنوت** میں فرماتے ہیں: **ومحل القنوت بعد رفع الرأس من الرکوع فی الرکعۃ الاخیرۃ** . اور قنوت کا محل آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ہے''۔

جبکہ اصل عبارت یوں ہے:"باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوات اذا نزلت بالمسلمین نازلة والعیاذ باللہ واستحبابه فی الصبح دائما و بیان أن محله بعد رفع الرأس من الرکوع فی الرکعة الاخیرة و استحباب الجهربه" (صحیح مسلم حدیث:۷۸۳)۔

''تمام نمازوں میں قنوت کے مستحب ہونے کا بیان جب مسلمانوں پر کوئی مصیبت آن پڑے ۔ اللہ کی پناہ۔ اور قنوت کا ہمیشہ مستحب ہونا فجر کی نماز میں، اوراس بات کا بیان کہ اس قنوت کا محل آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ہے، اوراس قنوت کو جہراً پڑھنا مستحب ہے''۔

قنوت نازلہ کو قنوت وتر پر منطبق کرنے کے لئے سیالکوٹی صاحب نے عبارت میں جو کانٹ چھانٹ کی وہ آپ کے سامنے ہے کہ اسکا وہ سارا حصہ حذف کردیا جس سے واضح ہوتا ہے کہ اِس کا تعلق قنوت نازلہ سے ہے اور آخر میں وبیان أن محل القنوت کی جگہ اپنی طرف سے نئی عبارت بنالی''ومحل القنوت ...''

غیرمقلد :موصوف نے تو عبارت کا حلیہ بگاڑ دیا، اصل مفہوم کو بالکل بدل دیا۔ پتہ نہیں انہوں نے ایسا کیوں کیا؟

سنی :اس سب کے باوجود تمہارے تبصرہ نگار اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اسی کتاب کے مطالعے نے تقلید کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہزاروں افراد کو تحقیق کی وادی میں غوطہ زن ہونے پر مجبور کیا'' (تسہیل الوصول ص ۱۸)

''دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے''

مندرجہ بالا معیار کے مصنف کی کتاب کا معیار کیا ہوگا؟ اور اسکو پڑھ کر جو لوگ تحقیق کی وادی میں غوطہ زن ہو گئے انکی تحقیق کا معیار بھی کیا خوب ہوگا؟ گویا ''پھتو والہ پنڈ'' کا جوراما چھی اور میزگا کمہار جب امام ابوحنیفہؒ کی تقلید چھوڑ کر پندرھویں صدی کے مولوی منشا کی تقلید کے بھنور میں پھنس گئے تو محقق اور مجتہد کہلائے۔

کہہ رہے تھے میاں نام تھا منچلے　　آج ہی میرے پاپا تو سلفی ہوئے
رات گزری نہ تھی مجتہد بن گئے　　اور فتوے بھی لوگوں کو دینے لگے

(۳۵) نسائی کی روایت میں تحریف: سیالکوٹی صاحبؒ نے صفحہ ۳۵۹ پر ایک روایت یوں بیان کی ہے: ''عن ابی ھریرۃؓ قال: لما رفع رسول اللہ ﷺ رأسہ...... قال...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو دعاءِ قنوت پڑھتے (نسائی)''۔

جبکہ مکمل روایت یوں ہے: عن ابی ھریرۃؓ قال: لما رفع رسول اللہ ﷺ رأسہ من الرکعۃ الثانیۃ من صلاۃ الصبح قال: اللھم انج الولید بن الولید...... (سنن نسائی ۱۰۷۴)

(ترجمہ): حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز کی دوسری رکعت سے سر اٹھایا تو کہا: اے اللہ! ولید بن ولید کو بچا۔۔۔(سنن نسائی حدیث نمبر ۱۰۷۴)

قنوت نازلہ کی فجر والی روایت کو قنوت وتر پر منطبق کرنے کے لئے پیارے پیغمبر ﷺ کی مبارک حدیث کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا گیا؟ یہ آپ کے سامنے ہے کہ اب اسمیں اس انداز سے کانٹ چھانٹ اور جوڑ توڑ کیا گیا کہ اُسکے اصل مضمون قنوتِ نازلہ کو قنوتِ وتر پر منطبق کیا جا سکے۔ اب فیصلہ آپ کریں: ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

یہاں حاشیہ نگار لقمان سلفی صاحب (صفحہ: ۲۳۰) اور سندھو صاحب بھی (القول المقبول صفحہ ۵۸۲، ۵۸۸) پر حیرت کا اظہار کیئے بغیر نہ رہ سکے لیکن (تسہیل الوصول ص ۲۹۵) میں ذہبی صاحب نے اس کی تخریج یوں کی جیسے کہ کچھ ہوا ہی نہیں، بلکہ نسائی کی حدیث نمبر (۱۰۷۴) کا صحیح حوالہ دینے کی بجائے (۱۰۷۳) لکھ دیا۔ نہ جانے کیوں؟

غیر مقلد: یہ تو بڑی حیران کن اور پریشان کن صورت حال ہے۔ ہمیں تو یہ باور کرایا گیا تھا کہ حنفی لوگ احادیث میں قطع و برید کرتے ہیں لیکن یہاں تو صورت حال اُلٹ ہے۔

اور ذہبی صاحب نے حدیث کا غلط نمبر لکھ کر تو سونے پر سہاگہ پھیر دیا۔

ع:　　ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔

سنی :اس سب کے باوجود صلاۃ الرسولؐ کے شروع میں یہ لکھ دیا گیا ہے کہ صلاۃ الرسولؐ کی تالیف میں خشیتِ الٰہی اور اطاعت رسولؐ کا جذبہ شریک کار رہے۔ (ص:۱۴)

(۳۶) نسائی کی روایت میں تحریف: سیالکوٹی صاحبؒ دعاء قنوت کے ضمن میں (صفحہ۳۵۹) پر لکھتے ہیں: ''ان أبا هريرة كان يحدث ان رسول الله ﷺ كان يدعو فى الصلاة حين يقول سمع الله لمن حمده ابوہریرہؓ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ نماز میں جب سمع الله لمن حمده کہتے تو (پھر) دعاء قنوت پڑھتے تھے۔ (نسائی)''

نسائی شریف کی مکمل حدیث اور سیالکوٹی صاحب کی آدھی حدیث کا موازنہ کریں تو واضح ہو جائے گا کہ اس حدیث کا تعلق قنوت نازلہ سے ہے یا قنوت وتر سے ہے؟

پوری روایت ملاحظہ ہو: ان أباهريرةَ كان يحدثُ أنّ رسولَ الله ﷺ كان يَدعُوفى الصَّلاةِ حين يقولُ سَمِعَ اللهُ لِمن حَمِده رَبنا ولَكَ الحَمدُ ثُم يَقُولُ وهو قَائم قبلَ أَن يَسجُدَ: اللهمَّ انجِ الوليدَ بنَ الوليدِ و سلمة بَنَ هشام و عياشَ بن أبى ربيعةَ والمستضعفينَ من المُؤمِنينَ اللهمَّ اشدد وطاتك على مضر...... (سنن نسائی حدیث نمبر۱۰۷۵)

(ترجمہ): حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سمع الله لمن حمده، ربناولك الحمد کے بعد دعا کرتے پھر سجدہ سے قبل کھڑے ہوئے یہ فرماتے: اے اللہ ولید بن الولید، سلمۃ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور کمزور مسلمانوں کو نجات عطاء فرما، اے اللہ مضر قبیلہ پر اپنی گرفت سخت کر دے۔ (سنن نسائی حدیث نمبر۱۰۷۵)

(۱) اب اگر سیالکوٹی صاحبؒ پوری روایت بیان کرتے تو واضح ہو جاتا کہ یہ تو ہنگامی حالات سے متعلق قنوت نازلہ ہے، لہٰذا انہوں نے آدھی حدیث ذکر کر کے بقیہ حدیث کو بیان نہیں کیا تا کہ اسکو قنوت وتر پر منطبق کر سکیں۔

(۲) اسی صلاۃ الرسولؐ کا حاشیہ نگار تسہیل الوصول میں اس روایت کی بابت یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہے کہ ''یہ قنوت نماز فجر میں ہے'' (ص ۲۹۵)

اس ساری صورتحال میں آپ سیالکوٹی صاحب کے اس استدلال کو کیا عنوان دیں گے؟

غیر مقلد: میں کہاں تک صفائیاں پیش کروں؟ یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔

ع: تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

سنی: شکر ہے کہ آپکو بھی صورتحال کی سنگینی کا احساس ہو گیا ہے۔

(۳۷) **ابوداود کی روایت میں تحریف**: سیالکوٹی صاحب نے صفحہ ۳۵۹ پر ابوداؤد کے حوالہ سے یہ روایت نقل کی ہے: ''**قنت رسول اللہ ﷺ ......اذا قال سمع اللہ لمن حمدہ من الرکعۃ الاخرۃ.** قنوت پڑھی رسول اللہ ﷺ نے آخر رکعت میں **سمع اللہ لمن حمدہ** کہہ چکنے کے بعد (ابوداؤد)''

جبکہ مکمل روایت یوں ہے: **قنت رسول اللہ ﷺ شھرا متتابعا فی الظھر والعصر والمغرب والعشاء وصلاۃ الصبح فی دبر کل صلاۃ اذا قال سمع اللہ لمن حمدہ من الرکعۃ الاخرۃ یدعو علی احیاء من بنی سلیم......** (ابوداؤد حدیث: ۱۴۴۳)

(ترجمہ): رسول اللہ ﷺ نے مسلسل ایک مہینہ قنوت پڑھی نماز ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر میں نماز کے آخر میں جب آخری رکعت میں **سمع اللہ لمن حمدہ** کہا، بددعا کی بنی سلیم کے قبیلوں پر... یہاں سیالکوٹی صاحب نے حدیث کے درمیان اور آخر سے وہ حصہ حذف کر دیا جس سے واضح ہوتا تھا کہ یہ روایت قنوت نازلہ سے متعلق ہے۔ اپنے فرقہ اور مسلک کی تائید و اثبات کے لئے حدیثوں میں اس قدر تحریف؟ **الامان والحفیظ**۔ اپنے موقف کو حدیث کے مطابق بدلنے کی بجائے حدیثوں کو اپنے موقف

کے مطابق بدلنا کتنا گھناؤنا جرم ہے؟ لیکن تمہارے مصنفوں، حاشیہ نگاروں، خطیبوں اور ادیبوں کے ہاں یہ سب کچھ روزمرہ کا معمول ہے۔

صورتحال کی سنگینی کے پیش نظر لقمان سلفی صاحب حاشیہ (ص ۲۳۱) اور سندھو صاحب بھی القول المقبول صفحہ ۵۸۸ پر یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے کہ ''یہ استدلال محل نظر ہے کیونکہ ان کا تعلق قنوت نازلہ سے ہے قنوت وتر سے نہیں''

کتابت کی غلطیاں، طباعت کی غلطیاں، مصنف کا سبق قلم خطیب کی سبقت لسانی یہ سب ایک حقیقت ہے لیکن صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی میں حوالوں کی غلطیوں کا یہ ڈھیر نہ تو کتابت کی غلطی ہے نہ طباعت کی اور نہ ہی مصنف کا سبق قلم ہے۔ بلکہ اپنے موقف و مسلک کو حدیث پیمبر ﷺ کے مطابق ڈھالنے کی بجائے حدیث کو اپنے مسلک کے تابع کرنے کی ایک گھناؤنی سازش ہے، غلط حوالوں، غلط ترجموں، غلط تشریح اور حدیثوں میں کانٹ چھانٹ وتحریف کے ذریعہ۔ پھر بھی تم اپنے مصنفوں اور اُنکی کتابوں کی تعریفوں کے پُل باندھو اور اپنے آپ کو اہل حدیث کہو تو یہ سورج کو منہ چڑانے کے مترادف ہے۔

آخر میں تمہارے غلام مصطفیٰ امن پوری صاحب کی ایک عبارت درج ہے جسمیں انہوں نے بڑی غیر محتاط چوٹ کی ہے کہ: ''جس حدیث کو محدثین نے صحیح اور قابل عمل قرار دیا ہے فوراً اسے تسلیم کرتے ہوئے عمل پیرا ہو جانا چاہئے، یہی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سچی محبت کی علامت ہے۔ اگر ہم صحیح حدیث کو اپنے نظریہ کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرینگے تو پھر ہمارے اور یہودیوں کے درمیان کیا فرق باقی رہ جائیگا'' (تسہیل الوصول ص ۲۹۳)۔

اب مندرجہ بالا آخری حدیثوں کے حوالے سے موصوف خود ہی اپنا بے لاگ تبصرہ پیش کریں کہ:

(۱) یہاں حدیثوں کو اپنے نظریہ کے مطابق ڈھالنے کے ساتھ ساتھ ان میں تحریف بھی کردی گئی ہے۔

(۲) آپکے مصنفین نے دعاء قنوت کے موقع محل کے حوالہ سے صحیح حدیثوں کی نشاندہی بھی کردی ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ امن پوری صاحب سمیت تمام غیر مقلدین فوراًان پر عمل پیرا ہوجاتے ہیں یا نہیں؟ پھر امن پوری صاحب ہی فیصلہ کرینگے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ سچی محبت کی علامت پائی گئی یا نہیں؟

الغرض دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندقبا دیکھ

غیر مقلد: صلاۃ الرسولؐ کے مصنف اور اس کے قارئین کی حدتک تو آپ کا یہ تجزیہ میری سمجھ میں آتا ہے لیکن آپ سب اہل حدیثوں کو ایک ہی لاٹھی سے تو نہ ہانکیں۔

سنی: مجھے آپ سے اتفاق ہے لیکن کیا آپ محسوس کرتے ہیں کہ تلبیس وتحریف اور علمی خیانت کا یہ کھیل صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی سے شروع ہو کر یہیں ختم ہوجاتا ہے؟ نہیں بلکہ اس کی قدیم تاریخ ہے اور وہ تا حال دہرائی جارہی ہے۔ نیز یہی وہ صلاۃ الرسول ﷺ ہے جسکو ۲۰۰۵ء میں گزشتہ صدی کی صف اول کی کتاب، زیادہ معتبر، غلطیوں سے مبرّا اور بے نظیر کتاب قرار دیا جارہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: تسہیل الوصول صفحہ ۱۶، ۱۷۔ القول المقبول صفحہ ۱۱)

غیر مقلد: دیگر کتابوں کے حوالہ جات کو آئندہ مستقل نشست تک مؤخر کرلیں تو بہتر ہے تاکہ میں بھرپور استفادہ کرسکوں، چونکہ جو انکشافات مجھ پر اس تھوڑے سے وقت میں ہوئے ہیں یہ تو میری پوری زندگی میں بھی نہیں ہوئے۔ اور نہ ہی ہمارے کسی عالم نے ہمیں بتائے۔

سنی: جیسے آپ مناسب سمجھیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دوسری نشست

غیرمقلد : آپ کی معلومات کے مطابق کیا دیگر علماء اہلحدیث کے ہاں بھی اس طرح کی کوئی مثال ملتی ہے؟ کہ کسی نے غلط حوالہ دیا ہو یا کسی عبارت میں تحریف کی ہو۔ وغیرہ؟

سنی: مجھے بڑے افسوس سے جواب میں ''جی ہاں'' کہنا پڑ رہا ہے۔ ملاحظہ ہو:

(۳۸) غنیۃ الطالبین میں تحریف: شیخ عبدالقادر جیلانی صاحبؒ کی کتاب غنیۃ الطالبین میں دنیا کے تمام جدید وقدیم، مطبوع وغیر مطبوع نسخوں میں تراویح کی بابت یہ عبارت درج ہے:''**لان النبی ﷺ ھکذا صلاھا وھی عشرون رکعۃ یجلس عقب کل رکعتین و یسلم فی خمس ترویحات کل اربعۃ منھا ترویحۃ**''۔

جبکہ غنیۃ الطالبین کا جو نسخہ غیر مقلدین کے مکتبہ سعودیہ، حدیث منزل کراچی والوں نے چھاپا ہے اس کے صفحہ ۵۹۱ پر اس عبارت میں تحریف کر کے یوں لکھا گیا:'' **لأن النبی ﷺ ھکذا صلّاھا وھی احدی عشرۃ مع الوتر یجلس عقب کل رکعتین**''

غیرمقلد : آپ ذرہ دونوں عبارتوں کا ترجمہ کر دیں تاکہ مجھے پتہ چلے کہ اس تبدیلی سے عبارت کے مفہوم میں کیا تبدیلی آئی ہے۔

سنی : ترجمہ ملاحظہ ہو: (اصل عبارت میں ہے) چونکہ نبی ﷺ نے اس طرح انہیں پڑھا اور یہ بیس رکعت ہیں، ہر دو رکعت کے بعد بیٹھے گا اور سلام پھیرے گا، پانچ ترویحوں میں، ان میں سے ہر چار ایک ترویحہ ہوتا ہے۔

(تحریف کے بعد والی عبارت کا ترجمہ یہ ہے) چونکہ نبی ﷺ نے اسی طرح انہیں پڑھا اور وہ وتر سمیت گیارہ رکعت ہیں، ہر دو رکعت بعد بیٹھے گا۔

اس تحریف پر تبصرہ آپ خود کریں یا نہ کریں آپ کو اختیار ہے، نیز جو غیر مقلد دن دیہاڑے اس طرح کی تحریفات کرتے ہوں ان کی شائع کردہ کتب پر بھی کیونکر اعتماد کیا جا سکتا ہے؟

گزشتہ صفحات میں تحریفات اور غلط حوالوں کے نمونے ان کی اپنی بعض تصانیف سے تھے جب کہ یہ حوالہ کسی اور کتاب کا ہے جس کو بس انہوں نے شائع کیا ہے۔

(۳۹) بخاری کا غلط حوالہ: آپ کے یزدانی صاحب کی کتاب خطبات شہید الاسلام صفحہ ۲۳۴ پر لکھا ہے: ''موزوں اور جرابوں پر مسح ہوسکتا ہے۔ امام بخاری نے بخاری شریف میں باب باندھا ہے'' یہ باب آپ مجھے صحیح بخاری میں دکھا دیں۔

غیرمقلد: ابواب کی فہرست دیکھ لیتے ہیں اس میں یہ جرابوں پر مسح والا باب بھی مل جائے گا...... لیکن فہرست میں تو اس مفہوم کا کوئی باب نہیں مل رہا، پتہ نہیں خطبات میں یہ بات کیسے لکھ دی گئی؟

سنی: یہ آپکے مرکزی خطیب کے خطبے کا معیار ہے، عام خطیبوں کے معیار کا اندازہ آپ خود کرلیں۔

(۴۰) مسلم کا غلط حوالہ: تسہیل الوصول مطبوعہ ۲۰۰۵ء (صفحہ ۱۷۵) پر مسلم کے حوالہ سے لکھا ہے: ''و اذا قرأ الامام فانصتوا'' صحیح مسلم کی روایت میں امام کا لفظ دکھا دیں۔

غیرمقلد: ذہبی صاحب تو بڑے باریک بین ہیں۔ یقیناً مسلم میں یہ لفظ ہوگا...... لیکن یہاں تو ''و اذا قرأ فانصتوا'' ملتا ہے، امام کا ذکر زبیر اٹکی صاحب نے اپنے پاس سے بڑھا کر حدیث میں تحریف کی ہے، پتہ نہیں وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟

سنی: **(۴۱) بخاری و مسلم کا غلط حوالہ**: تمہارے فتاوی ثنائیہ (۱/۴۴۳) میں لکھا ہے کہ: ''سینہ پر ہاتھ باندھنے اور رفع یدین کرنے کی روایات بخاری و مسلم میں ہیں'' جبکہ سینہ پر ہاتھ باندھنے سے متعلق کوئی روایت بخاری و مسلم میں نہیں ہے۔

غیرمقلد: پتہ نہیں ہمارے علماء بے پر کی کیوں اڑاتے ہیں؟

سنی : (۴۲) بخاری کے حوالے میں تحریف: ۲۰۰۵ میں چھپنے والی کتاب تسہیل الوصول حاشیہ صلاۃ الرسول ﷺ کے صفحہ ۱۱۱ پر باب نمبر ۹ باب الا براد بالظھر فی شدۃ الحر میں روایت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نمبر ۵۳۶ کو باب نمبر ۱۰ باب الابراد بالظھر فی السفر کے ساتھ منسلک کر کے یہ تاثر دیا کہ گرمی میں ظہر کو ٹھنڈے وقت پڑھنے کی روایت سفر سے متعلق ہے، جب کہ باب نمبر ۱۰ کی روایت کا نمبر ۵۳۹ ہے، اب اس خیانت کو چھپانے کے لئے ذہبی صاحب نے باب نمبر ۹ کی حدیث نمبر ۵۳۶ کا حوالہ یوں لکھا: باب ۱۰ حدیث قبل ۵۳۹۔

یہ ساری تگ ودو صرف اس لئے کہ بخاری کی حدیث نمبر ۵۳۶ کے مطابق غیر مقلدوں کو گرمیوں میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھنے کی دلیلِ بخاری سے ناآشنا رکھا جائے۔

کتاب وسنت جہاد و دعوت یہی ہے انکی زباں پہ ہر دم
حسین پردوں میں خوب اپنی خیانتوں کو چھپا رہے ہیں

اس سب کے باوجود ایک پروفیسر تسہیل الوصول کی تعریف میں لکھتے ہیں: ''پیش نظر کتاب میں اس نوعیت کے جو تسامحات محسوس کیے گئے انہیں محقق شہیر جناب زبیر علی زئی حفظہ اللہ اور فضیلۃ الشیخ غلام مصطفیٰ امن پوری حفظہ اللہ نے دور کر دیا''۔

جبکہ گزشتہ نمونہ سے واضح ہوا کہ محقق شہیر اور فضیلۃ الشیخ نے مزید تسامحات شامل کتاب کر دیئے۔

غیر مقلد : مجھے اصل صحیح بخاری میں یہ حوالہ دیکھ لینے دیں، آخر مجھے بھی یہ حق پہنچتا ہے کہ میں اصل حوالہ چیک کروں...... یار واقعی یہاں باب نمبر ۹ اور باب نمبر ۱۰ دو مستقل باب ہیں باب نمبر ۹ عام حالات سے متعلق ہے اور باب نمبر ۱۰ سفر سے متعلق ہے اور ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث نمبر ۵۳۶ تو باب نمبر ۹ میں ہے، پتہ نہیں ہمارے ذہبی صاحب نے باب نمبر ۹ کی عمومی حدیث کو باب نمبر ۱۰ کی طرف منسوب کر کے حدیث قبل ۵۳۹ کا حوالہ

دے کر اپنے اعتماد کو کیوں مجروح کیا؟ نہ جانے انہوں نے اپنی کتابوں میں کتنی جگہوں پر اس طرح کے گل کھلائے ہونگے؟ اب قدیم وجدید اہلحدیث مصنفین میں سے کس کی کتاب پر اعتماد باقی رہ گیا؟

سنی : الغرض غلط حوالوں اور تحریفات کے یہ ۴۲ نمونے پیش کیے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سادہ لوح لوگوں کو اپنے مزعومہ افکار کی طرف راغب کرنے کے لئے یہ تحریفانہ انداز آپ کا قدیم وطیرہ ہے اور دور حاضر کے سلفی مصنفین وحاشیہ نگار اپنے ایسے ہی اسلاف واکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تحریفات کے نئے ریکارڈ قائم کر رہے ہیں۔

کمیٹی کا فیصلہ:

(۱) غلط حوالوں کا یہ مضمون منفرد نوعیت کا ہے، سنی کی طرف سے جن (۴۲) غلط حوالوں کی نشاندہی کی گئی غیر مقلد انکو صحیح ثابت نہ کر سکا۔

(۲) (۴۲) غلط حوالوں میں سے (۳۷) کا تعلق حکیم محمد صادق سیالکوٹیؒ کی کتاب ''صلاۃ الرسولﷺ'' سے ہے جو مسلک اہل حدیث کی مائیہ ناز کتاب ہے۔

(۳) صلاۃ الرسول سیالکوٹی کے (۳۷) غلط حوالوں میں سے (۱۹) کا تعلق صحیح بخاری ومسلم یا صحیح بخاری یا صحیح مسلم سے ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اہل حدیث صحیح بخاری ومسلم کے فرضی حوالے دیکر لوگوں کو مرعوب کرتے ہیں۔

(۴) حوالہ نمبر (۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۴۲) میں جس انداز سے تحریف کی گئی ہے اس سے اہل حدیث مصنفوں اور انکی کتابوں پر اعتماد کا گراف بہت نیچے گر گیا ہے۔

(۵) حکیم سیالکوٹی کی کتاب ''صلاۃ الرسولﷺ'' میں نمبر (۱) سے (۳۷) تک تمام حوالہ جات کا غلط ہونا خود اہل حدیث علماء کی تحریروں سے ثابت کیا گیا ہے۔ لہذا اسمیں کسی مسلکی تعصب یا جانبداری کا عمل دخل نہیں۔

حصہ پنجم

چُھپے راز

○ اہل حدیث
اور
ضعیف حدیثیں

فاتحہ سے پہلے بسم اللہ
سینہ پر ہاتھ باندھنا
غائبانہ نماز جنازہ

فاتحہ خلف الامام
آمین ایک نئے تناظر میں
آیتوں کا جواب دینا

غیر مقلد اور تقلید
دعائے قنوت کب اور کیسے؟
ننگے سر نماز پڑھنا

غیر مقلد اور حرمین شریفین
غیر مقلد اور صحیح بخاری
غیر مقلد اور غلط حوالے

اہل حدیث
اور
ضعیف حدیثیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہلحدیث حضرات اپنی ہر کتاب میں یہ باور کراتے ہیں کہ یہ کتاب صحیح احادیث پر مشتمل ہے نتیجۃً اُنکا اندھا مقلد اُس کتاب کی ہر حدیث کو صحیح سمجھ کر دوسروں پر حدیث کی مخالفت کے فتوے داغنے لگ جاتا ہے۔

احادیث کو صحیح اور ضعیف قرار دینے کا یہ سارا عمل شاید فرقہ پرستی، کاروباری گروہ بندی اور کتابوں کی مارکیٹنگ کے تناظر میں ہو رہا ہے لہٰذا اُنکے ہر عالم کی آواز دوسرے سے جدا ہے جسکا اندازہ آپ آئندہ گفتگو سے لگاسکیں گے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ:

☆ صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی کی (۲۶) ضعیف حدیثوں کو ایک حاشیہ نگار شواہد کی بناء پر صحیح کہتا ہے تو دوسرا حاشیہ نگار انہی (۲۶) ضعیف حدیثوں کو انہی شواہد کی بناء پر حسن کہتا ہے۔

☆ صلاۃ الرسولؐ کی (۲۴) ضعیف حدیثوں کو ایک حاشیہ نگار شواہد کی بناء پر صحیح یا حسن کہتا ہے تو دوسرا حاشیہ نگار اِن شواہد کو نظر انداز کرتے ہوئے اِن (۲۴) احادیث کو ضعیف کہتا ہے۔

☆ صلاۃ الرسول کی (۱۷) حدیثوں کو ایک حاشیہ نگار صحیح کہتا ہے تو دوسرا انہیں حسن کہتا ہے

☆ صلاۃ الرسول کی (۳۳) حدیثوں کو ایک حاشیہ نگار حسن کہتا ہے اور دوسرا ضعیف کہتا ہے۔

☆ صلاۃ الرسول کی (۳۲) حدیثوں کو ایک حاشیہ نگار صحیح کہتا ہے اور دوسرا ضعیف کہتا ہے۔

☆ صلاۃ الرسول کی (۷) حدیثوں کو ایک حاشیہ نگار صحیح کہتا ہے دوسرا حسن کہتا ہے، جبکہ تیسرا ضعیف کہتا ہے۔

اِدھر سلفی اُدھر سلفی کِسے مانے کِسے چھوڑیں ☆ اسے مانا نہیں جاتا اُسے چھوڑا نہیں جاتا

ایک کتاب پر ایک ہی مسلک کے تین معاصر حاشیہ نگار جب ایک ہی حدیث کے صحیح، حسن یا ضعیف ہونے کی بابت اسقدر تضاد اور باہمی خانہ جنگی کا شکار ہوں تو انکا اندھا مقلد تحقیق و ریسرچ کے نام پر کس کو صحیح سمجھے اور کس کو غلط؟

اس صورتحال سے ایک اور حقیقت کھل کر سامنے آ گئی کہ اِس سطح کے غیر مقلد علماء جب اپنی کسی دلیل (حدیث) پر صحیح ہونے کا حکم لگائیں یا اپنے مخالف کی دلیل (حدیث) پر ضعیف ہونے کا حکم لگائیں تو اُنکی تصحیح وتضعیف پر کیا اعتماد باقی رہ گیا؟!

☆ الغرض خود اہل حدیث سکالرز کی تحقیق کے مطابق سیالکوٹی صاحبؒ کی ''صلاۃ الرسولؐ ''میں ضعیف حدیثوں کی مجموعی تعداد (۱۵۵) ہے۔

☆ آئندہ گفتگو سے آپ اندازہ لگا سکیں گے کہ اہل حدیث حضرات کا یہ دعویٰ کہ ''وہ صرف صحیح یا حسن حدیثوں پر عمل کرتے ہیں اور ضعیف حدیثون پر عمل نہیں کرتے'' صرف زبانی جمع خرچ ہے اور کچھ نہیں۔

☆ ''صلاۃ الرسولؐ '' کے حاشیہ نگار سندھو صاحب نے سیالکوٹی صاحب کا عذر یوں پیش کیا کہ ''موصوف جس ماحول میں تھے اسمیں صحیح اور ضعیف حدیث میں تمیز بہت کم کی جاتی تھی، اور ضعیف احادیث سے حجت لینے اور ان پر عمل کرنے سے بہت کم اجتناب کیا جاتا تھا''۔(القول المقبول ص۱۴)

گویا ساٹھ سال سے غیر مقلد حضرات ان ضعیف حدیثوں پر عمل کرتے چلے آرہے ہیں۔لیکن اب ان ۱۵۵ضعیف حدیثوں کے تعیّن کے باوجود ''صلاۃ الرسولؐ''اسی طرح چھپ رہی ہے گویا موصوف سیالکوٹی صاحب والا ماحول تا حال جوں کا توں ہے لیکن دعویٰ پھر بھی صرف صحیح حدیثوں پر عمل کا ہے۔

نہ وہ بدلا نہ تم بدلے نہ یاران سخن بدلے
میں کیسے اعتبار انقلاب آسماں کرلوں؟

☆ بہر حال آئندہ گفتگو میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ سب اہل حدیث مصنفوں کے حوالے سے پیش کیا گیا ہے۔

اہل حدیث اور ضعیف حدیثیں

سنی: محترم کیا آپ بتانا پسند کریں گے کہ ضعیف حدیثوں کی بابت آپ حضرات کا کیا موقف ہے؟

غیر مقلد: ضعیف حدیثیں آپ مقلدین کو مبارک ہوں، ہمارے علماء، خطباء، ادباء، امام اور مصنف تو صرف صحیح حدیثوں پر عمل کرتے ہیں۔ خاص طور پر صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیثوں پر۔

سنی: سنا ہے کہ ضعیف اور غریب اہل حدیث حضرات ضعیف حدیثوں پر بھی عمل کرتے ہیں، جبکہ امیر اہل حدیث کا دعویٰ ہے کہ وہ اس پر عمل کے قائل نہیں۔ کیا یہ بات درست ہے؟

غیر مقلد: یہ ہوائی کسی دشمن نے اُڑائی ہوگی۔ ہمارے ہاں ضعیف حدیث کے حوالے سے امیر اور غریب کی کوئی تفریق نہیں۔ ہم سب ایک ہیں۔

سنی: یہ فتاویٰ ستاریہ کن لوگوں کا ہے؟

غیر مقلد: یہ جماعت غرباء اہل حدیث کا ہے اور ان کے دوسرے امام عبدالستار صاحب کی طرف منسوب ہے۔

سنی: غرباء اہل حدیث کے اس ''فتاویٰ ستاریہ'' میں لکھا ہے کہ ''ضعیف حدیث بھی قابل عمل ہوتی ہے''۔ (دیکھئے ۴/ ۳۷)

غیر مقلد: ایسا نہیں جناب! دیکھیں ہماری ۱۹۹۸ء کی کتاب ''نماز نبوی'' صفحہ ۳۰ کے حاشیہ میں لکھا ہوا ہے کہ ''بہتر یہی ہے کہ ضعیف حدیث سے استدلال کا دروازہ بند ہی رہنے دیا جائے''۔ جبکہ یہی نماز نبوی ۲۰۰۵ء میں مکتبہ بیت السلام سے شائع ہوئی تو یہ بہتر کام ضروری ہوگیا اور اس کے صفحہ ۱۱ پر اسی عبارت کو یوں لکھا گیا: ''ان حقائق کے

پیش نظر ضروری ہے کہ ضعیف حدیث سے استدلال کا دروازہ بند رہنے دیا جائے‘‘۔

سنی: عجیب تضاد ہے کہ فتاویٰ ستاریہ میں ضعیف حدیث کو قابل عمل کہا جائے، ۱۹۹۸ء میں ضعیف سے استدلال نہ کرنے کو بہتر کہا جائے اور اس سے سات سال بعد ۲۰۰۵ء میں وہی حاشیہ نگار ضعیف سے استدلال نہ کرنے کو ضروری قرار دے۔

الغرض یہی تو وہ فرق ہے جس کی خود آپ نے وضاحت کر دی کہ ضعیف حدیث کی بابت امراء اہل حدیث کا موقف غرباء اہل حدیث سے مختلف ہے۔ بلکہ اس کی تائید تسہیل الوصول کے ایک حاشیہ نگار کے اس جملے سے بھی ہوتی ہے کہ ’’ضعیف راوی کی روایت وہی پیش کر سکتا ہے جو خود اس کی طرح ضعیف ہو‘‘۔(دیکھئے ص ۱۵۱)۔

تو بیچارے غرباء اہل حدیث ضعیف حدیثوں کا سہارا نہ لیں تو کیا کریں؟

غیر مقلد: بہرحال یہ جماعت غرباء اہل حدیث کا معاملہ ہے آپ ان سے پوچھیں۔

سنی: تو کیا حکیم صادق سیالکوٹی صاحب کا تعلق بھی جماعت غرباء اہل حدیث سے تھا؟

غیر مقلد: آپ کو کس چیز نے یہ سوال کرنے پر متوجہ کیا؟

سنی: دراصل حکیم سیالکوٹی صاحب نے بھی صلاۃ الرسولؐ میں ضعیف حدیثوں کی بھرمار کی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حکیم سیالکوٹی صاحب کا تعلق بھی اہل حدیث کے ضعیف طبقے غرباء اہلحدیث سے تھا۔

غیر مقلد: صلاۃ الرسولؐ کے بارے میں یہ آپ لوگوں کا غلط پروپیگنڈہ ہے۔ اس میں تو جا بجا لکھا ہوا ہے کہ یہ کتاب احادیث صحیحہ سے مزیّن کر کے لکھی گئی ہے۔

(دیکھئے صفحہ ۶، ۷، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۵)

سنی: کیا آپ کے علم میں ہے کہ صلاۃ الرسولؐ میں سیالکوٹی صاحب نے تقریباً (۱۵۵) ایک سو پچپن ضعیف حدیثیں درج کی ہیں۔ اِسی صورتحال کی بابت شاعر کہتا ہے:

سرورق پر یہی ہے لکھا		کہ سب احادیث ہیں صحیحہ
کتاب کھولی تو میں نے دیکھا		بھری روایات ہیں ضعیفہ

غیر مقلد: یہ تو ہمارے مسلک کی بڑی معتبر کتاب ہے، پچاس سال سے ہم اس کو اپنے مسلک کی اشاعت کے لئے استعمال کر رہے ہیں، لہٰذا اس میں ۱۵۵ ضعیف حدیثوں والی ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی۔

سنی: جناب ''اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے'' آپ کی اس کتاب صلاۃ الرسولؐ پر آپ کے ایک سکالر ڈاکٹر لقمان سلفی صاحب و دیگر علماء اہل حدیث نے جو حاشیے لکھے ہیں اُن میں انہوں نے خود اس حقیقت کی نشاندہی کی ہے۔

غیر مقلد: یہ ڈاکٹر لقمان سلفی کون صاحب ہوتے ہیں؟

سنی: یہ ہندوستان کے بہت مشہور شخص ہیں اب سعودیہ کے دارالحکومت ریاض میں رہتے ہیں۔ اور صلاۃ الرسولؐ پر ان کا یہ حاشیہ دارالداعی ریاض کی طرف سے چھپا ہوا ہے۔

غیر مقلد: اب آپ نے پتے کی بات کی، ہندوستان والے ہر معاملہ میں پاکستان والوں کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ ان کی یہ کاوش بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

سنی: جناب یہ لقمان سلفی صاحب پاکستان کے مختلف سلفی مدارس اور سلفی شخصیات کی مالی معاونت بھی کرتے ہیں، آپ انہیں انڈین پاکستانی زاویہ سے نہ دیکھیں۔ نیز اسی کتاب ''صلاۃ الرسولؐ'' کا ایک حاشیہ جناب عبدالرؤف سندھو صاحب پاکستانی نے ''القول المقبول'' کے نام سے لکھا ہے اور زبیر علی زئی صاحب پاکستانی نے ایک حاشیہ ''تسہیل الوصول'' کے نام سے لکھا ہے۔ اس میں بھی کتاب صلاۃ الرسولؐ کی ضعیف احادیث کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جس سے آپ اندازہ لگا سکیں گے کہ غرباء اہل حدیث کی

طرح امراء اہل حدیث بھی ضعیف حدیثوں کو سینے سے لگاتے ہیں۔لہٰذا اس تناظر میں سب اہل حدیث برابر ہیں۔اور غالباً اسی تناظر میں نماز نبوی کے مقدمہ (ص۲۲) پر صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی کو بھی ان کتابوں میں شمار کیا گیا ہے جن میں ضعیف روایات موجود ہیں۔

انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی
انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی

غیر مقلد: دراصل حکیم سیالکوٹی صاحب کی کتاب ''صلاۃ الرسولؐ'' میں ضعیف حدیثیں آنے کا سبب عبدالرؤف صاحب نے ذکر کیا ہے کہ: ''موصوف جس ماحول میں تھے اس میں صحیح اور ضعیف حدیث میں تمیز بہت کم کی جاتی تھی، اور ضعیف احادیث سے حجت لینے اور ان پر عمل کرنے سے بہت کم اجتناب کیا جاتا تھا'' (القول المقبول ص:۱۴)

نیز تسہیل الوصول کا ناشر لکھتا ہے: ''جس دور میں یہ کتاب لکھی گئی تھی اس دور میں تحقیق وتخریج کے وہ مواقع میسر نہ تھے جو آج کے کمپیوٹرائزڈ ترقی یافتہ دور میں موجود ہیں۔'' (ص:۱۷)

الغرض اس دور میں حدیثوں کا کمپیوٹرائزڈ سلسلہ نہیں تھا لہٰذا یہ تساہل ہو گیا ہوگا لیکن بعد کے مصنفوں نے اس بات کا بہت خیال رکھا۔

سنی: یہاں مجھ سے پہلے ہر غیر مقلد کو سوال کا یہ حق پہنچتا ہے جنہوں نے سیالکوٹی صاحب کی اندھی تقلید میں بلا تحقیق اُن پر اعتماد کر کے اس کتاب پر عمل کیا اُنہیں کیا معلوم کہ اس میں (۱۵۵) ضعیف حدیثوں پر بھی عمل کرایا جا رہا ہے۔نیز جو غیر مقلد انہی ضعیف حدیثوں پر عمل کرتے ہوئے مر چکے ہیں ان کی نمازوں کا کیا بنے گا؟ جبکہ انہیں تو یہ باور کرایا گیا تھا کہ اس کتاب میں صحیح حدیثیں ہیں اور ضعیف حدیثوں پر عمل کرنا صرف حنفیوں کا کام ہے انہیں کیا معلوم کہ اپنا آنگن بھی ضعیف حدیثوں سے بھرا ہوا ہے؟

غیر مقلد : رات گئی بات گئی۔ آپ پرانے دور کی باتیں نہ کریں۔ نئے دور کے مصنفین نے ایسا نہیں کیا، لہٰذا آپ سب اہل حدیثوں پر ایک ہی حکم نہ لگائیں۔

سنی : تو کیا آپ نے صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی کی اشاعت بند کردی ہے؟ یا اُس کتاب میں سے متعلقہ ضعیف حدیثیں نکال دی ہیں؟ یا اُن ضعیف حدیثوں پر عمل بند کر دیا ہے؟ یا جن لوگوں کے پاس یہ کتاب موجود ہے اُنکو اسکے مطالعے اور اسپر عمل کرنے سے روک دیا ہے؟ جب ایسا نہیں کیا تو غلط فہمی اور سوال اپنی جگہ قائم ہے۔ نیز آپ کے علم میں اضافہ کے لئے عرض ہے کہ انہی سکہ بند (۱۵۵) ضعیف حدیثوں کا موازنہ آپ کی جدید کتابوں سے کیا تو واضح ہوا کہ ان میں سے درج ذیل تقریبی تعداد آپکی ان کتابوں میں بھی موجود ہے۔

(۱) ''صلاۃ المصطفیٰ ؐ'' از شیخ الحدیث جانباز صاحب میں ان میں سے (۵۰) ضعیف حدیثیں موجود ہیں۔

(۲) ''قد قامت الصلاۃ'' از خواجہ محمد قاسم میں ان میں سے (۱۹) ضعیف حدیثیں موجود ہیں۔ اِس کتاب کی بابت زبیر علی زئی صاحب بھی نماز نبوی کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: اس کتاب میں بھی ضعیف و مردود روایات آ گئی ہیں۔ (ص ۲۳)

(۳) ''کتاب الصلاۃ'' از اقبال کیلانی میں ان میں سے (۱۱) ضعیف حدیثیں ہیں۔

(۴) ''رسول اکرم ﷺ کی نماز'' از مولانا اسماعیل سلفی میں ان میں سے (۱۱) ضعیف حدیثیں موجود ہیں۔

(۵) نماز نبوی میں بھی ان میں سے گیارہ ضعیف حدیثیں درج کی گئی ہیں۔

واضح رہے کہ ان (۱۵۵) حدیثوں کے علاوہ جو نئی ضعیف حدیثیں ان کتابوں میں ہیں وہ ان کے علاوہ ہیں۔ جبکہ ان سب کتابوں میں یہ باور کرایا گیا ہے کہ یہ کتاب

صحیح حدیثوں پر مشتمل ہے۔ الغرض معلوم ہوا کہ قدیم وجدید اہل حدیث، امیر اور غریب اہل حدیث سبھی ضعیف حدیثوں کو سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔ اور یہ سب کچھ ان کی اپنی تحریروں اور حاشیوں کی روشنی میں ہے۔

نرالے ہیں زمانے سے یہ سلفی مجتہد سارے
احادیث ضعیفہ سے خود استدلال کرتے ہیں
اگر کوئی دوسرا اپنائے ایسی ہی روایت کو
تو اس کے سب دلائل کا یہ استحصال کرتے ہیں

غیر مقلد: میں بڑے افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ ان نوجوان حاشیہ نگاروں نے اپنے علم کی دھاک بٹھانے کے لئے سیالکوٹی صاحبؒ کی صلاۃ الرسولؐ پر ایسے حاشیے لکھ کر مسلک اہل حدیث کے سربستہ راز فاش کر دیئے ہیں۔ اور ہمیں فائدہ کی بجائے الٹا نقصان ہوا اور بدنامی اٹھانی پڑی ہے۔

نہ شکوہ مجھکو اپنوں سے نہ شکوہ مجھکو غیروں سے
مجھے شکوہ ہے مالی سے چمن جس نے اُجاڑا ہے

سنی: تو کیا اس نقصان اور بدنامی کا اندازہ ان حاشیہ نگاروں کو نہیں تھا؟

غیر مقلد: ''ہر بات بتانے کی نہیں ہوتی'' ہمارے حلقے میں صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی کی مارکیٹ مانگ کو دیکھتے ہوئے شاید ان نوجوانوں نے اپنا کاروبار چمکانے کے لئے اس پر حاشیے لکھے اور ''صلاۃ الرسولؐ '' سیالکوٹی کے نام پر ان کی مارکیٹنگ کی، جب عبدالرؤف صاحب کا پہلا حاشیہ ہاتھوں ہاتھ نکلا تو ان حاشیوں کی لائین لگ گئی، اور ایک ہی کتاب پر تین حاشیے معرض وجود میں آ گئے۔

سنی: آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟ یہ تین حاشیے تو آپ کے اپنے لوگوں نے لکھے

ہیں۔ اگر کسی حنفی نے اس کتاب پر حاشیہ لکھ دیا تو پتہ نہیں ضعیف حدیثوں کی تعداد (۱۵۵) سے بڑھ کر کتنی زیادہ ہو جائے گی۔

غیر مقلد: ایسا نہ کیجیئے گا ہم تو ابھی تک اپنوں کے وار برداشت نہیں کر سکے۔

دھوکا دہی x 9 = ؟

سنی : کیا آپ سمجھتے ہیں کہ سیالکوٹی صاحب نے جان بوجھ کر ضعیف حدیثوں کو بیان کیا اور اُن کے ضعیف ہونے کی وضاحت نہیں کی۔

غیر مقلد : میں نہیں سمجھتا کہ ایسا ہو، چونکہ نماز نبوی کے (ص ۲۸) پر لکھا ہے کہ امام مسلم فرماتے ہیں: ''جو شخص ضعیف حدیث کے ضعف کو جاننے کے باوجود اس کے ضعف کو بیان نہیں کرتا تو وہ اپنے اس فعل کی وجہ سے گناہ گار اور عوام الناس کو دھوکا دیتا ہے''۔

سنی: لیکن صلاۃ الرسول کے حاشیہ نگار سندھو صاحب نے تو سیالکوٹی صاحب پر سخت گرفت یوں کی ہے کہ: ''تاہم اس مقام پر جو بات قابل مؤاخذہ ہے وہ یہ ہے کہ ان ضعیف احادیث میں سے بعض ایسی احادیث بھی ہیں جن کے ضعیف ہونے کی صراحت خود اُن کتب میں موجود ہے جن کے حوالے سے اُن کو ذکر کیا گیا ہے، ملاحظہ ہوں درج ذیل حدیثیں۔ ۱۶، ۸۸، ۹۵، ۱۱۰، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۴، ۲۴۸، ۲۵۷۔ لیکن موصوف نے اُن کو ذکر کرتے وقت اُن کے ضعف کی طرف اشارہ تک بھی نہیں کیا اور یہ محققین کے نزدیک جائز نہیں''۔ (القول المقبول ص ۱۴، ۱۵)

اب تم بتاؤ کہ نماز نبوی میں تو ایک حدیث کا تذکرہ ہے جبکہ یہاں تو سندھو صاحب نے نو حدیثیں گنوا دیں اب امام مسلم کے تبصرے کو ۹ سے ضرب دیدیں۔ اس صورتحال میں صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹیؒ پر بطور خاص اور دیگر اہل حدیثوں پر عموماً کیونکر اعتماد کیا جا سکتا ہے؟

غیر مقلد: یہ تو بڑی ہی بھیانک صورتحال ہے، جو میرے لئے ایک انکشاف سے کم نہیں۔ اس صورتحال میں اہل حدیث مصنفوں پر میرا اعتماد مجروح ہوا ہے اور میرے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے۔ البتہ اِس اِنکشاف پر میں سندھو صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

سنی: یہ آپ کے ذاتی تاثرات ہیں میں تو یہی کہہ سکتا ہوں:

رہِ حیات میں جو بھٹک رہے ہیں ہنوز
بزعم خویش وہ اٹھے ہیں رہبری کے لیے

ضعیف نوازی کا پس منظر:

اچھا یہ بتائیے کہ دس سال پہلے تک کے غیر مقلد ضعیف حدیث کی بابت نرم گوشہ رکھتے تھے اور اُنہیں اِس بارے میں زیادہ شعور نہ تھا کیا اب یہ شعور بیدار ہونا شروع ہوا ہے؟

غیر مقلد: ہرگز نرم گوشہ نہیں تھا، بھلا آپ نے اتنی بڑی بات کس بناء پر کہہ دی؟

سنی: ۲۰۰۰ء میں صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی کے غیر مقلد حاشیہ نگار سندھو صاحب لکھتے ہیں: مؤلف رحمہ اللہ نے اس کتاب میں متعدد ضعیف حدیثیں بھی ذکر کر دی ہیں، دراصل موصوف جس ماحول میں تھے اس میں صحیح اور ضعیف حدیث میں تمیز بہت ہی کم کی جاتی تھی اور ضعیف احادیث سے حجت لینے، استدلال کرنے اور ان پر عمل کرنے سے بہت کم اجتناب کیا جاتا تھا۔ اس لیے انہیں ہم اس بارے میں معذور سمجھتے ہیں۔

(القول المقبول ص:۱۴)

سیالکوٹی صاحب کی یہ کتاب تا حال پڑھی جارہی ہے اور غیر مقلد اس پر عمل پیرا ہیں گویا یہ سب لوگ ضعیف احادیث سے استدلال کرنے اور ان پر عمل کرنے میں بہت کم اجتناب کرتے ہیں، لیکن اُنہیں معذور کیوں سمجھا جارہا ہے؟ کیا اس لئے کہ وہ آپکے اپنے

غیر مقلد ہیں؟ نیز سندھو صاحب کی اس نشاندہی کے بعد کیا صلاۃ الرسول سیالکوٹی کی اشاعت روک دی گئی؟ کیا لوگوں نے اُسے اپنے گھروں سے نکالدیا؟ کیا اس کا پڑھنا اوراس پر عمل کرنا بند کر دیا؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ ضعیف حدیثوں سے استدلال اوران پر عمل کا سلسلہ تا حال جوں کا توں جاری وساری ہے۔

غیر مقلد: مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ ان سلفی حاشیہ نگاروں نے مسلک اہل حدیث کے سربستہ راز فاش کر کے مسلک اہل حدیث کی کونسی خدمت کی ہے؟ انہوں نے اپنی کمزوریاں بتا کر اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے شاید وہ بھول گئے کہ اُن کا آشیانہ بھی اسی شاخ پر ہے جسے وہ کاٹ رہے ہیں۔

سنی: تمہاری تحریک اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا

الغرض سیالکوٹی صاحبؒ کی صلاۃ الرسولؐ تمہارے مسلک کی وہ کتاب ہے جس کی اہمیت وافادیت کا ڈھنڈورہ آج تک پیٹا جا رہا ہے حتی کہ ۲۰۰۵ء میں اُسے زیادہ معتبر اورخرابیوں سے مبرّا، مایۂ ناز اور بے نظیر کتاب قرار دیا گیا ہے (تسہیل الوصول ص ۱۷، القول المقبول ص ۱۱) جب اس کا یہ حال ہے تو انہی کے ماحول میں لکھی جانے والی دوسری کتابوں کا کیا حال ہو گا؟ چونکہ بقول سندھو صاحب اس ماحول میں ضعیف احادیث سے بہت کم اجتناب کیا جاتا تھا اور یہ سب کتابیں چونکہ آج تک پڑھی جا رہی ہیں لہٰذا یہ سب غیر مقلد ضعیف حدیث سے بہت کم اجتناب کرتے ہیں۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا
(میرے باغ کو دیکھ کر میرے موسم بہار کا اندازہ خود ہی کرلو)

غیر مقلد: وہ تو ہو ہی گیا ہے۔ کوئی کسر باقی رہ گئی ہے؟

نہ شکوہ مجھکو اپنوں سے نہ شکوہ مجھکو غیروں سے
مجھے شکوہ ہے مالی سے چمن جس نے اُجاڑا ہے

ضعیف حدیث اور شواہد

غیر مقلد :بعض ضعیف حدیثوں کی بابت تو میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے علماء شواہد کی بناء پر ان ضعیف حدیثوں پر عمل کر لیتے ہیں۔

سنی : میرے بھولے بھائی! صرف صلاۃ الرسول سیالکوٹی میں سندھو صاحب اور زبیر علی زئی صاحب نے تقریباً ساٹھ ساٹھ مقامات پر شواہد کا ذکر کیا ہے جبکہ لقمان سلفی صاحب نے پندرہ حدیثوں کے شواہد کا ذکر کیا ہے سوال یہ ہے کہ کیا سیالکوٹی صاحب کے زمانہ میں یہ شواہد موجود نہیں تھے کہ انہوں نے تو ذکر نہ کیا اب دس سال کے اندر اندر شواہد کا اتنا بھرپور ذکر ہونے لگا؟

غیر مقلد : آپ کو اس پر کیا اعتراض ہے؟ ہماری کتاب تسہیل الوصول میں رفع یدین کی ایک ضعیف حدیث کو صحیح ثابت کرنے کیلئے لکھا ہے کہ: ''اصول حدیث کا یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ جو روایت شواہد کے ساتھ صحیح ثابت ہو جائے اسے صحیح ہی تسلیم کیا جاتا ہے'' (ص ۱۹۵)۔

سنی :محترم! مسئلہ کی حد تک تو یہ ایک حقیقت ہے، لیکن تمہارے مصنفین اور حاشیہ نگاروں نے کتنی ہی علمی حقیقتوں کا خون کیا ہے؟

غیر مقلد : آپ نے تو مجھے چونکا دیا، بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ اس کی وضاحت کریں۔

سنی : تحقیق و ریسرچ کا دعویٰ تم لوگ کرتے ہو اور وضاحتیں ہم سے مانگتے ہو: صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹیؒ صاحب کی ضعیف حدیثوں کی بابت سندھو صاحب اور زبیر صاحب نے تقریباً ساٹھ جگہوں پر شواہد کا ذکر کیا ہے ان میں سے چھبیس حدیثوں کو ایک حاشیہ نگار

شواہد کی بناء پر صحیح کہتا ہے تو دوسرا حسن کہتا ہے جبکہ ان میں سے چوبیس حدیثوں کو ایک حاشہ نگار شواہد کی بناء پر صحیح یا حسن کہتا ہے تو دوسرا ضعیف کہتا ہے صرف دس حدیثوں میں ان کا اتفاق ہے۔ زیادہ تفصیل میں جانے سے پہلے آپ یہ بتائیں کہ ان پچاس مقامات پر اصول حدیث کا یہ متفقہ فیصلہ غیر متفقہ کیوں ہو گیا؟ نیز شواہد کی بناء پر حدیث کو صحیح تسلیم کرنے کی بجائے اس اصول کو مسترد کیوں کیا گیا؟

وہ کہ جو اپنی ہی منزل سے نہیں ہیں واقف
منزلِ ملتِ آشفتہ کے نگران ہونگے

غیر مقلد: آپ نے تو بڑی گہری تحقیق کی ہے، میری توجہ تو کبھی اس طرف نہیں گئی۔ آپ ذرہ اس بات کی مزید وضاحت کریں۔

سنی: ملاحظہ کیجئے ان چھبیس مقامات کی فہرست جن کو ایک حاشیہ نگار شواہد کی بناء پر صحیح کہتا ہے تو دوسرا اسے صحیح ہی تسلیم کر لینے کی بجائے حسن قرار دیتا ہے:

۲۶ تضاد صحیح اور حسن مع شواہد

(ص= صحیح　ص+ شواهد= صحیح مع شواہد　ح= حسن　ح غ= حسن لغیرہ)

(ص= صحیح　ص+ شواهد= صحیح مع شواہد　ح= حسن　ح غ= حسن لغیرہ)

نمبر	نام راوی	صلاۃ الرسول سیالکوٹی	حاشیة لقمان سلفی		القول المقبول		تسهيل الوصول	
	(رضي الله عنه)	صفحه	حکم حدیث	صفحه	حکم حدیث	صفحه	حکم حدیث	صفحه
۱	—	۵٦	ص	۲۱	ص+ شواهد	۸۸	ح غ + شواهد	٤٤
۲	—	۵۹	ص	۲۳	ص+ شواهد	۹۵	حسن+ شواهد	٤٦
۳	ميمونة	٦۱	ص	۲۵	ص+ شواهد	۱۰۵	ح	٤۹
٤	—	۸۲	ص	٤۰	ص+ شواهد	۱٦۹	ح غ + شواهد	٦۵
۵	—	۸۳	ص+شواهد	٤۱	ص+ شواهد	۱۷۳	حسن+ شواهد	٦۷
٦	أبودرداء	۸۹	ص	٤۵	ص+ شواهد	۱۸۵	حسن+ شواهد	۷۲
۷	بلال	۱۰٤	ح	۵٦	ص+ شواهد	۲۰۵	ص+ شواهد	۸۱
۸	زيد	۱۱۸	ص	٦٦	ص+ شواهد	۲۲٤	ح	۹۲
۹	—	۱۱۹	ح+ص	٦۷	ص+ شواهد	۲۲۵	ص	۹٤

(ض=ضعیف ص+ شواهد= صحیح مع شواہد ح=حسن ح+ شواهد= حسن مع شواہد)

نمبر	نام راوی (رضي الله عنه)	صلاۃ الرسول سیالکوٹی	حاشية لقمان سلفي		القول المقبول		تسهيل الوصول	
		صفحه	حكم حديث	صفحه	حكم حديث	صفحه	حكم حديث	صفحه
١	أنس	٣٦	ض	٩	ض	٥٣	ح غ + شواهد	٣١
٢	—	٥٣	ض	١٩	ص+ شواهد	٧٣	ص	٤١
٣	—	٥٥	ض	٢٠	حسن+ شواهد	٨٠	حسن+ شواهد	٤٤
٤	أبوهريرة	٦٠	ص	٢٤	ص+ شواهد	١٠٢	ض	٤٩
٥	عائشة	٧٧	ض	٣٧	ص	١٥٥	ح غ + شواهد	٦١
٦	أبوامامة	٧٨	ض	٣٧	ص+ شواهد	١٦٣	حسن+ شواهد	٦١
٧	—	١٣٦	ض	٧٨	ص+ شواهد	٢٤٧	حسن+ شواهد	١٠٥
٨	—	١٣٦	ض	٧٨	ص+ شواهد	٢٤٩	ض+ح لغيره	١٠٥
٩	—	١٣٨	سند ضعيف	٨٠	سند ضعيف	٢٥٦	ح غ + شواهد	١٠٧
١٠	ابن مسعود	١٥١	ض	٨٨	ص+ شواهد	٢٨١	ص+ شواهد	١١٨
١١	—	١٢٨	ض	١٠٠	حسن+ شواهد	٣٠٨	حسن لغيره	١٣٢
١٢	عمروبن شعيب	٢٠٧	ض	١٢٨	حسن+ شواهد	٣٧٦	حسن+ شواهد	١٧٩
١٣	جابر	٢١٥	ح	١٣٥	حسن+ شواهد	٣٨٩	ض	١٨٥
١٤	—	٢١٧	ص+ شواهد	١٣٦	ص+ شواهد	٣٩٦	ض	١٨٦
١٥	ابن مسعود	٢٥٢	ص+ شواهد	١٦٠	ص+ شواهد	٤٣٣	ض	٢١٨
١٦	ابن مسعود	٣٢٠	ص	٢٠١	ص+ شواهد	٥١٨	ض	٢٥٨

☆ اب ملاحظہ کریں کہ ۲۰۰۰ء میں سندھو صاحب نے اس فہرست کی درج ذیل ۱۸ حدیثوں کو صحیح مع شواہد کہا، تو اصول حدیث کے متفقہ مسئلہ کے مطابق انہیں صحیح ہی تسلیم کر لینے کی بجائے ۲۰۰۵ء میں زبیر صاحب نے انہیں حسن یا حسن لغیرہ کہا:

(۱،۲،۳،۴،۵،۶،۸،۱۰،۱۱،۱۲،۱۳،۱۵،۱۸،۱۹،۲۱،۲۳،۲۴،۲۵)۔

☆ درج ذیل گیارہ حدیثیں ۲۰۰۰ء میں سندھو صاحب کے بقول شواہد کی بناء پر صحیح ٹھہریں جبکہ ۲۰۰۳ء میں لقمان صاحب نے انہیں بلاشواہد صحیح قرار دیا اور ۲۰۰۵ء میں

زبیر صاحب نے اصول حدیث کے متفقہ مسئلہ کے مطابق انہیں صحیح ہی تسلیم کر لینے کی بجائے حسن یا حسن لغیرہ قرار دیدیا۔ (۱،۲،۳،۴،۶،۸،۱۰،۱۵،۱۸،۲۴،۲۵)۔

☆ درج ذیل چار حدیثوں کو ۲۰۰۰ء میں سندھو صاحب نے شواہد کی بناء پر صحیح کہا، ۲۰۰۳ء میں لقمان صاحب نے انہیں صحیح ہی تسلیم کر لینے کی بجائے حسن قرار دیا جبکہ ۲۰۰۵ء میں زبیر صاحب نے پھر انہیں صحیح قرار دیدیا۔ (۷،۱۷،۲۰،۲۲)۔

یہاں اصول حدیث کا متفقہ مسئلہ قدم قدم پر غیر متفق کیوں ہو رہا ہے؟ اور شواہد کی بناء پر صحیح ثابت ہونے والی حدیث کو کیوں صحیح ہی تسلیم نہیں کیا گیا؟

الغرض تمھاری نماز کی ان کتابوں میں صرف یہی خرابی نہیں کہ وہ باہمی تضاد اور اختلاف سے بھری ہوئی ہیں بلکہ انمیں ہر شخص اپنے تئیں مجتھد مان کر اپنی ہی کہے جا رہا ہے۔ نتیجۃً جو بھی قاری اپنے ہوش وحواس حاضر رکھ کر تمھاری ان کتابوں کا مطالعہ کریگا اسے غیر یقینی صورتحال اور مشکوک مسلک کا سامنا کرنا پڑیگا۔

غیر مقلد : یہ تو عجیب بات ہے کہ شواہد کی بناء پر احادیث کو صحیح قرار دینے سے متعلق اصول حدیث کے متفقہ مسئلہ کو تو ہمارے اپنے ہی علماء نے الجھا دیا۔

سنی :اسی پر بس نہیں ذیل میں آپ کو ان چوبیس حدیثوں کی فہرست پیش کرتا ہوں جنہیں ایک حاشیہ نگار شواہد کی بناء پر صحیح یا حسن کہتا ہے تو دوسرا ضعیف کہتا ہے۔ ایک ہی مسلک کے تین حاشیہ نگاروں کی باہمی خانہ جنگی کی جھلک ملاحظہ ہو:

☆ آپ ملاحظہ کریں کہ اس فہرست کی درج ذیل پانچ حدیثوں کو سندھو صاحب نے ۲۰۰۰ء میں اور لقمان صاحب نے ۲۰۰۳ء میں شواہد کی بناء پر صحیح قرار دیا لیکن ۲۰۰۵ء میں خود زبیر اٹکی صاحب نے اپنے ہی بیان کردہ اصول حدیث کے متفقہ مسئلہ کی رو سے انہیں صحیح ہی تسلیم کرنے کی بجائے ضعیف قرار دیا۔ نمبر ۴،۱۴،۱۵،۱۶،۱۷۔

۲۴ تضاد صحیح، حسن (مع شواہد) اور ضعیف

(ض=ضعیف　ص+ شواهد= صحیح مع شواہد　ح=حسن　ح+ شواهد= حسن مع شواہد)

نمبر	نام راوی (رضي الله عنه)	صلاة الرسول سيالكوٹی	حاشية لقمان سلفی		القول المقبول		تسهيل الوصول	
		صفحه	حكم حديث	صفحه	حكم حديث	صفحه	حكم حديث	صفحه
١	أنس	٣٦	ض	٩	ض	٥٣	ح غ + شواهد	٣١
٢	—	٥٣	ض	١٩	ص+ شواهد	٧٣	ص	٤١
٣	—	٥٥	ض	٢٠	حسن+ شواهد	٨٠	حسن+ شواهد	٤٤
٤	أبوهريرة	٦٠	ص	٢٤	ص+ شواهد	١٠٢	ض	٤٩
٥	عائشة	٧٧	ض	٣٧	ص	١٥٥	ح غ + شواهد	٦١
٦	أبوامامة	٧٨	ض	٣٧	ص+ شواهد	١٦٣	حسن+ شواهد	٦١
٧	—	١٣٦	ض	٧٨	ص+ شواهد	٢٤٧	حسن+ شواهد	١٠٥
٨	—	١٣٦	ض	٧٨	ص+ شواهد	٢٤٩	ض+ح لغيره	١٠٥
٩	—	١٣٨	سند ضعيف	٨٠	سند ضعيف	٢٥٦	ح غ + شواهد	١٠٧
١٠	ابن مسعود	١٥١	ض	٨٨	ص+ شواهد	٢٨١	ص+ شواهد	١١٨
١١	—	١٢٨	ض	١٠٠	حسن+ شواهد	٣٠٨	حسن لغيره	١٣٢
١٢	عمروبن شعيب	٢٠٧	ض	١٢٨	حسن+ شواهد	٣٧٦	حسن+ شواهد	١٧٩
١٣	جابر	٢١٥	ح	١٣٥	حسن+ شواهد	٣٨٩	ض	١٨٥
١٤	—	٢١٧	ص+ شواهد	١٣٦	ص+ شواهد	٣٩٦	ض	١٨٦
١٥	ابن مسعود	٢٥٢	ص+ شواهد	١٦٠	ص+ شواهد	٤٣٣	ض	٢١٨
١٦	ابن مسعود	٣٢٠	ص	٢٠١	ص+ شواهد	٥١٨	ض	٢٥٨
١٧	—	٣٣٢	ص+ض	٢١٠	ض+ص+شواهد	٥٣٦	ض	٢٧١
١٨	—	٣٩١	ص	٢٥٠	ض	٦٢٢	حسن+ شواهد	٣١٩
١٩	كثير	٤١١	ض+	٢٦٦	ض+	٦٧٢	ص+ شواهد	٣٣٨
٢٠	—	٤٢٠	ض	٢٧٣	ض	٦٨٥	حسن+ شواهد	٣٤٤
٢١	—	٤٤٢	ض	٢٨٩	ص+ شواهد	٧٢١	حسن+ شواهد	٣٦١
٢٢	—	٤٤٢	ض+	٢٨٩	ض	٧٢٢	ض+ح غ+شاهد	٣٦١
٢٣	—	٤٦٠	ص	٣٠٤	حسن+ شواهد	٧٥٨	ض	٣٧٤
٢٤	—	٤٦٣	حسن+ شواهد	٣٠٦	حسن+ شواهد	٧٦١	ض	٣٧٥

یہاں ہر شخص کو بجا طور پر سوال کا حق ہے کہ جو شواہد ۲۰۰۳ء تک معتبر تھے وہ ۲۰۰۵ء میں کیونکر غیر معتبر ہو گئے؟ نیز یہ کہ شواہد کی بناء پر احادیث کو صحیح تسلیم کرنے کا متفقہ مسئلہ ۲۰۰۵ء میں غیر متفق کیوں ہو گیا؟ نیز تسہیل الوصول کے مرتب شواہد کے حوالے سے جو مسئلہ دوسروں کو منوانا چاہتے تھے انہوں نے خود ہی اس کو مسترد کیوں کر دیا؟

☆ ذیل میں وہ تین حدیثیں ہیں جن کو سندھو صاحب نے ۲۰۰۰ء میں شواہد کی بناء پر حسن قرار دیا اور ۲۰۰۳ء میں لقمان صاحب نے انہیں صحیح یا حسن قرار دیا لیکن زبیر علی زئی صاحب نے ۲۰۰۵ء میں تمام شواہد کو نظر انداز کرتے ہوئے انہیں ضعیف قرار دیا۔ نمبر ۱۳، ۲۳، ۲۴۔

☆ ذیل کی ۹ حدیثوں کو سندھو صاحب نے ۲۰۰۰ء میں شواہد کی بناء پر صحیح یا حسن قرار دیا اور اصول حدیث کے متفقہ اصول کے مطابق انہیں صحیح یا حسن تسلیم کرنے کی بجائے ۲۰۰۳ء میں لقمان صاحب نے انہیں ضعیف قرار دیا اور ۲۰۰۵ء میں زبیر علی زئی صاحب نے انہیں پھر صحیح یا حسن قرار دیا۔ نمبر: ۲، ۳، ۵، ۶، ۷، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲۔

۲۰۰۰ء میں جو شواہد معتبر تھے ۲۰۰۳ء میں وہ غیر معتبر کیوں ہو گئے؟ اور پھر ۲۰۰۵ء میں نئے سرے سے وہ معتبر ہو گئے؟

☆ ذیل کی پانچ حدیثوں کو ۲۰۰۰ء میں سندھو صاحب نے اور ۲۰۰۳ء میں لقمان صاحب نے ضعیف قرار دیا گویا ۲۰۰۳ء تک آپ کے علماء کو ان کے شواہد نہ ملے تھے کہ یکا یک ۲۰۰۵ء میں زبیر علی زئی صاحب نے انہیں شواہد کی بناء پر صحیح یا حسن قرار دے دیا۔ نمبر ۱، ۹، ۱۹، ۲۰، ۲۲۔

یہاں ہر شخص کو سوال کا حق حاصل ہے کہ ۲۰۰۳ء تک شواہد کی عدم دستیابی کی بناء پر ان پانچ حدیثوں کو ضعیف قرار دینا معتبر ہے یا ۲۰۰۵ء میں شواہد کی بناء پر ان کو صحیح یا

حسن کہنا معتبر ہے؟ بیچارہ غیر مقلد کس حاشیہ نگار کی تقلید کرے؟

اب تم ہی کہو کس کی صدا دل کی صدا ہے؟

☆ ذیل کی پندرہ حدیثوں کو ۲۰۰۳ء میں لقمان سلفی صاحب نے ضعیف قرار دیا لیکن ۲۰۰۵ء میں زبیر صاحب نے شواہد کی بناء پر انہیں صحیح یا حسن قرار دیا۔ نمبر: ۱، ۲، ۳، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲۔

ان میں سے غیر مقلدین کا صحیح ترجمان کون ہے؟

☆ ذیل میں ان سات حدیثوں کے نمبر ہیں جنہیں ایک عالم شواہد کی بناء پر صحیح کہتا ہے دوسرا حسن کہتا ہے اور تیسرا ضعیف کہتا ہے۔ نمبر ۵، ۶، ۷، ۸، ۱۸، ۲۱، ۲۳۔

اب آپ ہی بتائیں کہ اِن حدیثوں کو شواہد کی بنا پر صحیح مانیں گے یا شواہد کی بنا پر حسن کہیں گے یا ان شواہد کو نظر انداز کر کے انہیں ضعیف قرار دیں گے؟

دل فریبوں نے کہی جس سے نئی بات کہی
ایک سے دِن کہنا اور دوسرے سے رات کہی

الغرض اب آپ سمجھے شواہد کی سیاست، جس کی آڑ میں تم نے پیارے نبی ﷺ کی احادیث مبارکہ کو بازیچۂ اطفال بنا رکھا ہے، اصول حدیث کے اس مسئلہ کا یہ مقصد تو نہیں تھا کہ اس کی بناء پر مسلک کی سیاست کی جائے کہ تمہارا جو مولوی جب چاہے کسی حدیث کو ضعیف کہہ دے، جب چاہے شواہد کی بناء پر حسن کہہ دے اور جب چاہے اسے شواہد کی بناء پر صحیح کہہ دے، اور تم بھولے لوگوں نے تو تحقیق و ریسرچ کے نام پر ایسے مولویوں کی اندھی تقلید ہی کرنی ہے، انہیں داد دینی ہے اور ان کا دفاع کرنا ہے۔ تمھیں کیا پتہ کہ شواہد کیا چیز ہے؟ اور وہ شواہد کہاں ہیں؟ اور کون کون سے ہیں؟ لیکن تم ہی مختصرا یہ بتاؤ کہ ان حالات میں مندرجہ بالا حدیثوں کو صحیح یا حسن سمجھ کر ان پر عمل

کرو گے یا ضعیف سمجھ کر ان کو چھوڑ دو گے؟ نیز جب تمہارے بڑے بڑے علماء کی ریسرچ کا یہ معیار ہے تو ان پڑھ جاہل غیر مقلد کی ریسرچ کا معیار کیا ہو گا؟

موج ہوا سے ٹوٹ کر کہتے ہیں بلبلے
اتنی سی زندگی میں نہ پھولا کرے کوئی

غیر مقلد :ہمیں تو باور کرایا گیا تھا کہ مقلد لوگ تحقیق و ریسرچ نہیں کرتے، آج تو صورتحال بالکل الٹ ثابت ہو رہی ہے کہ آپ کی ریسرچ ہم سے کہیں زیادہ ہے اور ہم جو ریسرچ کے دعویدار ہیں ہمیں تو اپنے ہی مصنفوں اور حاشیہ نگاروں کے داؤ پیچ کی خبر نہیں، الغرض شواہد کے حوالے سے آپ نے بالکل نئے گوشوں سے پردہ اٹھایا ہے۔

اِدھر سلفی اُدھر سلفی کِسے مانیں کِسے چھوڑیں
اِسے مانا نہیں جاتا اُسے چھوڑا نہیں جاتا

سنی :تمہارے علماء نے صرف ضعیف حدیثوں کا سہارا لینے کیلئے ہی شواہد کو بطور پردہ استعمال نہیں کیا بلکہ تمہارا مسلک ہی بند گوبھی کے پردے ہیں کوئی شخص اس کا بیرونی پردہ اتار کر بقیہ پردوں کو استعمال کر لیتا ہے تو کوئی تحقیق و ریسرچ کے نام پر اس کا دوسرا یا تیسرا پردہ بھی اتار کر بقیہ پردوں کو قبول کر لیتا ہے، لیکن اگر تم اس کے سارے پردے بھی اتار لو تو تمہیں اندر سے پردوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ملے گا۔

غیر مقلد :اپنے علماء کی کتابیں پڑھ کر ہم تو بڑے خوش ہوتے تھے کہ حدیث شریف کی بابت ان کی معلومات بڑی گہری ہیں اور ہر حدیث کے شواہد پر ان کی وسیع نظر ہے لیکن مندرجہ بالا صورتحال دیکھ کر تو ہمیں بہت مایوسی ہوئی ہے۔

افسوس کہ یہ سزا غیروں سے نہیں اپنوں سے ملی ہے۔

جو پھول کل تک سکون دل تھے انہیں سے شعلے برس رہے ہیں
کہ جو مناظر تھے روح پرور وہ ناگ بن بن کے ڈس رہے ہیں

صلوۃ الرسولؐ کے مختلف حاشیے

سنی: کتاب ''صلاۃ الرسول'' کے حاشیے نت نئے انداز میں چھپ کر سامنے آ رہے ہیں ،اس صورتحال کے پس منظر پر روشنی ڈالیں گے؟ نیز اب ایک چوتھا حاشیہ بھی لکھ دیں۔خانہ جنگی کے خاتمہ کے لئے۔

غیر مقلد: وہ کیوں؟اور خانہ جنگی کا کیا مطلب؟

سنی :ڈاکٹر لقمان سلفی صاحب نے صلاۃ الرسولؐ کی تقریباً (۱۲۷) حدیثوں کو ضعیف قرار دیا ہے۔ان میں سے (٦٧) احادیث کے ضعیف ہونے پر تو دوسرے دونوں حاشیہ نگاروں سندھو صاحب اور زبیر صاحب نے بھی اتفاق کیا ہے،لیکن خاصی تعداد ایسی بھی ہے جن کو ایک حاشیہ نگار ضعیف کہتا ہے دوسرا صحیح یا حسن کہتا ہے، جس سے بھولا بھالا سیدھا سادھا غیر مقلد پریشان ہے کہ کس کی مانے کس کی چھوڑے؟ ایک کتاب کی ایک ہی حدیث پر ایک ہی مسلک کے تین حاشیہ نگار علیحدہ علیحدہ حکم لگا رہے ہیں۔شاید ایک ہی مسلک کے اِن حاشیہ نگاروں نے یہ طے کر لیا ہے کہ وہ ایک ہی کتاب کی ایک ہی حدیث کی بابت ایک متفقہ رائے قائم نہیں کرینگے۔

ع شد پریشان خواب من از کثرت تعبیر ہا

(مختلف تعبیروں کی وجہ سے میرا خواب پریشان ہو گیا ہے)

لہٰذا ایک متفقہ حاشیہ لکھ کر قارئین کو مطمئن کیوں نہیں کر دیا جاتا؟

غیر مقلد : ایسا کرنا ہمارے لیے بوجوہ مشکل ہے۔نیز ہر بات بتانے کی نہیں ہوتی، ہمارے پاس نماز کے آٹھ دس اختلافی مسائل تو ہیں جن کے اردگرد ہم خود گھوم رہے ہیں اور اپنے لوگوں کو بھی گھما رہے ہیں۔ لوگ ایک حاشیہ پڑھیں گے پھر دوسرا حاشیہ پڑھیں گے پھر تیسرا حاشیہ پڑھیں گے۔اور جب تسلی نہیں ہوگی تو مزید کتابیں خرید

لیں گے اور اندھیرے میں تیر چلائیں گے فتویٰ بازی کریں گے اور ہم ایک طرف بیٹھے تماشہ دیکھیں گے، لطف اندوز ہوں گے اور ہمارے پبلشرز بھی خوش رہیں گے۔

سنی: جب تم ایک مسلک کے لوگ، ایک کتاب کی ایک حدیث کے صحیح، حسن یا ضعیف ہونے پر اتفاق نہیں کر سکے تو امت کو متفق کرنے کا تمہارا نعرہ کس قدر کھوکھلا ہے؟

اب مسئلہ حدیث کا ہے اور معاملہ بیچارے غیر مقلد کا ہے جو اِن مصنفوں کی اندھی تقلیدِ شخصی کے بغیر ایک سانس لینے کا بھی روادار نہیں۔ غریب جائے تو جائے کہاں؟

جن کو حاصل بصیرت نہ نورِ نظر
اُن کے آنگن کا چندنا فریب نظر

غیر مقلد: صلاۃ الرسولؐ کے تینوں حاشیہ نگاروں کا شمار ہمارے مسلک کے ذمّہ دار علماء اور سکالروں میں ہوتا ہے، بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ہی حدیث کی بابت وہ اس قدر متضاد فیصلہ صادر کریں کہ ایک ہی حدیث کو ایک سلفی حاشیہ نگار صحیح کہے دوسرا حسن اور تیسرا ضعیف کہے؟ یہ صرف مخالفین کا پروپیگنڈہ ہے۔

سنی: محترم پروپیگنڈہ نہیں یہ ایک حقیقت ہے۔ دیکھئے (صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی ص ٦٦) پر حضرت علیؓ کی روایت "من ترک موضع شعرة..." کو اسی کتاب کا حاشیہ نگار لقمان سلفی صاحب ضعیف لکھتا ہے (ص ٢٨) جبکہ دوسرا حاشیہ نگار زبیر صاحب اس کو حسن لکھتا ہے (تسہیل الوصول ص ٥٣) اور تیسرا حاشیہ نگار رسندھو صاحب اس کو صحیح لکھتا ہے (القول المقبول ص ١١١)۔ نمونے کیلئے تو اتنا ہی کافی ہے، مگر کیا کیجیے یہاں تو اختلاف کا ایک پورا جنگل موجود ہے اور جنگل میں بھی منگل کا نہیں دنگل کا تسلّی بخش نظارہ کرایا گیا ہے۔

اب آپ بتائیں کہ جب یہ سلفی سکالر ہی ایک حدیث کی بابت اس قدر تضاد کا شکار ہیں تو ایک عام غیر مقلد کیا کرے؟ وہ اسے صحیح یا حسن سمجھ کر اس پر عمل کرے یا

ضعیف سمجھ کر عمل نہ کرے۔ایک مسلک کی ایک کتاب کی ایک حدیث کی بابت ایک ہی مسلک کے علماء میں اس قدر تضاد بیانی اور خانہ جنگی؟

اب تم اپنے موافق یا مخالف کے دلائل میں کسی حدیث کو صحیح کہو یا ضعیف کہو تو اس پر اعتماد کی کوئی گنجائش باقی رہ گئی ہے؟ نیز تمہاری اصل کتابیں تو اس لئے نا قابل اعتماد ہیں کہ ان میں ضعیف حدیثیں ہیں ان کی مرہم پٹی کے لئے تم نے جو حاشیے لکھے وہ باہمی تضاد بیانی کی وجہ سے قابل اعتماد نہیں رہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ اتباع حدیث کے نام پر تم کس حاشیہ نگار کی تقلید شخصی کرتے ہو؟ ہمارے خیال میں ان مصنفین وحاشیہ نگاروں پر اندھا دھند اعتماد کی مقدس گائے کو اب ذبح کر ہی دینا چاہئے۔

کس کا یقین کیجیے کس کا یقین نہ کیجیے
لائے ہیں بزم ناز سے یار! خبر الگ الگ

غیر مقلد : یہ صورتحال ہمارے مسلک کے لیے افسوسناک ہے اور تشویشناک بھی، آج کے لوگ پچاس سال پہلے کے غیر مقلدین کی طرح نہیں جن کی بابت حاشیہ نگار ''القول المقبول'' میں لکھتے ہیں کہ اس دور میں ضعیف سے بہت کم اجتناب کیا جاتا تھا۔(ص ۱۴) آج شعور بیدار ہے، آج کا غیر مقلد ان جیسے حاشیہ نگاروں کے رویّہ سے بیزار ہے، اور شاید اسی وجہ سے ہمارے مسلک کو ریورس گئیر لگ چکا ہے، علم دوست اور دانشور طبقہ ہم سے بچھڑ رہا ہے۔اور ان پر ہماری گرفت کمزور ہوتی جارہی ہے۔ہم اُن کو مطمئن نہیں کر رہے۔

دل کے بھپولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

سنی: صلاۃ الرسولؐ کی ان ضعیف حدیثوں پر جو غیر مقلد اب تک عمل کرتے آئے ہیں ان کی نماز کی بابت کیا فتویٰ صادر کرو گے؟ وہ بیچارے تو عدم تقلید کے نام پر سیالکوٹی

صاحب کی اندھی تقلید کو ہی اپنا علمی مشکل کشا سمجھتے رہے۔

غیر مقلد: پتہ نہیں۔ ع: یہی جواب ہے اس کا کہ کچھ جواب نہیں

سنی: چلو اب صلاۃ الرسولؐ کے نئے ایڈیشنوں سے تو ان ۱۵۵ ضعیف حدیثوں کو نکال دو۔ یا کم از کم اپنے لوگوں کو بتا دو کہ ''صلاۃ الرسولؐ '' کی ان ۱۵۵ ضعیف حدیثوں پر عمل کرنا چھوڑ دیں۔

غیر مقلد: ایک مصنف کی وفات کے بعد اس کی کتاب میں ہم تبدیلی کیسے کر سکتے ہیں؟

سنی: اس کا طریقہ آپ ڈاکٹر لقمان سلفی صاحب سے پوچھ لیں، جنہوں نے صلاۃ الرسولؐ پر حاشیہ کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے کتاب کو عام فہم اور مفید بنانے کے لئے اس میں مختلف تبدیلیاں کی ہیں (ص:۲)۔ نیز صلاۃ الرسولؐ کے دوسرے حاشیہ نگار سندھو صاحب اور زبیر علی زئی صاحب نے بھی صلاۃ الرسولؐ کے اصل نسخے میں تبدیلیاں کی ہیں۔ جب ایسا ہے تو ضعیف حدیثوں کو نکالنے والی تبدیلی کیونکر نہیں ہو سکتی؟

غیر مقلد: کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن ڈاکٹر لقمان سلفی صاحب وغیرہ نے عملاً کونسی تبدیلی کی ہے؟

سنی: (۱) بہت سی تبدیلیوں کے علاوہ ایک تبدیلی یہ ہے کہ پوری کتاب میں سیالکوٹی صاحب نے تقریباً ۲۴۰ مقامات پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے احترام کے طور پر جہاں (حضرت) کا لفظ استعمال کیا تھا وہ ڈاکٹر لقمان سلفی کو ٹھیک نہیں لگا لہٰذا ڈاکٹر صاحب نے ان کے نام سے قبل اس احترام والے لفظ کو پوری کتاب میں سے ختم کر دیا۔

(۲) صلاۃ الرسولؐ ص:۱۵۳ پر اذان کے جفت کلمات کا حوالہ بُخاری، مسلم دیا ہے، چونکہ بخاری و مسلم میں جفت کلمات کا ذکر نہ تھا لہٰذا لقمان سلفی صاحب نے ص:۹۰ پر اور سندھو صاحب نے القول المقبول ص:۲۵۸ پر اصل کتاب سے بخاری و مسلم کا حوالہ ہی حذف کر دیا۔

(۳)صلاۃ الرسولؐ ص:۴۵۸ پر بادل گرجنے کی دعا کا حوالہ بخاری لکھا ہے۔لقمان سلفی صاحب نے ص:۳۰۳ پر بخاری کا نام ہی حذف کر دیا اور حاشیہ میں ادب مفرد کا حوالہ دیدیا جبکہ زبیر علی صاحب نے تسہیل الوصول ص:۲۷۳ پر بخاری کا نام حذف کر کے وہاں ترمذی لکھ دیا۔

(۴)صلاۃ الرسولؐ ص:۳۲۲ پر لکھا ہے: نماز میں مرد کو ناف سے گھٹنے تک اور دونوں کندھے ڈھانکنے ضروری ہیں اور مستورات کو تمام بدن ڈھانکنا ضروری ہے حتی کہ دونوں پاؤں ٹخنوں سے نیچے تک سوائے منہ اور دونوں ہاتھوں کے (بخاری) اس مکمل عبارت کا ثبوت چونکہ صحیح بخاری میں نہیں تھا لہذا زبیر علی صاحب نے تسہیل الوصول ص:۲۶۰ پر اصل کتاب کی عبارت یوں بدل دی: نماز میں مرد کو ناف سے گھٹنے تک (ابوداؤد) (الف) اور دونوں کندھے ڈھانکنے ضروری ہیں۔(بخاری) (ب) اور مستورات کو تمام بدن ڈھانکنا ضروری ہے حتی کہ دونوں پاؤں ٹخنوں سے نیچے تک سوائے منہ اور دونوں ہاتھوں کے (بخاری شریف) (ج)

(۵)صلاۃ الرسولؐ ص:۱۴۶ پر **الصلاۃ لأول وقتھا** کے حوالے میں نسائی موجود ہے،نسائی میں چونکہ یہ حدیث نہیں تھی لہذا زبیر زئی صاحب نے تسہیل ص:۱۱۴ پر نسائی کا لفظ حذف کر دیا۔

(۶)(صلاۃ الرسولؐ ص:۱۳۶) پر نماز کے پچیس لامثال محاسن کا حوالہ صحاح ستہ دیا ہے۔ اِن پچیس میں سے تیرہ حدیثیں صحاح ستہ میں نہیں لہذا زبیر زئی صاحب نے اس سبکی کو مٹانے کیلئے حوالے میں تبدیلی کرتے ہوئے ص:۱۰۸ پر لکھ دیا کہ کتب صحاح وغیرہا۔

(۷)صلاۃ الرسولؐ ص:۴۵۷ پر ایک دعا میں **والتوفیق لما تحبّ وترضی** کا ذکر کر کے ترمذی کا حوالہ دیا ہے۔چونکہ یہ الفاظ ترمذی میں نہیں لہذا زبیر زئی صاحب نے تسہیل ص:۳۷۳ پر اصل کتاب سے **والتوفیق لما تحبّ وترضی** کے الفاظ

ہی حذف کر دیئے۔

(۸) صلاۃ الرسولؐ ص:۴۷۴ پر ایک دعا میں **و ضلع الدّ ین** کے الفاظ ذکر کر کے حصن حصین کا حوالہ دیا ہے۔ چونکہ یہ الفاظ وہاں نہیں ہیں لہذا زبیر زئی صاحب نے تسہیل ص:۳۸۱ پر اصل کتاب سے **و ضلع الدّ ین** کے الفاظ حذف کر دیئے۔

(۹) صلاۃ الرسولؐ ص:۲۹۴ پر لکھا ہے: مسند امام اعظم میں بھی اس دعا کی زیادتی کو نوٹ کر کے بے اصل کہا ہوا ہے۔ حاشیہ لقمان سلفی صاحب ص:۱۸۵ اور حاشیہ سندھو صاحب ص:۴۷۳ پر بھی یہ الفاظ جوں کے توں ہیں مگر زبیر صاحب نے تسہیل ص:۲۴۳ پر عبارت کو یوں بدل دیا: ''مسند امام ابوحنیفہؒ (کے حاشیہ) میں بھی اِس دعا کی زیادتی کو نوٹ کر کے بے اصل لکھا ہوا ہے۔'' انہوں نے مسند امام اعظم کی بجائے مسند امام ابوحنیفہؒ لکھ دیا اور (کے حاشیہ) کا لفظ بڑھا دیا۔

الغرض کسی تفصیلی بحث میں پڑے بغیر بالفرض اگر زبیر صاحب کے خیال میں یہ درستگیاں ہیں تو یہ غلطیاں اس وقت تک قارئین کو پریشان حال رکھیں گی جب تک صلاۃ الرسولؐ اپنی اصل حالت میں چھپ رہی ہے اور لوگوں کے پاس اسکے قدیم نسخے موجود ہیں۔ نیز دوسرے حاشیہ نگاروں کے نسخوں میں تو یہ زبیری تبدیلیاں نہیں کی گئیں، اب صلاۃ الرسولؐ میں یہ ساری تبدیلیاں کیجا چکی ہیں تو ۱۵۵ ضعیف حدیثوں کو اس کتاب میں سے نکالنے والی تبدیلی بھی کر دیجائے تا کہ اِن ضعیف حدیثوں سے غیر مقلد کی جان چھوٹ جائے اور اگر وہ سب تبدیلیاں قبول ہیں مگر یہ تبدیلی نہیں کی جارہی پھر

''کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے''

ہاں اِن ۱۵۵ ضعیف حدیثوں کو صلاۃ الرسولؐ سے نکالنے میں کوئی مسلکی یا تجارتی مجبوری رکاوٹ ہے تو پھر کم از کم اِس کتاب کی پیشانی پر یہ مختصر سی عبارت لکھ دی جائے کہ　**''اِس کتاب میں ۱۵۵ ضعیف حدیثیں موجود ہیں''**

غیر مقلد :ان نو وارد مصنفوں اور حاشیہ نگاروں کی نت نئ تحقیقات اور حرکات نے ہمارا جینا دوبھر کر دیا ہے۔نصف صدی سے جو باتیں سربستہ راز تھیں انہوں نے انکو فاش کر دیا ہے۔اوراس صورتحال میں کمپیوٹرائزڈ تحقیق کا بھی ہاتھ ہے۔متعلقہ پروگرام میں حدیث کے کچھ الفاظ فیڈ کیے تو حدیث کا متن سامنے آگیا دوسری کمانڈ دی تو مصادرِ حدیث سامنے آگئے،تیسری کمانڈ دی تو راوی کی قوت وضعف کا حکم سامنے آگیا،اسی پس منظر میں زبیر علی زئی جیسے افراد بھی مصنف اور حاشیہ نگاروں کی صف میں آکھڑے ہوئے۔ہمارے نعمانی صاحب بڑے جہاندیدہ شخص ہیں میں سمجھتا ہوں کہ تسہیل الوصول ص:۷اپر سخن ناشر کے ضمن میں انہوں نے بڑی خوبصورتی سے اِس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ''اِس دور میں تحقیق وتخریج کے وہ مواقع میسّر نہ تھے جو آجکل کمپیوٹرائزڈ ترقی یافتہ دور میں موجود ہیں''

میں اپنے مسلک کے ذمہ داروں کو یہ تجویز پیش کروں گا کہ صلاۃ الرسولؐ کے اِن تمام حاشیوں پر پابندی لگا دیجائے،اور آئندہ کیلیئے روایتی مسلکی کتابوں پر کسیکو حاشیہ بازی کی اجازت ہی نہ دیجائے۔

سنی: سکھایا تھا تمہی نے قوم کو یہ شور و شر سارا
جو اس کی انتہاء وہ ہیں تو اس کی ابتدا تم ہو

غیر مقلد :تمہارا تجزیہ بجا ہے لیکن جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا۔اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت؟

سنی: اگر تمہارے کھیت چڑیاں چُگ گئی ہیں تو آنے والی نسلیں بزبان حال کہہ رہی ہیں:

مانا کہ تمھاری کھیتی ہوں
کھیتی کا کچھ تو خیال کرو مت اسکو یوں پامال کرو

ضعف بڑھتا گیا (القول المقبول کے تناظر میں)

سنی: ۱۹۸۹ء میں عبدالرؤف سندھو صاحب نے القول المقبول کا پہلا ایڈیشن شائع کیا تو صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی میں ضعیف حدیثوں کی تعداد (۸۴) تھی جس کا تذکرہ انہوں نے صفحہ نمبر ۹ پر کیا ہے۔ دوسرا ایڈیشن چھپا تو صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی میں ضعیف حدیثوں کی تعداد (۱۱۱) ہوگئی، تو کیا اصول حدیث میں کوئی ایسا قانون ہے جس کی رو سے ہر چند سال بعد صحیح حدیثیں ضعیف ہونے لگ جاتی ہیں؟

غیر مقلد: محترم سندھو صاحب نے القول المقبول صفحہ۴ پر اس کی وضاحت کی ہے کہ: ''بعض احادیث پر نظر ثانی کی گئی ہے خصوصاً وہ احادیث جن کے بارے میں پہلے ایڈیشن میں میں نے دوسروں پر اعتماد کیا تھا لیکن جب اپنی تحقیق کی تو نتیجہ مختلف نکلا''۔

سنی: اس بات سے تو سارا نقشہ ہی بدل گیا چونکہ:

(۱) ابھی سندھو صاحب نے چند حدیثوں پر نظر ثانی کی ہے تو ضعیف حدیثوں کی تعداد (۸۴) سے بڑھ کر (۱۱۱) تک پہنچ گئی، جب باقی سب حدیثوں پر نظر ثانی ہوگی تو یہ تعداد کہاں تک پہنچے گی؟ یہ کہنا قبل از وقت ہوگا۔

(۲) ''پہلے ایڈیشن میں دوسروں پر اعتماد کیا تھا لیکن جب اپنی تحقیق کی تو نتیجہ مختلف نکلا'' کا مطلب تو یہ ہوا کہ: سندھو صاحب کی تحقیق کے علاوہ دوسروں کی تحقیق پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اُدھر ۱۹۹۸ء میں نماز نبوی صفحہ ۲۳ پر سندھو صاحب کی ''القول المقبول'' کی بابت لکھا ہے: ''تاہم بشری کمزوریوں کی وجہ سے اس تخریج میں بھی اوہام واقع ہوگئے ہیں''۔ اب اس باہمی تبصرے سے یہ اتفاقی نتیجہ نکلتا ہے کہ کسی غیر مقلد محقق، مصنف اور حاشیہ نگار پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا اِن کتابوں اور مصنفوں پر اعتماد کی مقدس گائے کو اب ذبح کر ہی دینا چاہیے۔

(۳) دوسروں پر اعتماد تو اس آخری ایڈیشن میں بھی کیا گیا ہے جیسا کہ سندھو صاحب (القول المقبول صفحہ ۴۳) پر لکھتے ہیں: ''یہ وضاحت کی گئی ہے کہ فلاں حدیث صحیح ہے اور فلاں حدیث صحیح نہیں اور اس سلسلہ میں علم حدیث کے قواعد اور ماہرین فن پر اعتماد کیا گیا ہے''۔ اب ان احادیث کے بارے میں جب سندھو صاحب اپنی ذاتی تحقیق کریں گے تو نتیجہ کتنا مختلف نکلے گا؟ اس کا اندازہ اس ایڈیشن سے ہو سکے گا جس میں وہ کسی پر اعتماد کیئے بغیر مکمل اپنی تحقیق سے حدیث کے صحیح ہونے یا نہ ہونے کا حکم لگائیں گے۔ اور تب ہی یہ اندازہ ہو سکے گا کہ صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی میں ضعیف حدیثوں کی تعداد (۱۱۱) سے بڑھ کر کہاں تک پہنچتی ہے؟ اور صحیح حدیثیں کتنی بچ رہتی ہیں؟ یہ کام جلد ہو جائے تو اچھا ہے تا کہ غیر مقلدین کی انتظار کی گھڑیاں ختم ہوں۔

(۴) اگر غیر مقلد کسی پر اعتماد کر کے بلا دلیل اس کی غلط بات مان لے تو وہ اجتہاد ہوتا ہے، اور اس پر کوئی قدغن نہیں ہوتی جیسا کہ سندھو صاحب نے ۱۹۸۹ء والے ایڈیشن میں دوسروں پر اعتماد کر کے ۲۷ حدیثوں کو صحیح یا حسن قرار دیا جو بعد میں اپنی تحقیق سے ضعیف نکلیں اس کے باوجود دوسرے ایڈیشن میں پھر ماہرین فن پر اعتماد کیا۔ اب اگر کوئی دوسرا کسی پر اعتماد کر کے اس کی صحیح بات مان لے تو وہ تقلید ٹھہرتی ہے۔ اور اس پر قدغنیں لگتی ہیں۔ اور تم کسی پر اعتماد کر کے اسکی غلط بات بھی صحیح مان لو تو وہ اجتہاد ہوتا ہے۔ یہ سب کیا ہے؟ اور کیوں ہے؟ تم کب تک بے بس و بے کس غیر مقلد عوام کو الفاظ کے داؤ پیچ میں الجھائے رکھو گے؟

آئینۂ دل کو لگ جاتے ہیں زنگ اوہام کے
جب بدل جاتے ہیں معنی سرمدی پیغام کے

غیر مقلد: فقہی مسائل میں اماموں کی بات پر اعتماد کرنا تو تقلید ہوتی ہے، فن حدیث میں کسی پر اعتماد کو آپ نے تقلید کیسے کہہ دیا؟

سنی : آپکے مشہور عالم ’’خالد گرجاکھی صاحب‘‘ نے حدیث کے ضعیف ہونے کی بابت البانی صاحب کی تحقیق قبول کرنے کو تقلید سے یوں تعبیر کیا ہے:

’’جاہل مجتہد: اہل حدیث میں ایک ایسا طبقہ پیدا ہوگیا ہے جو امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کو تو کفر کہتے ہیں لیکن اپنے امام وقت کے اتنے سخت مقلد ہوتے ہیں کہ کسی کو معاف نہیں کرتے ... اس روش پر چلنے والے آجکل شیخ ناصرالدین البانی صاحب کے مقلد بن گئے ہیں جب کوئی بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں: البانی صاحب نے اسے ضعیف کہا ہے‘‘۔

(قد قامت الصلاۃ ص ۱۱) نیز بقول شاعر:

محدّث بن کے دنیا میں ہوئے ظاہر جو البانی
سلف کو چھوڑ کر ہونے لگی تقلید البانی

نیز ڈاکٹر لقمان سلفی صاحب نے حاشیہ صلاۃ الرسولؐ (ص ۱۲۸) میں غیر فقہی مسئلہ میں اعتماد پر بھی (تقلید) کا اطلاق کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: ’’یہ حدیث موطا میں نہیں، بلکہ ابوداود میں ہے، صاحب مشکاۃ المصابیح کی تقلید میں مؤلف رحمہ اللہ سے یہ سہو ہو گیا ہے‘‘۔ اور تمہارے استاذ الاستاذہ نے بھی لکھا ہے کہ ’’صاحب مشکاۃ نے غالباً امام جزری کی تقلید کرتے ہوئے موطا امام مالک کا حوالہ دے دیا‘‘ (۳۵۰ سوالات ص ۵۷۲)

غیر مقلد : جب ہمارے ذمہ دار علماء نے اس روش کو تقلید مان لیا ہے تو اب مجھے بھی ماننا پڑے گا ورنہ میرا انکار کرنا سورج کو منہ چڑانے کے مترادف ہے۔

سنی : امید ہے کہ آئیندہ آپکے علماء تقلید کی بابت کوئی بھی تبصرہ سوچ سمجھ کر کیا کریں گے چونکہ آپ خود بھی تقلید کی زد میں ہیں۔ گو کہ:

حق بات جانتے ہیں مگر مانتے نہیں　:　ضد ہے جناب شیخ تقدس مآب میں

اب آپ اپنے عالم غلام مرتضی امن پوری صاحب کی یہ عبارت پڑھیں اور اپنے بارے میں بھی بے لوث تبصرہ کریں: ’’تقلید ایسی بدبخت مؤنث ہے جو ہر وقت شر کو جنم دیتی رہتی ہے، شرک و کفر، بدعت و ضلالت، انکار حدیث، صحابہ کرامؓ اور ائمہ محدثین

کی گستاخیاں اسی کی پیداوار ہیں''۔(الاختلاف بین ائمۃ الاحناف ص:۲۰)

غیر مقلد: مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ ہمارے علماء سوچ سمجھ کر لکھتے ہیں یا لکھ کر بھی نہیں سوچتے لیکن آپ لوگ تو ہمیں غیر مقلد کہتے ہو اسکا مطلب یہ ہوا کہ تمہیں اعتراف ہے کہ ہم تقلید نہیں کرتے، لہذا ہم غلام مصطفیٰ امن پوری اور استاذ الاساتذہ کی تقلید پر تنقید کی زد میں نہیں آتے۔

سنی: ہم تمھیں غیر مقلد اس معنی میں کہتے ہیں کہ تم باقی امت کیطرح قرون اولیٰ کے ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتے، انکی بجائے پندرھویں صدی کے امام مسجدوں، واعظوں، مصنفوں اور حاشیہ نگاروں کی تقلید کرتے ہو۔ اگر تمھیں یا کسی کو اس حقیقت کے اعتراف میں تردّد ہو تو ابھی اس سے پوچھ لیتے ہیں کہ اگر تم پندرھویں صدی کے ان لوگوں کی تقلید نہیں کرتے تو ماں کی گود سے قبر تک کی اسلامی زندگی اور متعلقہ مسائل پر ایک ایک دلیل قرآن کی آیت یا نبی ﷺ کی حدیث سے پیش کردو۔ ابھی تمام بلند بانگ دعووں کی قلعی کھل جائیگی۔

پیمانہ اور پیمائش

سنی: عبدالرؤف سندھو صاحب لکھتے ہیں: ''صحیح اور ضعیف حدیث کی معرفت اسی طرح ضروری ہے جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ضروری ہے'' (القول المقبول ۴۰)

غیر مقلد: آپ کو اس پر کیا اعتراض ہے؟

سنی: اعتراض نہیں گزارش ہے کہ وضاحت فرمادیں کہ آپ کو ضعیف اور صحیح کی معرفت ہے؟

غیر مقلد: سچی بات یہ کہ مجھے اس کی معرفت نہیں میں تو اپنے علماء کی کتابیں پڑھ کر بعض معلومات رکھتا ہوں اور بس۔ البتہ ہمیں ایک بنیادی اصول سمجھا دیا گیا ہے جس سے ہم پرکھ لیتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور یہ ضعیف ہے: کہ ہر وہ حدیث جس پر ہم عمل پیرا

ہوں وہ صحیح ہوتی ہے، اور جو ہمارے عمل کے خلاف ہو وہ ضعیف ہوتی ہے۔ لہذا اِس اصول کی روشنی میں ہمارے عوام وخواص بلا تحقیق اور بلا دھڑک کسی بھی حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کو پرکھ لیتے ہیں۔

سنی : صحیح اور ضعیف حدیث کی پہچان کے حوالے سے تمہارے اِس بنیادی اصول کی بابت تو میں یہی کہہ سکتا ہوں: ع: دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے۔

صحیح اور ضعیف حدیث کی عمومی معرفت تو بہت بڑی بات ہے تم یہ بتاؤ کہ صرف صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی کی (۷۴۳) روایات ہیں اور سندھو صاحب نے ان میں سے (۱۱۱) کو ضعیف قرار دیا ہے۔ کیا تمہیں ان کی معرفت ہے؟

غیر مقلد : سندھو صاحب کی کتاب دیکھ کر پتہ چل جاتا ہے۔ لیکن ایسی معرفت اور پہچان نہیں کہ حدیث دیکھ کر یا اسکی سند دیکھ کر پتہ چل جائے کہ یہ صحیح ہے اور یہ ضعیف۔

سنی: اچھا یہ بتاؤ کہ تمام اہل حدیثوں میں کتنوں کو صحیح اور ضعیف کی معرفت ہے؟

غیر مقلد : دراصل سیالکوٹی صاحبؒ کے حوالے سے ''القول المقبول'' کے پہلے اڈیشن کے سنہ اشاعت ۱۹۸۹ء سے پہلے کے اہلحدیثوں کی بابت سندھو صاحب نے بجا لکھا ہے کہ: ''دراصل موصوف جس ماحول میں تھے اس میں صحیح اور ضعیف میں تمیز بہت کم ہی کی جاتی تھی اور ضعیف احادیث سے حجت لینے استدلال کرنے اور ان پر عمل کرنے سے بہت کم اجتناب کیا جاتا تھا''۔ (صفحہ۱۴)

اور سندھو صاحب کی اس تحقیقی کاوش سے پہلے ۱۹۸۹ء تک تو اسی ''صلاۃ الرسول ؐ'' کا مکمل راج تھا گویا وہی سابقہ ماحول تھا جس میں صحیح اور ضعیف کی کوئی تمیز نہ تھی، سندھو صاحب کے بعد پھر ۲۰۰۳ء میں ڈاکٹر لقمان سلفی صاحب نے ''صلاۃ الرسولؐ'' کی صحیح اور ضعیف احادیث پر کام کیا۔ وہ صفحہ۲ پر لکھتے ہیں کہ انہوں نے سندھو

صاحب کی کاوش سے استفادہ کیا، نماز نبوی کے مصنف صفحہ ۱۷ پر لکھتے ہیں کہ سندھو صاحب سے استفادہ کیا، گویا صحیح اور ضعیف کی تمیز ومعرفت کے حوالے سے مرکزی شخصیت تو سندھو صاحب ٹھہرے، اب اگر میں بڑا محتاط اندازہ لگاؤں تو شاید ہمارے طبقے میں ان جیسے چار پانچ عالم اور ہوں گے۔

سنی: نتیجہ یہ نکلا کہ: جب سندھو صاحب نے القول المقبول صفحہ ۴۰ پر صحیح اور ضعیف میں تمیز اور اس کی معرفت کو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی طرح ضروری قرار دیا تو کتنے اہل حدیث اس معیار پر پورے اتریں گے جنہیں صحیح اور ضعیف کی تمیز اور معرفت ہے؟

غیر مقلد: سندھو صاحب کی تحریر کی روشنی میں حقیقت تو آپ نے مجھ سے پہلے ہی اگلوالی کہ: ۱۹۸۹ء کے بعد میرے محتاط اندازے کے مطابق چار پانچ عالم اور ہوں گے، جبکہ ۱۹۸۹ء سے پہلے نہ ہونے کے برابر ہے۔

سنی: اب باقی تمام اہل حدیثوں کے بارے میں آپ کی یا سندھو صاحب کی کیا رائے ہے؟ جو اطاعت رسول اللہ ﷺ کی طرح ضروری چیز حدیث صحیح وضعیف میں تمیز نہیں کر سکتے اور اس کا علم ومعرفت نہیں رکھتے۔

یہ ایسا سوال ہے جو ہر ذی شعور شخص کے دل میں ضرور پیدا ہوتا ہے، مگر افسوس کہ دور دور تک کوئی چارہ گر ایسا نظر نہیں آرہا جو اِس سوال کا شافی جواب دینے کا حوصلہ رکھتا ہو۔

غیر مقلد: ''چھوٹا منہ اور بڑی بات'' میں تو کچھ نہیں کہہ سکتا، امید ہے کہ محترم سندھو صاحب ہی اگلے ایڈیشن میں اس کا جواب دیں گے۔ اس وقت تک انتظار کیجئے۔

اغیار کا جادو چل ہی چکا ہم ایک تماشہ بن ہی گئے
اوروں کو جگانا یاد رہا خود ہوش میں آنا بھول گئے

بدلتے پیمانے

سنی : کیا اصول حدیث میں کوئی ایسا اصول ہے جس کی رو سے افراد کے بدلنے سے صحیح اور ضعیف کا حکم بدل جائے کہ ایک سلفی عالم جس حدیث کو صحیح کہتا ہے دوسرا سلفی عالم اُس کو حسن یا ضعیف کہتا ہے، نیز اگر ایسا اختلاف ہو جائے تو پھر تینوں کا فیصلہ صحیح ہوگا یا ایک صحیح ہوگا اور باقی دو غلط؟ نیز تین میں سے کونسا صحیح ہوگا اور کونسا غلط؟ اور یہ فیصلہ کون کرے گا؟ اور یہ فیصلہ کب ہوگا؟ نیز یہ اختلاف امت کے اتحاد کا سبب بنے گا یا انتشار اور فرقہ بندی کا؟ محاورہ ہے: دوسروں کی آنکھ کا تنکا دیکھنے والے یہ کیوں نہیں دیکھتے کہ انکی اپنی آنکھ میں پورا شہتیر موجود ہے۔

غیر مقلد :اصولِ حدیث میں تو ایسا کوئی اصول نہیں کہ افراد بدلنے سے حدیث صحیح ضعیف ہو جائے یا ضعیف صحیح ہو جائے، اور آپ نے سلفی علماء کی طرف اس کی جو نسبت کی ہے تو یہ متعصب مقلدین کا پروپیگنڈہ ہے، وہ ایسی بے سروپا باتیں کرتے رہتے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ آپ اُن کی باتوں میں نہ آئیں۔

باہم دست وگریباں (۱)

سنی: حدیث صحیح اور حدیث حسن ایک ہی چیز ہے یا دو الگ قسمیں ہیں؟

غیر مقلد :صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی پر ہمارے سکالروں نے جو کمپیوٹرائزڈ تحقیقی کام کیا ہے اس کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ حدیث کی دو علیحدہ علیحدہ قسمیں ہیں۔ چونکہ تینوں سکالر کسی حدیث پر حکم لگاتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے کسی پر حکم لگاتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اگر یہ دونوں ایک ہی قسم ہوتی تو پھر وہ سب کو صحیح یا سب کو حسن کہتے۔

سنی :آپ کو تعجب ہوگا کہ صلاۃ الرسولؐ کے یہ حاشیہ نگار (۱۷) حدیثوں کے صحیح یا حسن

ہونے میں باہمی اختلاف وانتشار کا شکار ہیں گویا ایک ہی کتاب اور ایک ہی مسلک کے تین حاشیہ نگار ایک ہی کتاب کی ایک ہی حدیث کے صحیح یا حسن ہونے کی بابت (۱۷) جگہوں پر باہم دست وگریبان ہیں، اور ہر صاحب فن اپنے اپنے فن کے جوہر دکھا رہا ہے اور ہر ایک اپنے ہی موقف کو سچا ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے۔ جو خود ہی متفق نہیں وہ امت کو خاک متحد کریں گے؟

غیر مقلد : یہ بات تو ایسی ہے کہ کسی نے پوچھا تمہارے سر پر کتنے بال ہیں؟ اُس نے جواب دیا کہ تین لاکھ پانچ ہزار تین سو اسی (۳۰۵۳۸۰) سائل نے مزید پوچھا کہ آپ نے اتنی متعین تعداد کیسے بتائی؟ اس نے جواب دیا کہ اگر آپ کو میری بتائی ہوئی تعداد میں شک ہے تو تصدیق کرنے کے لئے خود گن لیں۔ اسی طرح سیالکوٹی صاحب کی ''صلاۃ الرسولؐ'' میں کل (۷۴۳) حدیثیں ہیں، اور اس پر تین سکالروں نے علیحدہ علیحدہ حاشیے لکھے ہیں اب ان سب حدیثوں کو تمام حاشیوں میں کون دیکھے گا؟ پھر کون ان کا باہمی موازنہ کرے گا؟ لہٰذا ان (۱۷) حدیثوں کی فرضی تعداد میں اختلاف کا کہہ کر کسی مقلّد نے پروپیگنڈہ کیا ہوگا اور آپ اس کی باتوں میں آ گئے، ایسی چیزوں میں جنرل نالج سے ہی فیصلہ کر لیا کریں۔

سنی: میں فرضی باتیں نہیں کر رہا۔ یہ سیالکوٹی صاحب کی ''صلاۃ الرسولؐ'' ہے اور یہ اس کے تین حاشیے ہیں، میں اپنے منہ میاں مٹھو نہیں بننا چاہتا آپ خود چیک کر لیں کہ ان (۱۷) حدیثوں کی بابت دس سال کے اندر اندر لکھے گئے حاشیوں میں اس قدر اختلاف کیوں ہے؟ پبلشنگ اور مارکیٹنگ کی دلفریبیاں اپنی جگہ مگر کیا ان حاشیہ نگاروں کو اپنے قارئین پر ترس نہیں آیا؟

(۱۷) تضاد صحیح و حسن

(ص= صحیح ح= حسن ح+ غ= حسن لغیرہ)

نمبر	نام راوی (رضي الله عنه)	صلاۃالرسول سیالکوٹی	حاشية لقمان سلفي		القول المقبول		تسهيل الوصول	
		صفحہ نمبر	حکم حدیث	صفحہ	حکم حدیث	صفحہ	حکم حدیث	صفحہ
١	زيد ابن ارقم	٥٤	ص	٢٠	ص	٧٧	ح	٤٣
٢	عائشه	٥٥	ص	٢٠	ح	٧٩	ص	٤٣
٣	—	٥٦	ص	٢٠	ص	٨٥	ح	٤٤
٤	—	٥٦	ح	٢٠	ص	٨٧	ح	٤٤
٥	—	٥٦	ص	٢١	ص	٨٨	ح	٤٤
٦	—	٥٩	ص	٢٣	ص	٩٥	ح	٤٦
٧	ميمونه	٦١	ص	٢٥	ص	١٠٥	ح	٤٩
٨	عائشه	٦٩	ص	٣١	ص	١٣٢	ح	٥٥
٩	ابوسلمه	٧٨	ص	٣٨	ص	١٦٣	ح	٦٢
١٠	—	٨٢	ص	٤٠	ص	١٦٩	ح غ	٦٥
١١	—	٨٣	ص	٤١	ص	١٧٣	ح	٦٧
١٢	ابودرداء	٨٩	ص	٤٥	ص	١٨٥	ح	٧٢
١٣	صفوان	١٠٣	ح	٥٦	ح	٢٠٤	ص	٨١
١٤	نافع	١١٨	ص	٦٦	ص	٢٢٣	ح	٩٢
١٥	زيدابن ثابت	١١٨	ص	٦٦	ص	٢٢٤	ح	٩٣
١٦	ابن شقيق	١٢٢	ص	٦٨	ص	٢٣٣	ح	٩٦
١٧	ابودرداء	١٢٢	ص	٦٨	ص	٢٣٤	ح	٩٦
١٨	ابن عمرو	١٢٣	ص	٦٩	ح	٢٣٤	ح	٩٦
١٩	ابوذر	١٢٨	ح	٧٢	ص	٢٣٩	ح	١٠٠
٢٠	ابوهريره	١٣٢	ص	٧٦	ص	٢٤٤	ح	١٠٣
٢١	ابوامامه	١٣٥	ص	٧٤	ص	٢٤٦	ح	١٠٤
٢٢	—	١٣٦	ص	٧٨	ص	٢٥١	ح	١٠٥
٢٣	—	١٣٨	ح	٨٠	ح	٢٦١	ص	١٠٧
٢٤	—	١٣٩	ح	٨٠	ح	٢٦٢	ص	١٠٧
٢٥	—	١٤٥	ح	٨٤	ص	٢٦٨	ص	١١٣
٢٦	—	١٥٤	ص	٩٠	ص	٢٨٥	ح	١٢٠
٢٧	ابن عمر	١٥٥	ح	٩١	ص	٢٨٨	ص	١٢١

(ص= صحیح ح= حسن ح+ غ= حسن لغیرہ)

نمبر	نام راوی (رضی اللہ عنہ)	صلاۃ الرسول سیالکوٹی	حاشیۃ لقمان سلفی		القول المقبول		تسہیل الوصول	
		صفحہ	حکم حدیث	صفحہ	حکم حدیث	صفحہ	حکم حدیث	صفحہ
٥٥	—	٣٩١	ص	٢٥٠	ص	٦٣٣	ح	٣١٩
٥٦	—	٤٠٦	ص	٢٦١	ص	٦٥٣	ح	٣٣١
٥٧	—	٤٠٧	ص	٢٦٢	ص	٦٦٥	ح	٣٣٢
٥٨	—	٤٠٨	ص	٢٦٢	ص	٦٥٨	ح	٣٣٣
٥٩	بریدہ	٤٢١	ص	٢٧٤	ص	٦٨٧	ح	٣٤٤
٦٠	ابودرداء	٤٢٢	ص	٢٧٥	ص	٦٨٨	ح	٣٤٥
٦١	ابن عباس	٤٢٣	ص	٢٧٦	ص	٦٩٠	ح	٣٤٥
٦٢	—	٤٣١	ص	٢٨١	ص	٦٩٨	ح	٣٤٩
٦٣	نافع	٤٣٣	ص	٢٨٢	ص	٧٠٣	ح	٣٥١
٦٤	—	٤٣٥	ص	٢٨٤	ص	٧٠٧	ح	٣٥٤
٦٥	—	٤٤٢	ص	٢٩٠	ح	٧٢٢	ح	٣٦١
٦٦	سعد بن ابی وقاص	٤٥٠	ص	٢٩٦	ص	٧٣٦	ح	٣٦٨
٦٧	—	٤٤٩	ص	٣٠١	ح	٧٥٠	ح	٣٧٢
٦٨	—	٤٥٧	ح	٣٠٢	ص	٧٥٣	ص	٣٧٣
٦٩	—	٤٥٧	ص	٣٠٣	ح	٧٥٤	ح	٣٧٣
٧٠	—	٤٦٧	ص	٣٠٩	ص	٧٦٩	ح	٣٧٨
٧١	—	٤٧٦	ص	٣١٣	ص	٧٧٨	ح	٣٨٢

(ص= صحیح ح= حسن ح+ غ= حسن لغیرہ)

نمبر	نام راوی (رضي الله عنه)	صلاۃ الرسول سیالکوٹی	حاشية لقمان سلفی		القول المقبول		تسهيل الوصول	
		صفحه	حكم حديث	صفحه	حكم حديث	صفحه	حكم حديث	صفحه
٥٥	—	٣٩١	ص	٢٥٠	ص	٦٣٣	ح	٣١٩
٥٦	—	٤٠٦	ص	٢٦١	ص	٦٥٣	ح	٣٣١
٥٧	—	٤٠٧	ص	٢٦٢	ص	٦٦٥	ح	٣٣٢
٥٨	—	٤٠٨	ص	٢٦٢	ص	٦٥٨	ح	٣٣٣
٥٩	بريده	٤٢١	ص	٢٧٤	ص	٦٨٧	ح	٣٤٤
٦٠	ابو درداء	٤٢٢	ص	٢٧٥	ص	٦٨٨	ح	٣٤٥
٦١	ابن عباس	٤٢٣	ص	٢٧٦	ص	٦٩٠	ح	٣٤٥
٦٢	—	٤٣١	ص	٢٨١	ص	٦٩٨	ح	٣٤٩
٦٣	نافع	٤٣٣	ص	٢٨٢	ص	٧٠٣	ح	٣٥١
٦٤	—	٤٣٥	ص	٢٨٤	ص	٧٠٧	ح	٣٥٤
٦٥	—	٤٤٢	ص	٢٩٠	ح	٧٢٢	ح	٣٦١
٦٦	سعد بن ابی وقاص	٤٥٠	ص	٢٩٦	ص	٧٣٦	ح	٣٦٨
٦٧	—	٤٤٩	ص	٣٠١	ح	٧٥٠	ح	٣٧٢
٦٨	—	٤٥٧	ح	٣٠٢	ص	٧٥٣	ص	٣٧٣
٦٩	—	٤٥٧	ص	٣٠٣	ح	٧٥٤	ح	٣٧٣
٧٠	—	٤٦٧	ص	٣٠٩	ص	٧٦٩	ح	٣٧٨
٧١	—	٤٧٦	ص	٣١٣	ص	٧٧٨	ح	٣٨٢

غیر مقلد : آپ نے تو بال کی کھال اتارنے والا محاورہ یاد دلا دیا آپ کی بات تو واقعی صحیح نکلی کہ ایک ہی حدیث کو ایک حاشیہ نگار صحیح کہہ رہا ہے تو دوسرا حسن کہتا ہے، اب کس کی مانیں کس کی چھوڑیں؟ کوئی ایک دو حدیثوں کی بات ہوتی تو ہم کوئی عذر تراشتے، لیکن (۱۷) حدیثوں کی بابت اس قدر اختلاف؟ بڑے تعجب کی بات ہے۔

اِدھر سلفی اُدھر سلفی کِسے مانیں کِسے چھوڑیں
اِسے مانا نہیں جاتا اُسے چھوڑا نہیں جاتا

البتہ ایک بات ذہن میں آتی ہے کہ حدیث صحیح اور حسن دونوں قابل عمل ہوتی ہیں۔ لہٰذا نتیجہ کے اعتبار سے زیادہ فرق نہیں۔ ہاں اگر صحیح اور ضعیف یا حسن اور ضعیف کا اختلاف ہوتا تو یہ واقعی اختلاف اور حقیقی تضاد ہوتا چونکہ اُن پر عمل کے اعتبار سے فرق پڑ جاتا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس طرح کا کوئی اختلاف ان سکالروں اور حاشیہ نگاروں میں ہوا ہو۔

باہم دست و گریباں (۲)

سنی: دو غیر مقلد ہوں اور اُن میں اتفاق ہو یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ ریل کی پٹڑی کے دونوں سرے کہیں جا کر آپس میں مل جائیں۔ آپ کی معلومات میں اضافہ کے لئے اطلاع ہے کہ صلاۃ الرسولؐ میں تینتیس (۳۳) حدیثیں ایسی ہیں جنہیں اسی کتاب کے بعض حاشیہ نگار حسن کہتے ہیں اور دوسرے ضعیف کہتے ہیں۔ آپ انصاف سے کہیے کیا یہی تقاضائے اتحاد و اتفاق ہے، جواب دیتے وقت اپنے ضمیر کی آواز پر ضرور دھیان رکھیے گا۔

غیر مقلد: گزشتہ بات مان لینے کا یہ مطلب نہیں کہ تم الزام تراشی کا سلسلہ جاری رکھو، ہمارے محقق اور سکالر ایسے کمزور علم بھی نہیں کہ حسن اور ضعیف میں فرق نہ کر سکیں۔

سنی: ناراض نہ ہوں، آپ کو حق پہنچتا ہے کہ آپ مجھ سے میری بات کا ثبوت مانگیں، یہ دیکھیں تینتیس (۳۳) حدیثوں کے حسن اور ضعیف ہونے کی بابت تینوں حاشیہ نگار باہمی تضاد اور خانہ جنگی کا شکار ہیں۔ ائمہ اربعہ کی تقلید کو شرک اور حرام کہنے والوں کو دعوت فکر ہے کہ پندرھویں صدی کے ان حاشیہ نگاروں کی تقلید میں اِن تینتیس (۳۳) روایات کی بابت وہ کس کا فیصلہ مانتے ہیں اور کیوں؟

حریم گل کا بہاروں میں اب خدا حافظ
جو راز دار چمن تھا وہ باغبان نہ رہا

۳۳ تضاد حسن و ضعیف

(ح = حسن ح غ = حسن لغیرہ ض = ضعیف)

نمبر	نام راوی (رضی اللہ عنہ)	صلاۃ الرسول سیالکوٹی	حاشیہ لقمان سلفی		القول المقبول		تسہیل الوصول	
		صفحہ	حکم حدیث	صفحہ	حکم حدیث	صفحہ	حکم حدیث	صفحہ
١	انس	٣٦	ض	٨	ض	٥٣	ح غ	٣١
٢	—	٥٥	ض	٢٠	ح	٨٠	ح	٤٤
٣	—	٥٦	ض	٢١	ض	٨٩	ح	٤٥
٤	عائشه	٦٩	ض	٣٠	ض	١٢٠	ح	٥٥
٥	علي	٦٩	ض	٣٠	ض	١٢٧	ح	٥٥
٦	عائشه	٧٧	ح	٣٧	ض	١٥٩	ض	٦١
٧	—	١٣٨	ض	٨٠	ض	٢٥٦	ح غ	١٠٧
٨	—	١٣٨	ض	٨٠	ض	٢٥٩	ح	١٠٧
٩	—	١٦٨	ض	١٠٠	ح	٣٠٨	ح غ	١٣٢
١٠	—	١٨٧	ض	١١٤	ض	٣٣٨	ح	١٤٦
١١	—	٢٠٦	ض	١٢٨	ض	٣٧٥	ح	١٧٨
١٢	عمرو بن شعيب	٢٠٧	ض	١٢٨	ح	٣٧٦	ح	١٧٩
١٣	جابر	٢١٥	ح	١٣٥	ح	٣٨٩	ض	١٨٥
١٤	ابن عباس	٢٦٢	ح	١٦٥	ض	٤٤٠	ض	٢٢٣
١٥	ابن زبير	٢٦٧	ح	١٦٨	ح	٤٤٧	ض	٢٢٧
١٦	—	٢٧٠	ض	١٧١	ض	٤٥١	ح	٢٢٩
١٧	—	٢٨٤	ض	١٧٩	ض	٤٦١	ح	٢٣٧
١٨	—	٣٢٢	ض	٢٠٤	ض	٥٢٥	ح	٢٦٠
١٩	ابو امامه	٣٣٠	ض	٢٠٩	ض	٥٣٣	ح غ	٢٧٠
٢٠	عائشه	٣٣٢	ض	٢٠٩	ض	٥٣٤	ح	٢٧٠
٢١	ابومالك اشعري	٣٣٥	ض	٢١٢	ح	٥٤١	ح	٢٧٣
٢٢	سبره بن معبد	٣٣٧	ض	٢١٤	ض	٥٤٣	ح	٢٧٤
٢٣	—	٣٥٠	ض	٢٢٤	ح	٥٦٦	ح غ	٢٨٥
٢٤	—	٣٩٠	ح	٢٤٩	ض	٦٢١	ض	٣١٨
٢٥	—	٤١٤	ض	٢٦٨	خ	٦٧٧	ح	٣٤٠
٢٦	ام شريك	٤٣٤	ض	٢٨٣	ض	٧٠٦	ح	٣٥٢
٢٧	—	٤٤٢	ض	٢٨٩	ض	٧٢٢	ح غ	٣٦١
٢٨	—	٤٤٧	ح	٢٩٤	ح	٧٢٩	ض	٣٦٥
٢٩	—	٤٤٧	ح	٢٩٤	ض	٧٣٠	ح	٣٦٦
٣٠	—	٤٦٣	ح	٣٠٦	ض	٧٦١	ض	٣٧٥
٣١	—	٤٦٥	ح	٣٠٧	ض	٧٦٥	ح غ	٣٧٦
٣٢	—	٤٦٧	ح	٣٠٩	ح	٧٦٩	ض	٣٧٧
٣٣	—	٤٧٦	ض	٣١٣	ض	٧٧٧	[illegible]	[illegible]

غیر مقلد: واقعی ان حدیثوں کی بابت تینوں حاشیہ نگاروں میں یہ اختلاف تو موجود ہے، لیکن باعث حیرت و تعجب ہے کہ یہ کیسے ہو گیا؟ اور اس میں مشکل بات یہ ہے کہ ان (۳۳) حدیثوں کو حسن سمجھ کر ہم ان پر عمل کریں یا ضعیف سمجھ کر عمل نہ کریں؟ نیز اس کا فیصلہ اور کون کرے گا؟ اور وہ کب ہو گا؟ بہر حال اس صورتحال کا کوئی متفقہ حل نکالنے کے لیے تینوں حاشیہ نگاروں کو ایک اجلاس میں جمع کرنے کی کوشش کریں گے۔

سنی: آپ نے محاورہ سنا ہے کہ۔ ''تریاق از عراق آورد مار گزیدہ مردہ شود'' جب تک دوائی عراق سے یہاں پہنچے گی سانپ کا ڈسا ہوا مر چکا ہو گا۔ جب تک یہ سکالر اکٹھے ہو کر کوئی فیصلہ نہیں کر پاتے اس وقت تک غیر مقلد جس کرب میں مبتلا رہیں گے اس کا اندازہ آپ کو ہم سے زیادہ ہو سکے گا۔ نیز یہ کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نت نئے حاشیوں کی آمد آمد ہے جس سے اختلاف کا دائرہ تنگ ہونے کی بجائے مزید وسیع ہوتا جارہا ہے۔

الغرض تمھارے باہمی اختلاف کا حقیقی روپ آخر کب تک مقدس ناموں کے آنچل میں چھپا رہیگا، ذرا نقاب الٹ کر تو دیکھیئے آپکو اپنے ہی مذہبی محاذ پر تڑپتے ہوئے لاشے نظر آئینگے۔

غیر مقلد: صورتحال تو واقعی گھمبیر ہے، چلیں اور چیزوں میں تو سب کا اتفاق ہے نا؟

باہم دست وگریباں (۳)

سنی: محترم! غیر مقلد اور اتفاق؟ اس سے بڑھ کر عرض ہے کہ صلاۃ الرسولؐ کی (۳۲) بتیس حدیثوں کو کچھ حاشیہ نگار صحیح کہتے ہیں اور انہی کو دوسرے ضعیف کہتے ہیں، اب ان بتیس حدیثوں کی بابت اتنا بڑا اختلاف ایک ہی کتاب کے ایک ہی مسلک کے حاشیہ نگاروں میں ہے اور غیر مقلد دنیا تقسیم کا شکار ہے، القول المقبول کے قارئین + تسہیل الوصول کے قارئین + لقمان سلفی حاشیہ کے قارئین اپنی اپنی جگہ کوئی ان حدیثوں کو صحیح سمجھ کر عمل پیرا ہے تو کوئی ضعیف سمجھ کر ان حدیثوں کو چھوڑے بیٹھا ہے اس کا ذمہ دار

کون ہے؟ محفلوں میں بحث ومباحثہ ہوتا رہتا ہے ایک کتاب کا قاری اپنی کتاب لیئے ایک حدیث کوصحیح کہتا ہے تو دوسری کتاب کا قاری اس پر ضعیف ہونے کا فتویٰ لگاتا ہے اور سب کے ہاتھوں میں اپنے ہی علماء کی معتمد کتابیں ہیں ۔گویا ہر قاری اپنے امام کی بات کوصحیح کہتا ہے اور دوسرے کو غلط کہتا ہے، خود تو کسی غیر مقلد کی اپنی تحقیق نہیں ہر ایک اپنے اسکالر کوامام بنائے اس کی اندھی تقلید کیے جارہا ہے، عام غیر مقلد پریشان ہے کہ ایک ہی کتاب اور ایک ہی مسلک کے اسکالروں کے نزدیک (۳۲) حدیثیں بیک وقت صحیح بھی ہیں اور ضعیف بھی ان میں سے کس کی بات صحیح ہے اور کس کی غلط؟

تحقیق ،ریسرچ اور اجتہاد کے نام پر یہاں بھی پندرھویں صدی کے حاشیہ نگاروں کی تقلید میں پابند انِ سلاسل کو بیچ منجدھار لا کر چھوڑ دیا گیا ہے،اختلاف اور نااتفاقی کا ہمیشہ یہی نتیجہ نکلتا ہے،آخر کب تک قول وعمل میں تضاد کا بھرم قائم رہیگا؟

غیر مقلد: مجھے شک پڑ رہا ہے کہ صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی کے تین حاشیوں کے جعلی ایڈیشن تم لوگوں نے چھاپ لیے ہوں گے اور ان میں اس قسم کے اختلافات اور متضاد حکم لکھ دیئے ہوں گے تا کہ یہ جعلی ایڈیشن دکھا کر تم لوگوں کو ہم سے متنفر کرسکو۔

ذرہ ٹھہریئے میں اپنے بیگ میں سے لقمان سلفی صاحب کا اصل حاشیہ جو دارالداعی سے چھپا ہے اور تسہیل الوصول کا اصل نسخہ جو نعمانی کتب خانے سے اور القول المقبول کا اصل نسخہ جو دارالاشاعت اشرفیہ سے چھپا ہے وہ نکالتا ہوں۔ابھی تمہاری چالاکی پکڑی جائے گی۔ابھی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی واضح ہوجائے گا۔

سنی: بدگمانی کی بھی ایک حد ہوتی ہے، بہرحال ذیل میں اُن ۳۲ حدیثوں کے صفحہ نمبر پیش خدمت ہیں جن کے صحیح یا ضعیف ہونے کی بابت تمہارے ہی محقق سکالر باہم دست وگریبان ہیں: ؏ اوخویشتن گم است کرا رہبری کند

(جوخود ہی بھٹکا ہوا ہے وہ دوسروں کی کیا راہنمائی کرے گا؟)

۳۲ تضاد صحیح و ضعیف

(ص= صحیح ض= ضعیف ض+ = سخت ضعیف خ = خاموش)

نمبر	نام راوی (رضی اللہ عنہ)	صلاۃ الرسول سیالکوٹی	حاشیہ لقمان سلفی		القول المقبول		تسہیل الوصول	
		صفحہ نمبر	حکم حدیث	صفحہ	حکم حدیث	صفحہ	حکم حدیث	صفحہ
١	–	٥٣	ض	١٩	ض	٧٢	ص	٤١
٢	–	٥٦	ض	٢١	ض	٨٨	ص	٤٥
٣	ابوهريرة	٦٠	ص	٢٤	ص	١٠١	ض	٤٩
٤	–	٨٢	ض	٤١	ص	١٧٢	ص	٦٧
٥	جابر	١١٣	ض	٦٣	ص	٢١٦	ض	٨٩
٦	–	١٣٦	ض	٧٨	ص	٢٤٩	ض	١٠٥
٧	علي	١٤٧	ض	٨٦	ض	٢٧١	ص	١١٥
٨	عقبه بن عامر	١٥١	ض	٨٩	ص	٢٨٠	ص	١١٨
٩	–	١٦٣	ض	٩٦	خ	٣٠٠	ص	١٢٧
١٠	–	١٦٨	خ	١٠١	ض	٣١٣	ص	١٣٣
١١	معاويه بن قره	١٧١	ص	١٠٣	سند جيد	٣١٥	ض	١٣٥
١٢	ابوهريره	١٧٢	ض	١٠٤	ض	٣١٧	ص	١٣٦
١٣	ابوهريره	١٩٥	ض	١٢٠	ص	٣٥٩	ض	١٦٠
١٤	عبادة بن صامت	٢٠٤	ض+	١٢٦	خ	٣٧٣	ص	١٧٠
١٥	عبدالله بن عتبه	٢١١	ض	١٣١	ض	٣٨١	ص	١٨١
١٦	ابن عباس	٢١٤	ص	١٣٤	ض	٣٨٦	ض	١٨٤
١٧	–	٢١٧	ص	١٣٦	ص	٣٩٦	ض	١٨٦
١٨	عقبه بن عامر	٢١٧	ض	١٣٧	ض	٣٩٧	ص	١٨٦
١٩	–	٢٣٧	ض	١٥٠	ض	٤١٧	ص	٢٠٠
٢٠	ابن مسعود	٢٥٢	ص	١٦٠	ص	٤٣٣	ض	٢١٨
٢١	–	٢٨٨	ض	١٨١	ص	٤٦٥	ص	٢٤٠
٢٢	–	٣١٦	ص	١٩٨	ص	٥٠٨	ض	٢٥٥
٢٣	–	٣١٧	ص	١٩٩	ض	٥٠٩	ض	٢٥٥
٢٤	ابن مسعود	٣٢٠	ص	٢٠١	ص	٥١٧	ض	٢٥٨
٢٥	–	٣٢٠	ص	٢٠٢	ص	٥١٧	ض	٢٥٨
٢٦	عائشه	٣٩٨	ض	٢٥٥	ض	٦٤١	ص	٣٢٤
٢٧	جعفربن محمد	٤١٢	ض+	٢٦٦	ض+	٦٧٢	ص	٣٣٨
٢٨	عبيد بن عمير	٤١٥	ض	٢٦٩	خ	٦٧٩	ص	٣٤١
٢٩	علي	٤٢٨	ص	٢٧٩	ص	٦٩٤	ض	٣٤٧
٣٠	–	٤٣٤	ص	٢٨٣	ص	٧٠٤	ض	٣٥١
٣١	ابن عباس	٤٣٤	ص	٢٨٣	ص	٧٠٦	ض	٣٥٢
٣٢	–	٤٣٩	ض	٢٨٥	ص	٧٠٩	ض	٣٥٥

اگر آپکے دل و دماغ کے کسی گوشے میں اب بھی عدل و انصاف کی کوئی اہمیت باقی ہے تو مجھے بتایئے تمھارے اِس عمل سے اتحاد اور یکسوئی کا سبق مل رہا ہے یا سطر سطر سے اتحاد اور وحدت کا خون ٹپک رہا ہے؟

غیر مقلد: ارے! یہ ہمارے اپنے ایڈیشنوں میں بھی یوں ہی اختلاف اور تضاد تو موجود ہے، کہیں تم نے ہاتھ کی صفائی دکھا کر میرے بیگ میں بھی اپنے جعلی نسخے تو نہیں ڈال دیئے؟ لیکن بیگ کے تالے کی چابی تو میرے پاس تھی نیز یہ نسخے بھی وہی ہیں جن پر بقلم خود میرے نوٹس موجود ہیں۔ اب میں سوائے اس کے کیا کہہ سکتا ہوں؟

دل کے بھپولے جل اُٹھے سینہ کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

میں کوئی خطیب نہیں میں کوئی ادیب نہیں، میں کوئی مصنف اور حاشیہ نگار نہیں لیکن میرے دل میں جو افکار و تصورات اُمڈ رہے ہیں ان کو اپنی زبان سے ادا کروں تو اہل حدیث ایوانوں میں طوفان آ جائے گا، پٹرول کے پیسوں سے بنی ہوئی عمارتوں میں دراڑیں پڑ جائینگی حاشیہ نگاروں کی نیندیں چھن جائینگی، انہیں کیا اندازہ کہ انہوں نے صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی کے سربستہ راز کھول کر مسلک اہل حدیث کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔

''خطائے بزرگاں گرفتن خطا است''　　بڑوں کی غلطیاں نکالنا غلطی ہے۔

اور اور اسکی نقد سزا انہیں یہ ملی کہ اُن سے جو غلطیاں سرزد ہوئی ہیں ان پر صرف حاشیے ہی نہیں تفصیلی شرح لکھنے کی ضرورت ہے، ''بڑے میاں بڑے میاں، چھوٹے میاں کیا کہنے'' کے مصداق پرانے مصنفین نے تو ہمیں پردے میں رکھا ہی تھا، نئے اسکالروں نے جو یہ گل کھلائے ہیں ان کی سزا ہمیں نہ جانے کب تک بھگتنی پڑے گی؟

سنی: آپ تو جذبات میں آ گئے یہ سب باتیں آپ اپنے حضرات سے آئندہ

میٹنگ میں کرلیں یہاں تو خالص علمی ماحول میں گفتگو ہونی چاہئے۔

شکوہ کرنا ہو تو اپنا کر مقدّر کا نہ کر
خود عمل تیرا ہے صورت گر تری تصویر کا

غیر مقلد: معذرت خواہ ہوں یہ تبصرہ بے اختیار ہو گیا۔

باہم دست وگریباں (۴)

سنی : بہرحال آپ کا تبصرہ بڑا وزنی ہے لیکن بات یہیں تک ختم نہیں ہوئی، ان حاشیہ نگاروں کے مقلدین میں بحث ومباحثہ کی کیفیت اس وقت بڑی سنجیدہ اور سنگین ہو جاتی ہے جب وہ صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی کی ان سات حدیثوں پر گفتگو کرتے ہیں جن کو ایک حاشیہ نگار صحیح کہتا ہے جبکہ دوسرا حسن کہتا ہے اور تیسرا ضعیف کہتا ہے، ”گویا جتنے منہ اتنی باتیں“ اگر آپ مبصرانہ تقریر نہ کرنے کا وعدہ کریں تو میں آپ کو اُن کے صفحہ نمبر بتا دوں۔

۷ تضاد صحیح حسن و ضعیف

(ص = صحیح ح = حسن ح غ = حسن لغیرہ ض = ضعیف)

نمبر	نام راوی (رضي الله عنه)	صلاة الرسول سيالكوٹی	حاشية لقمان سلفی		القول المقبول		تسهيل الوصول	
		صفحه نمبر	حکم حديث	صفحه	حکم حديث	صفحه	حکم حديث	صفحه
١	علی	٦٦	ض	٢٨	ص	١١١	ح	٥٣
٢	عائشه	٧٧	ض	٣٦	ص	١٥٥	ح غ	٦١
٣	ابوامامه	٧٨	ض	٣٧	ص	١٦٢	ح	٦١
٤	—	١٣٦	ض	٧٨	ص	٢٤٧	ح	١٠٥
٥	عائشه	٢٣٦	ض	١٤٩	ص	٤١٧	ح غ	١٩٩
٦	—	٤٤٢	ض	٢٨٩	ص	٧٢٠	ح	٣٦١
٧	—	٤٦٠	ص	٣٠٤	ح	٧٥٨	ض	٣٧٤

غیر مقلد: یہ تو حد ہو گئی کہ ایک ہی حدیث صحیح ہو وہی حسن ہو اور وہی ضعیف ہو؟

سنی: اب تم خود ہی سوچو کہ ائمہ اربعہ کے اختلاف کو تو تم فرقہ بندی کہو، اگر ایک مسئلہ میں دو یا تین رائے ہوں تو تم کہو کہ ایک قرآن ہے ایک حدیث ہے پھر ایک مسئلہ میں دو یا تین رائے کیسی؟ اور ان میں سے ایک صحیح ہے باقی غلط، اب تم ہی بتاؤ ایک قرآن اور حدیث کے نام لیوا، ایک کتاب میں ایک حدیث کی حیثیت متعین کرنے میں ہی تین علیحدہ اور متضاد رائے رکھیں تو سبھی صحیح ہیں تو کیسے؟ اور اگر ایک صحیح ہے تو کون؟ اور اس بات کا فیصلہ کون کرے گا؟ اور کب کرے گا ؟

ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند

(جو خود ہی بھٹکا ہوا ہے وہ کسی کی راہنمائی کیا کرے گا؟)

مجھے اس موقع پر اِس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا کہ غیر مقلدین حضرات نے اگر اب بھی دوسروں کو اختلاف ائمہ مجتھدین کا طعنہ دینا ہے تو انہیں پہلے اپنی طبیعت عالیہ کا خلجان دور کر لینا چاہیے پھر دوسروں پر اعتراض کی فکر کرنی چاہیئے۔

غیر مقلد: مجھے تبصرے کے لیے نہ کہیں:

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم (پورا جسم چھلنی ہے روئی کہاں کہاں رکھوں)

اِدھر سلفی اُدھر سلفی کِسے مانیں کِسے چھوڑیں

اِسے مانا نہیں جاتا اُسے چھوڑا نہیں جاتا

مجھے بے ساختہ ایک واقعہ یاد آ گیا ہے کہ کچھ نابینا حضرات کا گزر ایک پالتو ہاتھی کے پاس سے ہوا تو انہوں نے کہا کہ چلو تحقیق و ریسرچ کریں کہ ہاتھی کیسا ہوتا ہے؟ ہر ایک نے ہاتھ لگا کر اندازہ کیا پھر کہیں بیٹھ کر اپنی غیر مقلدانہ تحقیق پر تبصرہ کرنے لگے، جسکا ہاتھ ہاتھی کی ٹانگ کو لگا تھا اس نے کہا کہ ہاتھی ایک موٹے کھمبے کی طرح ہوتا

ہے، جسکا ہاتھ اُسکے پیٹ کو لگا تھا اس نے کہا کہ ہاتھی ایک خمدار سطح کی طرح ہوتا ہے، جسکا ہاتھ اسکی سونڈھ پر لگا اس نے کہا کہ گوشت کی موٹی سی لٹکتی ہوئی چیز کا نام ہاتھی ہے۔

الغرض جہاں جسکا ہاتھ لگا اُس نے اسی کو ہاتھی سمجھ لیا۔شاید ہمارے اِن حاشیہ نگاروں کی تحقیق وکمپیوٹرائزڈ ریسرچ بھی اِسی سے ملتی جلتی ہے۔

آپ کی معلومات بڑی گہری ہیں، مجھے یہ تو بتائیں کہ صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی میں ایک سوپچپن ضعیف حدیثوں کی تفصیل کیا ہے؟

باہم دست وگریباں (۵)

سنی: یہ بھی بڑی عجیب داستان ہے:

(۱) ۱۹۸۹ء میں القول المقبول میں صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی میں ضعیف حدیثوں کی تعداد (۸۴) چوراسی تھی جو نظر ثانی شدہ ایڈیشن میں بڑھ کر (۱۱۱) ہوگئی۔ اگر نظر ثالث کے بعد کوئی ایڈیشن چھپا تو نہ جانے یہ تعداد کتنی ہو جائیگی؟

(۲) ۲۰۰۳ء میں ڈاکٹر لقمان سلفی صاحب نے پہلے ایڈیشن میں (۱۲۷) ایک سوستائیس ضعیف حدیثوں کی نشاندہی کی۔ دیکھیں دوسرے ایڈیشن میں یہ تعداد کتنی ہوگی؟

(۳) ۲۰۰۵ء میں تسہیل الوصول میں (۹۷) ستانوے ضعیف حدیثوں کا اعتراف کیا گیا۔

(۴) اب دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ تینوں حاشیہ نگاران (۱۵۵) ضعیف حدیثوں میں سے ۶۷ ضعیف حدیثوں پر متفق ہیں، ۳ موضوع حدیثیں انکے علاوہ ہیں۔ جب کہ ہر حاشیہ نگار نے مزید جن ضعیف حدیثوں کی انفرادی نشاندہی کی ہے ان کی تعداد ۸۵ ہے۔

(۵) یوں متفقہ اور انفرادی ضعیف حدیثوں کو ملایا جائے تو صلاۃ الرسولؐ سیالکوٹی میں کل ضعیف حدیثوں کی تعداد (۱۵۵) ایک سوپچپن ہے۔

١٥٥ ضعیف حدیثوں کی فہرست

(ص = صحیح ح = حسن ح غ = حسن لغیرہ ض = ضعیف ض+ = سخت ضعیف)

نمبر	نام راوی (رضی اللہ عنہ)	صلاۃ الرسول سیالکوٹی	حاشیہ لقمان سلفی		القول المقبول		تسہیل الوصول	
		صفحہ نمبر	حکم حدیث	صفحہ	حکم حدیث	صفحہ	حکم حدیث	صفحہ
١	انس	٣٦	ض	٨	ض	٥٣	ح غ	٣١
٢	—	٤٧	ض	١٦	ض	٦٦	ض	٣٨
٣	انس	٤٩	ض	١٦	ض	٦٧	ض	٣٩
٤	—	٥٣	ض	١٩	ض	٧٢	ص	٤١
٥	—	٥٥	ض	٢٠	ح	٨٠	ح	٤٤
٦	—	٥٦	ض	٢١	ض	٨٨	ص	٤٥
٧	—	٥٦	ض	٢١	ض	٨٩	ح	٤٥
٨	ابو موسی	٥٨	ض	٢٢	ض	٩٣	ض	٤٦
٩	ابوهريرة	٦٠	ص	٢٤	ص	١٠١	ض	٤٩
١٠	على	٦٦	ض	٢٨	ص	١١١	ح	٥٣
١١	—	٦٦	ض	٢٩	ض	١١٥	ض	٥٣
١٢	على	٦٨	ض+	٣٠	ض	١١٩	ض	٥٤
١٣	عائشه	٦٩	ض	٣٠	ض	١٢٠	ح	٥٥
١٤	على	٦٩	ض	٣٠	ض	١٢٧	ح	٥٥
١٥	ابن عمر	٧٤	ض	٣٣	ض	١٤٠	ض	٥٨
١٦	عائشه	٧٧	ض	٣٦	ص	١٥٥	ح غ	٦١
١٧	عائشه	٧٧	ح	٣٧	ض	١٥٩	ض	٦١
١٨	ابو امامه	٧٨	ض	٣٧	ص	١٦٢	ح	٦١
١٩	—	٨٢	ض	٤٠	ض	١٧١	ض	٦٦
٢٠	—	٨٢	ض	٤١	ص	١٧٢	ص	٦٧
٢١	عائشه	٩٩	ض	٥١	ض	١٩٦	ض	٧٨
٢٢	—	١٠٩	ض	٦٠	خ	٢١٠	خ	٨٥
٢٣	—	١٠٩	ض	٦٠	ض	٢١١	خ	٨٥
٢٤	جابر	١١٣	ض	٦٣	ص	٢١٦	ض	٨٩

(ص = صحیح ح = حسن ح غ = حسن لغیرہ ض = ضعیف ض+ = سخت ضعیف)

نمبر	نام راوی	صلاۃ الرسول سیالکوٹی	حاشیة لقمان سلفی		القول المقبول		تسهیل الوصول	
	(رضي الله عنه)	صفحه	حکم حدیث	صفحه	حکم حدیث	صفحه	حکم حدیث	صفحه
٢٥	—	١٣٦	ض	٧٨	ص	٢٤٧	ح	١٠٥
٢٦	—	١٣٦	ض	٧٨	ص	٢٤٩	ض	١٠٥
٢٧	—	١٣٧	ض	٧٨	ض	٢٥٢	ض	١٠٥
٢٨	—	١٣٧	ض+	٧٨	ض+	٢٥٢	ض	١٠٥
٢٩	—	١٣٧	ض	٧٨	ض	٢٥٣	ض	١٠٦
٣٠	—	١٣٧	ض	٧٩	ض	٢٥٣	ض	١٠٦
٣١	—	١٣٧	ض	٧٩	خ	٢٥٤	ض	١٠٦
٣٢	—	١٣٧	ض	٧٩	ض	٢٥٤	ض	١٠٦
٣٣	—	١٣٧	ض	٧٩	ض	٢٥٥	ض	١٠٦
٣٤	—	١٣٧	ض	٧٩	ض	٢٥٥	ض	١٠٦
٣٥	—	١٣٧	ض	٧٩	ض	٢٥٦	ض	١٠٦
٣٦	—	١٣٨	من گھڑت	٧٩	من گھڑت	٢٥٦	ض	١٠٦
٣٧	—	١٣٨	ض	٨٠	ض	٢٥٦	ح غ	١٠٧
٣٨	—	١٣٨	ض	٨٠	ض	٢٥٧	ض	١٠٧
٣٩	—	١٣٨	ض	٨٠	ض	٢٥٧	ض	١٠٧
٤٠	—	١٣٨	ض	٨٠	ض	٢٥٩	ح	١٠٧
٤١	علي	١٤٧	ض	٨٦	ض	٢٧١	ص	١١٥
٤٢	عقبه بن عامر	١٥١	ض	٨٩	ص	٢٨٠	ص	١١٨
٤٣	—	١٥٦	ض	٩٢	ض	٢٩٠	ض	١٢٣
٤٤	—	١٥٦	ض	٩٢	ض	٢٩٠	ض	١٢٣
٤٥	—	١٥٦	ض	٩٢	ض	٢٩١	ض	١٢٣
٤٦	ابن عباس	١٥٨	ض	٩٣	ض	٢٩٣	ض	١٢٤
٤٧	—	١٦٠	ض	٩٥	ض	٢٩٨	ض	١٢٦
٤٨	—	١٦٣	ض	٩٦	خ	٣٠٠	ص	١٢٧
٤٩	—	١٦٨	ض	١٠٠	ح	٣٠٨	ح غ	١٣٢
٥٠	—	١٦٨	خ	١٠١	ض	٣١٣	ص	١٣٣

(ص = صحیح   ح = حسن   ح غ = حسن لغیرہ   ض = ضعیف   ض+ = سخت ضعیف)

نمبر	نام راوی (رضي الله عنه)	صلاة الرسول سیالکوٹی	حاشية لقمان سلفى		القول المقبول		تسهيل الوصول	
		صفحه	حكم حديث	صفحه	حكم حديث	صفحه	حكم حديث	صفحه
٥١	ابو قتاده	١٧١	ض	١٠٢	ض	٣١٤	ض	١٣٥
٥٢	معاويه بن قره	١٧١	ص	١٠٣	سند جيد	٣١٥	ض	١٣٥
٥٣	ابوهريره	١٧٢	ض	١٠٤	ض	٣١٧	ص	١٣٦
٥٤	ابو سعيد	١٧٦	ض	١٠٦	ض	٣٢٤	ض	١٣٨
٥٥	—	١٨٧	ض	١١٤	ض	٣٣٧	ض	١٤٦
٥٦	—	١٨٧	ض	١١٤	ض	٣٣٨	ح	١٤٦
٥٧	ابن عباس	١٨٩	ض	١١٦	ض	٣٤٢	ض	١٥٤
٥٨	ابوهريره	١٩٥	ض	١٢٠	ص	٣٥٩	ض	١٦٠
٥٩	عبادة بن صامت	٢٠٤	ض+	١٢٦	خ	٣٧٣	ص	١٧٠
٦٠	—	٢٠٦	ض	١٢٨	ض	٣٧٥	ح	١٧٨
٦١	عمروبن شعيب	٢٠٧	ض	١٢٨	ح	٣٧٦	ح	١٧٩
٦٢	جابر بن سمرة	٢١٠	ض	١٣٠	ض	٣٧٩	ض	١٨١
٦٣	عبدالله بن عتبه	٢١١	ض	١٣١	ض	٣٨١	ص	١٨١
٦٤	ابن عمر	٢١١	منكر	١٣١	ض	٣٨١	ض	١٨٢
٦٥	ابن عباس	٢١٤	ص	١٣٤	ض	٣٨٦	ض	١٨٤
٦٦	ابوهريره	٢١٤	ض	١٣٤	ض	٣٨٨	ض	١٨٤
٦٧	جابر	٢١٥	ح	١٣٥	ح	٣٨٩	ض	١٨٥
٦٨	—	٢١٧	ص	١٣٦	ص	٣٩٦	ض	١٨٦
٦٩	عقبه بن عامر	٢١٧	ض	١٣٧	ض	٣٩٧	ص	١٨٦
٧٠	—	٢١٩	ض	١٣٨	ض	٣٩٩	خ	١٨٧
٧١	ابن عمر	٢٣٢	ض	١٤٦	ض	٤١٣	خ	١٩٥
٧٢	عائشه	٢٣٦	ض	١٤٩	ص	٤١٧	ح غ	١٩٩
٧٣	—	٢٣٧	ض	١٥٠	ض	٤١٧	ص	٢٠٠
٧٤	وائل بن حجر	٢٤٤	ض	١٥٤	ض	٤٢٢	ض	٢١٢
٧٥	ابن مسعود	٢٥٢	ص	١٦٠	ص	٤٣٣	ض	٢١٨
٧٦	—	٢٥٤	ض+	١٦١	ض+	٤٣٥	خ	٢٢٠

(ص = صحیح   ح = حسن   ح غ = حسن لغیرہ   ض = ضعیف   ض+ = سخت ضعیف)

نمبر	نام راوی (رضي الله عنه)	صلاة الرسول سیالکوٹی	حاشیة لقمان سلفی		القول المقبول		تسهيل الوصول	
		صفحه	حكم حديث	صفحه	حكم حديث	صفحه	حكم حديث	صفحه
٧٧	–	٢٥٦	ض	١٦٢	ض	٤٣٦	خ	٢٢٠
٧٨	ابن عباس	٢٦٢	ح	١٦٥	ض	٤٤٠	ض	٢٢٣
٧٩	ابن زبير	٢٦٧	ح	١٦٨	ح	٤٤٧	ض	٢٢٧
٨٠	–	٢٧٠	ض	١٧١	ض	٤٥١	خ	٢٢٩
٨١	–	٢٨٢	خ	١٧٨	سند ض	٤٦٠	سند ض	٢٣٧
٨٢	–	٢٨٤	ض	١٧٩	ض	٤٦١	ح	٢٣٧
٨٣	–	٢٨٨	ض	١٨١	ص	٤٦٥	ص	٢٤٠
٨٤	سمره	٢٩١	ض	١٨٣	ض	٤٦٩	ض	٢٤٢
٨٥	–	٣٠٣	ض	١٩٠	ض	٤٨١	ض	٢٤٨
٨٦	معقل بن يسار	٣٠٤	ض	١٩١	ض	٤٨٢	ض	٢٤٨
٨٧	–	٣٠٥	ض	١٩١	ض	٤٨٣	ض	٢٤٩
٨٨	–	٣٠٨	سند ض	١٩٣	ص	٤٨٥	ح	٢٥٠
٨٩	انس	٣١٢	ض+	١٩٤	ض+	٤٨٧	ض+	٢٥١
٩٠	–	٣١٦	ص	١٩٨	ص	٥٠٨	ض	٢٥٥
٩١	–	٣١٧	ص	١٩٩	ض	٥٠٩	ض	٢٥٥
٩٢	ابن مسعود	٣٢٠	ص	٢٠١	ص	٥١٧	ض	٢٥٨
٩٣	–	٣٢٠	ص	٢٠٢	ص	٥١٧	ض	٢٥٨
٩٤	–	٣٢٢	ض	٢٠٣	ض	٥٢٣	ض	٢٥٩
٩٥	–	٣٢٢	ض	٢٠٤	ض	٥٢٥	ح	٢٦٠
٩٦	–	٣٢٣	ض	٢٠٤	ض	٥٢٥	خ	٢٦٥
٩٧	ابو امامه	٣٣٠	ض	٢٠٩	ض	٥٣٣	ح غ	٢٧٠
٩٨	عائشه	٣٣٢	ض	٢٠٩	ض	٥٣٤	ح	٢٧٠
٩٩	–	٣٣٢	ض-	٢١٠	ض-	٥٣٦	ض	٢٧١
١٠٠	ابومالك اشعرى	٣٣٥	ض	٢١٢	ح	٥٤١	ح	٢٧٣
١٠١	سبره بن معبد	٣٣٧	ض	٢١٤	ض	٥٤٣	ح	٢٧٤
١٠٢	ابو هريره	٣٣٧	ض	٢١٤	ض	٥٤٤	ض	٢٧٤

(ص = صحیح ح = حسن ح غ = حسن لغیرہ ض = ضعیف ض+ = سخت ضعیف)

نمبر	نام راوی (رضی اللہ عنہ)	صلاۃ الرسول سیالکوٹی	حاشیہ لقمان سلفی		القول المقبول		تسہیل الوصول	
		صفحہ	حکم حدیث	صفحہ	حکم حدیث	صفحہ	حکم حدیث	صفحہ
١٠٣	ابو ہریرہ	٣٣٧	ض	٢١٤	ض	٥٤٥	ض	٢٧٥
١٠٤	–	٣٣٨	ض	٢١٥	ض	٥٤٦	ض	٢٧٥
١٠٥	–	٣٤٥	ض	٢٢١	ض	٥٥٨	ض	٢٨٠
١٠٦	–	٣٥٠	ض	٢٢٤	ح	٥٦٦	ح غ	٢٨٥
١٠٧	عائشہ	٣٥٨	ض	٢٢٩	ض	٥٧٨	ض	٢٩٣
١٠٨	جابر	٣٨٦	ض	٢٤٦	ض	٦١٢	ض	٣١٤
١٠٩	–	٣٨٨	ض	٢٤٨	ض	٦١٦	ض	٣١٥
١١٠	–	٣٩٠	ح	٢٤٩	ض	٦٢١	ض	٣١٨
١١١	عائشہ	٣٩٨	ض	٢٥٥	ض	٦٣٥	ص	٣٢٤
١١٢	–	٤٠١	ض	٢٥٨	ض	٦٤١	ض	٣٢٧
١١٣	–	٤٠٦	ض	٢٦١	ض	٦٥٥	ض	٣٣١
١١٤	–	٤٠٧	من گھڑت	٢٦١	من گھڑت	٦٥٥	ض+	٣٣٢
١١٥	–	٤٠٩	ض	٢٦٣	ض	٦٥٩	ض	٣٣٣
١١٦	–	٤٠٩	ض	٢٦٣	ض	٦٦٠	ض	٣٣٤
١١٧	–	٤٠٩	ض	٢٦٤	ض	٦٦٢	ض	٣٣٥
١١٨	جعفر بن محمد	٤١٢	ض+	٢٦٦	ض+	٦٧٢	ص	٣٣٨
١١٩	–	٤١٤	ض	٢٦٨	خ	٦٧٧	ح	٣٤٠
١٢٠	عبید بن عمیر	٤١٥	ض	٢٦٩	خ	٦٧٩	ص	٣٤١
١٢١	–	٤١٨	خ	٢٧١	خ	٦٨٢	ض	٣٤٣
١٢٢	–	٤٢٠	ض	٢٧٣	ض	٦٨٤	ض	٣٤٤
١٢٣	–	٤٢٥	ض+	٢٧٨	ض+	٦٩٢	ض	٣٤٧
١٢٤	علی	٤٢٨	ص	٢٧٩	ص	٦٩٤	ض	٣٤٧
١٢٥	–	٤٣١	ض	٢٨١	ض	٦٩٩	ض	٣٤٩
١٢٦	ابو سعید	٤٣٢	ض	٢٨٢	ض	٧٠١	ض	٣٥٠
١٢٧	–	٤٣٤	ص	٢٨٣	ص	٧٠٤	ض	٣٥١
١٢٨	ابن عباس	٤٣٤	ص	٢٨٣	ص	٧٠٦	ض	٣٥٢

(ص = صحیح ح = حسن ح غ = حسن لغیرہ ض = ضعیف ض+ = سخت ضعیف)

نمبر	نام راوی (رضي الله عنه)	صلاة الرسول سيالكوٹی صفحه	حاشية لقمان سلفی حكم حديث	حاشية لقمان سلفی صفحه	القول المقبول حكم حديث	القول المقبول صفحه	تسهيل الوصول حكم حديث	تسهيل الوصول صفحه
١٢٩	ام شريك	٤٣٤	ض	٢٨٣	ض	٧٠٦	ح	٣٥٢
١٣٠	—	٤٣٩	ض	٢٨٥	ص	٧٠٩	ض	٣٥٥
١٣١	—	٤٤٢	ض	٢٨٩	ص	٧٢٠	ح	٣٦١
١٣٢	—	٤٤٢	ض	٢٨٩	ض	٧٢٢	ح غ	٣٦١
١٣٣	—	٤٤٦	ض	٢٩٣	ض	٧٢٨	ض	٣٦٥
١٣٤	—	٤٤٧	سند ض	٢٩٣	سند ض	٧٢٨	ض	٣٦٥
١٣٥	—	٤٤٧	ح	٢٩٤	ح	٧٢٩	ض	٣٦٥
١٣٦	--	٤٤٧	ح	٢٩٤	ض	٧٣٠	ح	٣٦٦
١٣٧	—	٤٤٧	منگھڑت	٢٩٤	ض+	٧٣١	ض	٣٦٦
١٣٨	—	٤٤٧	ض	٢٩٤	ض	٧٣٢	ض	٣٦٦
١٣٩	—	٤٤٨	ض+	٢٩٥	ض+	٧٣٤	ض	٣٦٧
١٤٠	—	٤٥٠	خ	٢٩٦	خ	٧٣٧	ض	٣٦٩
١٤١	—	٤٥٨	ض	٣٠٣	ض	٧٥٥	ض	٣٧٣
١٤٢	—	٤٦٠	ص	٣٠٤	ح	٧٥٨	ض	٣٧٤
١٤٣	—	٤٦٠	ض	٣٠٤	ض	٧٥٩	ض	٣٧٤
١٤٤	—	٤٦٢	ض+	٣٠٥	ض+	٧٦١	ض+	٣٧٥
١٤٥	—	٤٦٣	ح	٣٠٦	ض	٧٦١	ض	٣٧٥
١٤٦	—	٤٦٤	ض	٣٠٧	ض	٧٦٤	ض	٣٧٦
١٤٧	—	٤٦٥	ح	٣٠٧	ض	٧٦٥	ح غ	٣٧٦
١٤٨	—	٤٦٥	ض	٣٠٧	ض	٧٦٦	خ	٣٧٦
١٤٩	—	٤٦٥	ض	٣٠٨	ض	٧٦٧	ض	٣٧٧
١٥٠	—	٤٦٧	ح	٣٠٩	ح	٧٦٩	ض	٣٧٧
١٥١	—	٤٧١	ض	٣١١	ض	٧٧٤	ض	٣٨٠
١٥٢	—	٤٧٣	ض+	٣١١	ض+	٧٧٥	ض+	٣٨٠
١٥٣	—	٤٧٥	ض	٣١٢	ض	٧٧٧	ض	٣٨١
١٥٤	—	٤٧٦	ض	٣١٣	ض	٧٧٧	جيد	٣٨٢
١٥٥	—	٤٧٧	ض	٣١٣	ض	٧٧٨	ض	٣٨٢

غیر مقلد : ہمیں جو معیار بتایا گیا تھا وہ تو بالکل غلط ہو گیا کہ جس طریقہ پر ہم عمل پیرا ہوں وہ صحیح حدیث کے مطابق ہوتا ہے اور اور جو حدیث ہمارے موقف کے خلاف ہو وہ ضعیف ہوتی ہے۔ جبکہ یہاں تو ہم خود ہی ۱۵۵ ضعیف حدیثوں پر عمل پیرا ہیں۔

سنی : بہر حال آپنے خود ہی ملاحظہ کرلیا کہ آپکو ضعیف حدیث کی بابت جو معیار بتایا گیا تھا وہ حقیقت تھی یا سراب؟ اور میں نے خود بھی یہ بات نوٹ کی ہے کہ تمہارے عوام وخواص بلا جھجک ہر اس حدیث کو ضعیف کہہ دیتے ہیں جو اُنکے موقف کے خلاف ہو، چاہے وہ حدیث صحیح بخاری و مسلم میں ہو یا کسی اور کتاب کی صحیح حدیث ہو۔

بطور مثال یہ دیکھیں: (صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۴۰۴) ''واذاقرأ فأنصتوا'' ہے۔ (جب امام قرآن پڑھے تو تم چُپ ہو جاؤ) جسے خود تمہارے امام البانی صاحب نے بھی صحیح کہا ہے۔ (ارواء الغلیل ۲/۲۶۷)۔ لیکن تمہارے نواب نور الحسن خان صاحب نے اسکی سند کو کمزور کہہ کر نا قابل استدلال قرار دیا ہے۔ (عرف الجادی ص:۳۸)۔ نیز تمھاری کتاب (امتیازی مسائل ص:۳۹) پر اسے ضعیف کہا، اور تمھاری نمائندہ تفسیر (احسن البیان ص:۲) پر صحیح مسلم کی اسی روایت ''واذاقرأ فأنصتوا'' کی بابت لوگوں کو شک میں ڈالنے کیلئے بریکٹ میں لکھ دیا گیا ''بشرط صحت''۔

کس قدر ستم ظریفی ہے کہ تم نے ان پڑھ جاہل عوام کی ایسی تربیت کی ہے کہ وہ اپنے فرقے اور مسلک کی پاسداری میں ہر اُس صحیح حدیث کو بھی ضعیف کہہ دیتے جو اُنکے موقف کے خلاف ہو۔

موضوع و من گھڑت حدیثیں

سنی: آپ تحقیق و ریسرچ کا نعرہ لگاتے ہیں، آپ کی تحقیق کے مطابق من گھڑت حدیث کونسی ہوتی ہے؟

غیر مقلد : عربی میں اسے موضوع روایت کہتے ہیں، موضوع کا ترجمہ من گھڑت ہے، اور میرا یہ موقف میری گہری تحقیق اور تفصیلی مطالعے کا نچوڑ ہے۔ دیکھئے: (نماز نبوی: ص۲۶۲) پر موضوع کو بریکٹ میں من گھڑت لکھا ہے۔

سنی : کیا آپ کی تحقیق کے مطابق ''صلاۃ الرسول ؐ '' سیالکوٹی میں موضوع اور من گھڑت احادیث بھی ہیں؟

غیر مقلد : موضوع اور من گھڑت حدیث تو کسی کے نزدیک بھی دلیل و حجت نہیں بلکہ اس کو دلیل کے طور پر پیش کرنا علمی دنیا میں بڑا عیب شمار ہوتا ہے چونکہ ہمارے علامہ وحید الزمان صاحبؒ نے لکھا ہے کہ: ''من گھڑت روایت کو بیان کرنا بہرحال ناجائز ہے الا یہ کہ اسکے من گھڑت ہونے کی وضاحت کی جائے''۔ (کنز الحقائق ص۲۰۹)

لہٰذا سیالکوٹی صاحب جیسا محقق عالم ایسی روایات کیونکر پیش کرسکتا ہے؟

سنی : آپ کی تحقیق وریسرچ تو ٹامک ٹوئیاں معلوم ہوتی ہیں، آپ کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ صلاۃ الرسول ؐ سیالکوٹی میں ایک نہیں بلکہ تین من گھڑت روایتیں موجود ہیں۔لیکن سیالکوٹیؒ صاحب نے اس کے من گھڑت ہونے کی وضاحت نہیں لکھی۔اور تمہیں ان کا تعین ہی نہیں گویا ساٹھ سال سے تم اُنہیں موضوع من گھڑت حدیثوں پر عمل پیرا ہو۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ تم نے انگریز حکومت کی چٹھی نمبر ۱۷۵۸ مجریہ ۳ دسمبر ۱۸۸۶ء کے مطابق جو اپنا نام اہل حدیث منظور کرایا تھا وہ اسی پس منظر میں تھا کہ حدیث صحیح ہو یا حسن ضعیف ہو یا من گھڑت تم سب پر عمل کر لیتے ہو، اگر تم صرف حدیث صحیح اور حسن پر عمل پیرا ہوتے تو تمہارا نام بھی ''اہل حدیث صحیح وحسن'' ہوتا، نیز ضعیف اور موضوع حدیثیں تمہاری کتابوں میں نہ ہوتیں اور تم اُن پر عمل پیرا نہ ہوتے۔

لیکن ان حاشیوں سے پہلے بلکہ بعد میں بھی تمہارے اکثر غیر مقلدوں کو یہ پتہ

نہیں کہ ان کی نماز کی کتابوں میں کون کون سی ضعیف وموضوع حدیثیں ہیں؟ اور تم اندھا دھندان کتابوں پر عمل کیے جارہے ہو۔

الغرض اب اِن کتابوں، اُنکے مصنفین اور حاشیہ نگاروں پر اعتماد کی مقدس گائے کوذبح کرہی دینا چاہیے۔

موضوع ومن گھڑت حدیثیں

(من گھڑت = موضوع ض = ضعیف ض+ = سخت ضعیف)

نمبر	نام راوی (رضی اللہ عنہ)	صلاۃ الرسول سیالکوٹی	حاشیۃ لقمان سلفی		القول المقبول		تسہیل الوصول	
		صفحہ	حکم حدیث	صفحہ	حکم حدیث	صفحہ	حکم حدیث	صفحہ
١	—	١٣٨	من گھڑت	٧٩	من گھڑت	٢٥٦	ض	١٠٦
٢	—	٤٠٧	من گھڑت	٢٦١	من گھڑت	٦٥٥	ض+	٣٣٢
٣	—	٤٤٧	من گھڑت	٢٩٤	ض+	٧٣١	ض	٣٦٦

غیر مقلد:

(۱) صلاۃ الرسولؐ کی (۷۱) صحیح اور حسن حدیثوں کا تضاد، (۳۳) حسن وضعیف، (۳۲) صحیح وضعیف اور (۷) صحیح حسن ضعیف حدیثوں کا تضاد ختم کرنا تو میرے بس کا روگ نہیں۔اس کیلئے تو تینوں حاشیہ نگاروں کوسر جوڑ کر بیٹھنا پڑیگا۔

(۲) صلاۃ الرسولؐ کی (۱۵۵) ضعیف حدیثوں کی آپنے واضح نشاندہی کردی ہے اور ہمارا کام بہت آسان کردیا ہے۔اب ہمارے طبقے کے لئے ان پر عمل سے بچنے کا ایک حل تو یہ ہے کہ ان (۱۵۵) ضعیف حدیثوں کو صلاۃ الرسولؐ کے آئندہ ایڈیشن سے نکال دیا جائے، لیکن مجھے اندر کی صورتحال کا اندازہ ہے کہ ایسا نہیں ہوسکے گا۔

(۳) یہ معلومات ہمارے ہر اہل حدیث تک پہنچنی چاہئیں تاکہ وہ ان (۱۵۵) حدیثوں پر عمل کرنے سے بچ سکے۔

(۴) ہمارے خطیبوں کو چاہیئے کہ وہ ملک گیر دورہ کر کے اپنی تقریروں میں ان (۱۵۵) ضعیف حدیثوں سے لوگوں کو آگاہ کریں۔

(۵) ہمارے مضمون نگار ادیبوں کو چاہئیے کہ وہ ہفت روزہ اور ماہانہ رسائل میں بھرپور مضامین لکھ کر اِن ضعیف حدیثوں کی بابت لوگوں کی رہنمائی کریں۔

(۶) ہماری تنظیموں کو چاہیئے کہ ہماری اس علمی گفتگو کو یا کم از کم (۱۵۵) حدیثوں کی فہرست کو چھپوا کر ہر ہر اہل حدیث تک پہنچائیں۔خصوصا جنکے پاس سیالکوٹی صاحبؒ کی کتاب ''صلاۃ الرسولؐ'' ہے۔نیز اِن ۱۵۵ ضعیف حدیثوں کی فہرست کو چھپوا کر تمام اہلحدیث مساجد میں آویزاں کر دینا چاہیئے۔

(۷) اگر یہ سب کچھ نہیں ہوتا تو اسکا واضح مطلب یہی ہوگا کہ ضعیف حدیثوں کی بابت ہمارے طبقے کے قول وفعل میں تضاد ہے۔

لہذا آئندہ کیلئے کم از کم اس صلاۃ الرسولؐ کی پیشانی پر لکھ دیا جائے کہ:

''اس کتاب میں ۱۵۵ ضعیف حدیثیں بھی موجود ہیں''۔

سنی: آپنے بڑی ٹھوس تجاویز پیش کی ہیں، اب وقت بتائے گا کہ ان پر کتنا عمل ہوتا ہے؟

☆☆☆

چُھپے راز

مطالعہ کریں......فیصلہ کریں!
خود پڑھیں......اوروں کو پڑھائیں!

صوبہ پنجاب کے ایک مشہور اہل حدیث خطیب اپنے علاقہ کے ایک دیوبندی مدرسہ میں گئے اور مہتمم صاحب کو کہا کہ: ''مولوی صاحب مینوں صرف نحو تے عربی گرامر پڑھا دیو'' مہتمم صاحب نے کمال محبت سے فرمایا کہ آپ آجایا کریں ہم پڑھا دیں گے۔

خطیب موصوف آئے اور چند دن پڑھ کر مہتمم صاحب کو ملے اور فرمایا: ''مولوی صاحب: اے تے بڑا اوکھا کم اے۔اسیں تے ایدے بغیر بڑھکاں مار کے اپنا کم چلا لینے آں''

یہ بظاہر ایک عام سی بات ہے لیکن ذرا گہرائی سے دیکھیں تو یہ اہلحدیث خطباء کرام کی ایک عوامی کیفیت کی نشاندہی اور عکاسی ہے کہ وہ عام طور پر علم سے پیدل ہوتے ہیں اور دعووں کی گھن گھرج (جسے موصوف نے بڑھکوں سے تعبیر کیا) سے اپنا کام چلاتے ہیں اور عام لوگ ان کی سریلی آواز، ان کے شیریں بیان اور ان کے بلند بانگ دعووں اور چیلنجوں سے اپنے تئیں مرعوب اور متاثر ہو جاتے ہیں۔

اہلحدیث حضرات ایسا میدان منتخب کرتے ہیں جہاں انہیں زیادہ مزاحمت کا سامنا نہ کرنا پڑے یہی وجہ ہے کہ ان کی دعوتی سرگرمیوں کا مرکز دیہاتی علاقے، سکول، کالج اور یونیورسٹیز کے طلبہ اور تاجر پیشہ لوگ ہوتے ہیں عام طور پر چونکہ ان حضرات کی رسائی ایسے علماء تک نہیں ہو پاتی، جو اہل حدیثوں کے طریقہ واردات اور ان کے دعوتی نشیب و فراز سے واقف ہوں، لہذا وہ یک طرفہ طور پر ان اہل حدیث خطیبوں اور مصنفوں سے متاثر ہونے لگتے ہیں۔

''چھپے راز سیریز'' کا مقصد انہی طبقوں تک اصل حقیقت کو پہنچانا ہے، وہ حقیقت جسے بلند بانگ دعووں، نت نئے چیلنجوں اور بقول خطیب ''بڑھکوں'' سے چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے۔اس سیریز کو پڑھنے کے بعد وہ خود فیصلہ کر سکیں گے کہ ان خطیبوں اور ادیبوں کی علمی پونجی کتنی ہے؟ اور ان کے دامن میں کیا کچھ ہے؟

یہ سیریز سنی علماء طلبہ اور عوام کے لیے بھی یکساں مفید ہے چونکہ انہیں بھی کسی نہ کسی انداز میں ان مسائل سے واسطہ پڑتا رہتا ہے۔